قیامت

مصنف

علی موسیٰ الکعبی

فہرست

مقدمہ ناشر
عرض مولف
پہلی فصل
دوسری فصل
تیسری فصل
چوتھی فصل

کتاب:قیامت
مؤلف:علی موسیٰ الکعبی

مقدمہ ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قیامت ،اصول دین کی پانچویں اصل ہے جوہر مسلمان کی زندگی کا بنیادی ضابطہ اور قانون ہے، کیونکہ ہر مسلمان کو یہ بات معلوم ہے کہ وہ جو کچھ بھی اس دنیا میں انجام دیتا ہے اس کی جزا یا سزا روز قیامت ضرور ملے گی۔
چنانچہ جب ہم قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ خداوندعالم نے تقریباً دوہزار آیتوںکے ضمن میں بالواسطہ یابلاواسطہقیامت کا ذکر کیا ہے، لہٰذا خداوندمتعال کا ان تمام آیات کے ذکر کرنے کا مقصد کیا ہوسکتا ہے؟ جبکہ اس کا قول و فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا! تو فوراً ہی اس کا جواب آئے گا کہ چونکہ خداوندعالم ”ارحم الراحمین“ ہے، اور وہ اس دن اور اس میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں خبررکھتا ہے، اسی وجہ سے اس دن کا نام”کلیجہ منھ کو آنے والا دن“ اور ”آنکھیں چکاچوند کرنے والادن“ رکھا ہے، پس خداوندعالم اس کے ذریعہ انسان سے چاہتا یہ ہے کہ اس روز (قیامت) پر ایمان رکھے اور خود کو اس دن کے لئے آمادہ کرے۔کیونکہ ”جاویدانی زندگی “اسی دن سے شروع ہوتی ہے، لہٰذا خوش نصیب ہے وہ انسان جس نے اس دن کے لئے آمادگی کررکھی ہے، کیونکہ جس شخص نے اس دن کے لئے آمادگی کی ہوگی وہ اس دن میں کامیاب ہوگا، اور جس نے اس دن کے لئے آمادگی نہیں کی اس کے بارے میں نہ پوچھئے (العیاذ باللہ) وہ تو بڑے گھاٹے میں رہے گا۔

بالتحقیق قرآن کریم نے قیامت کو ثابت کرنے کے لئے (متعدد مقامات پر) عقلی اور منطقی دلائل و براہین پیش کئے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:
< وَتَرَی الْأَرْضَ ہَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَیْہَا الْمَاءَ اہْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ کُلِّ زَوْجٍ بَہِیجٍ . ذَلِکَ بِأَنَّ اللهَ ہُوَ الْحَقُّ وَأَنَّہُ یُحْیِ الْمَوْتَی وَأَنَّہُ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ > [1]
”اور جب تم زمین کو مردہ دیکھتے ہو پھر جب ہم پانی برسادیں گے تو وہ لہلہانے لگتی ہے اور ابھرنے لگتی ہے اور ہر طرح کی خوبصورت چیز اگانے لگتی ہےیہ اس لئے ہے کہ وہ اللہ خدائے برحق ہے، اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر شئے پر قدرت رکھنے والا ہے“۔
یہ مردہ زمین زندہ ہوگی لیکن خداوندعالم خاص سبب یا خاص قانون کے تحت اس کو زندہ کرے گا اور وہ ہے پانی کا برسنا ،جس سے زمین میں دوبارہ جان آجائے گی اور اس کی حیات واپس مل جائے گی، واضح رہے کہ مردہ زمین اور مردہ انسان میں کوئی فرق نہیں ہے، پس جس طرح زمین پانی برسنے سے زندہ ہوجائے گی اسی طرح انسان

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

بھی ایک صور پھونکنے سے زندہ ھوجائیں گے:
[2]
پس قیامت کے سلسلہ میں قرآن مجید میں بہت سی آیات بیان ھوئی ھیں جن سے خداوندعالم کا مقصد یہ ھے کہ انسان اس روز پر ایمان لے آئے اور اس عظیم (اور سخت) دن کے لئے ھمہ وقت تیارر ھے۔
قارئین کرام! کتاب ہذامیں ضرورت قیامت اور اس کے اثبات پر بہت سے دلائل اور براھین بیان کئے گئے ھیں، مؤسسہ امام علی علیہ السلام اس کتاب کا ترجمہ اس لئے پیش کرتا ھے کہ دینی برادران کی کچھ خدمت ھوسکے اور اس کے ذریعہ مومنین کرام میں بیداری پیدا ھوجائے اور روزقیامت پر مستحکم ایمان رکھیں، اور اس عظیم (اور سخت) دن کے لئے ھمیشہ تیار رھیں، آخر میں خداوندعالم کی بارگاہ میں دعا ھے کہ خداوندعالم ھم کو مزید توفیق سے نوازتے ھوئے اس ناچیز خدمت کو قبول فرمائے اور ھمیں سیدھے راستے پر قائم رکھے۔(آمین یا رب العالمین، بحق محمد و آلہ الطاہرین)

شیخ ضیاء جواہری
مدیر مؤسسہ امام علی علیہ السلام
۱۱ ذی قعدة الحرام ۱۴۲۵ھ

----
[1] سورہ حج آیت ۵،۶۔
[2] سورہ زمر آیت ۶۸۔

عرض مولف

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ ربّ العالمین وأفضل الصلاة و أتم التسلیم علی خیرالأنام محمد المصطفیٰ وآلہ الہداة المعصومین الکرام، امابعد:
قرآن کریم اور احادیث معصومین علیھم السلام میں روز قیامت پر عقیدہ رکھنا اسلام کے اھم اصول اوربنیادی ارکان میں شمار کیا گیا ھے،اس کے علاوہ عقل سلیم روز قیامت اور اُخروی زندگی کے بارے میں دلالت کرتی ھے۔
اسی وجہ سے تمام آسمانی ادیان نے اس بنیادی اصل پر اتفاق کیا ھے، اور اس سلسلہ میں انبیاء اور مرسلین (علیھم السلام)نے اپنی اپنی قوموں میں اس عقیدہ کو راسخ کرنے کے لئے بہت زحمتیں اٹھائی ھیں،اور انھوں نے بڑے بڑے چیلنج کا مقابلہ کیا ھے۔
زمین و آسمانی مخلوقات میں غور و فکر اور اسی طرح اس مرتب و منظم کائنات میں غور و فکر کرنے سے ان کے بنانے والے خدا کی عظیم قدرت کے ایمان پر اضافہ ھوتا ھے، اور اُخروی زندگی کے ایمان میں تازگی پیدا ھوتی ھے، جیسا کہ خداوندعالم نے ھمیں عدم سے وجود بخشا، کیونکہ جو کوئی شروع میں کوئی چیز بناسکتا ھے تو اس کو دوبارہ بنانے پر زیادہ قدرت رکھتا ھے:
[1]
”کیا ان لوگوں نے یہ نھیں غور کیا کہ جس خدا نے سارے زمین اور آسمان کو پیدا کیا اور ا ن کے پیدا کرنے سے ذرا بھی تھکا نھیں وہ اس بات پر (بھی) قادر ھے کہ مردوں کو زندہ کرے گا“۔
اس سلسلہ میں حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام فرماتے ھیں:

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

”عجبت لمن انکر النشاۃ الاخرۃ ،وھو یری النشاۃ الاولیٰ۔“ [2]
”واقعاً اس شخص پر تعجب ھے جو اُخروی زندگی کا انکار کرے جبکہ وہ اس دنیاوی زندگی کو دیکھ رھاھو!“
اس بنا پر موت ھمارا انتظار کررھی ھے جیسا کہ ھم سے پہلے لوگ بھی اس دنیا میں نھیں رھے، لیکن یہ موت عدم ،فنا اور انسان کا قصہ تمام ھونے کے معنی میں نھیں ھے ، وہ انسان جو خلیفة اللہ ھے، اور خداوندوحدہ لاشریک کی اطاعت و بندگی پر مامور کیا گیا ھے تاکہ اس دنیا میں نیکی اور خیر کے راستہ پر چلے، یھی نھیں ، بلکہ اسلامی عقیدہ کے مطابق یہ دنیا ھی عالم
آخرت کا مقدمہ ھے ،وہ عالم آخرت جہاں پر انسان کو ھمیشہ ھمیشہ کے لئے باقی رہنا ھے، چاھے جنت میں رھے یا دوزخ میں، کیونکہ انسان وہاں پر اپنے اعمال کا گروی ھوگا(جیسے اعمال اس دنیا میں انجام دے گا اس کو ویسی ھی جزا یا سزا دی جائے گی)چنانچہ ارشاد خداوندی ھوتا ھے:
[3]
”ہر شخص اپنے اعمال کے بد لے گرو ھے“۔
پسیا تو انسان ھمیشہ ھمیشہ کے لئے جنت میں رھے گا، یا دوزخ کے عذاب میں مبتلا رھے گا۔ روز قیامت خداوندعالم کا عدل ، اس کی صداقت اور اس کے و عدہ و وعید واضح ھوجائیں گے ،پس معلوم یہ ھوا کہ آخرت میں انسان کو اس کے کئے کی جزا یا سزا ملے گی،لہٰذا اس بات پر ایمان رکھنا کہ خداوندعالم انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ خلق فرمائے گا، جیسا کہ اس نے وعدہ (بھی) کیا ھے ،اور اس بات پر ایمان رکھنا کہ اطاعت گزار بندوں کو جنت میں انعام و اکرام سے نوازے گا، اور نافرمان لوگوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا،انسان کو ھوائے نفس کی پیروی سے روکتا ھے، اور گناھوں سے دوری کا سبب بنتا ھے، اور انسان کو اس دنیا میں صاحب فضیلت بنادیتا ھے ،پھر انسان اجتماعی اور انفرادی طریقہ سے خیر و صلاح اور فضیلت و کمال کی طرف تیز ی سے قدم بڑھاتا ھے، تاکہ موت کے بعد پیش آنے والے واقعات (وحشت قبر اور روز حساب کے خوف)سے مقابلہ کے لئے خود کو آمادہ کرلے۔
روز قیامت پر ایمان رکھنے کا ایک دوسرا فائدہ یہ ھے کہ انسانی نفس میں ایک آرزو
پیدا ھوجاتی ھے اور وہ ھے اُخروی زندگی سے باخبر ھونا، جس کو عدل الٰھی ،اس کی صداقت اور اس کے وعدہ و وعید سے تعبیر کیا جاتا ھے، جس سے انسان کے اخلاق اور دینی عقائد میں استحکام پیدا ھوتا ھے، اور دین خدا کی تبلیغ میں پیش آنے والی صعوبتوں کو برداشت کرنے کی طاقت حاصل کرلیتا ھے۔
قارئین کرام! ھم اس کتاب میں قیامت کے بارے میں چار فصلوں میندرج ذیل عنوان کے تحت بحث کریں گے:
۱۔ تعریف معاداور اس عقیدہ کے آثارو فوائد...
۲۔ضرورت قیامت پر محکم دلائل و برہان...
۳۔ حقیقت معاد اور قیامت پر ھونے والے اعتراضات کے جوابات...
۴۔منازل الآخرت جیسے موت اور برزخی زندگی، قیامت کی نشانیاں اور قیامت کے مراحل وغیرہ۔
خداوندعالم ھمیں اپنے قہر و غضب سے محفوظ رکھے اور ھم پر اپنی رحمت و مغفرت کا سایہ فرمائے۔(آمین یا رب العالمین)

والسلام
علی موسیٰ الکعبی

---

[1] سورۂ احقاف آیت۳۳۔
[2] غررالحکم ،مرحوم الآ مدی ،ج۲:ص ۳/۳۵، مؤسسہ الا علمی ،بیروت۔
[3] سورۂ مدثر آیت۳۸۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

پہلی فصل

تعریف معاد اور اس عقیدہ کے آثار و فوائد

پہلی بحث: معاد کے لغوی اور اصطلاحی معنی

معاد کے لغوی معنی:
ہر چیز کا اپنے مقصد او رانتہاکی طرف پلٹنا، اور یہ ”عادالیہ “ کا مصدر ھے جس طرح کہاجاتا ھے: ”یعود عوداً وعودةً ومعاداً“ یعنی اس کی طرف رجوع کیا اور اس کی طرف پہنچ گیا، جیسا کہ خداوندعالم کا ارشاد ھے:
[1]
”جس طرح اس نے تمھیں شروع (شروع) میں پیدا کیا تھا اسی طرح پھر (دوبارہ) زندہ کئے (اور لوٹائے) جاؤگے۔ “
اور یہ بنفسہ متعدی[2] بھی ھوجاتا ھے،اور ھمزہ کے ذریعہ بھی متعدی بناتے ھیں، یعنی باب افعال میں لے جاکر متعدی بناتے ھینجیسے: ”عاد الشیَء عوداً وعِیادا“، ”واعدتُ الشیء “یعنی میں نے اس کو دوبارہ بنادیا، یا اس کو دوبارہ پلٹادیا۔ جیسا کہ خداوندعالم کا قول ھے:
[3]
”پھر تم کو اسی میں دوبارہ لے جائے گا اور (قیامت میں اسی سے)نکال کھڑا کرے گا“۔
معاد کی اصل ”مَعْود“ بر وزن ”مَفْعل“ھے جس کے واو کو الف سے بدل دیا گیا، اس کی بہت سی مثالیں بھی ھیں جیسے مقام اور مراح،جس کو حضرت امیر المومنین علیہ الصلاة والسلام نے ایک حدیث کے ضمن میں بیان فرمایا ھے:
”والحکم اللہ والمعود الیہ القیامة “۔[4]
”مَفْعل“ اور اس سے مشتق بمعنی عَودمصدر صحیح میں استعمال ھوتا ھے،اور معاد (عود) اسم زمان و مکان دونوں کے لئے استعمال ھوتا ھے جیسا کہ ارشاد ھوتا ھے:
[5]
”(اے رسول خدا) جس نے تم پر قرآن نازل کیا ضرور ٹھکا نے تک پہنچا دے گا“۔
اور جیسا کہ حدیث میں وارد ھوا ھے:
”’واصلح لی آخرتی التی فیھامعاد ی“۔
”(پالنے والے میری آخرت کی اصلاح فرما، جہاں مجھے پلٹ کر جانا ھے“۔
”مبدیٴ المعید“ خدا کے صفات میں سے ایک صفت ھے ، کیونکہ خداوندعالم نے تمام مخلوقات کو زندگی دی اس کے بعد ان کو موت دے گا اور پھر قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرے گا، جیسا کہ ارشاد خداوندعالم ھوتا ھے:
[6]
”اور وہ ایسا (قادر مطلق) ھے جو مخلوقات کو پہلی بار پیدا کرتا ھے پھر دوبارہ(قیامت کے دن)پیدا کرے گااور یہ اس پر بہت آسان ھے“۔

معاد کے اصطلاحی معنی:
معاد کے اصطلاحی معنی : خداوندعالم کا تمام چیزوں کو مرنے اور ان کے اجزاء بکھرجانے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا ھے۔[7]
معاد کی تعریف اس طرح بھی کی گئی ھے: ”فنا کے بعد دوبارہ وجود کی طرف پلٹنا“ یا ”اجزاء بدن کے منتشر ھونے کے بعد دوبارہ بدن کی طرف رجوع کرنا“ یا ”مرنے کے بعد زندہ ھونا“، یا ”جسم سے روح نکلنے کے بعد دوبارہ روح کا واپس آنا[8]
لیکن آیا معاد فقط روحانی ھے یا جسمانی اس میں اختلاف ھے، بعض فلاسفہ کے نظریہ کے مطابق معاد صرف روحانی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ھے ،چونکہ ان کی نظر میں ایک قاعدہ عقلی ھے کہ ”إن المعدوم لا یعاد“ (جو چیز ختم ہوگئی وہ دوبارہ پلٹ نہیں سکتی)لہٰذا جب جسم موت کی وجہ سے معدوم ہوگیا تو پھر اس کا پلٹنا ناممکن نہیں، لہٰذا یہ لوگ کہتے ھیں کہ معاد صرف روح سے متعلق ھے کیونکہ روح فنا نہیں ہوتی، (بلکہ روح باقی رہتی ھے)

لیکن جسمانی معاد کے معتقد حضرات تقریباً تمام ھی مسلمین، متکلمین، فقہاء ،اہل حدیث اور صوفی حضرات کا یہ نظریہ ھے کہ روز قیامت اسی جسم کے ساتھ پلٹائے جائیں گے، جیسا کہ خداوندعالم نے بھی بیان کیا ھے۔

البتہ ان لوگوں نے روح کی بازگشت اور اس کے ٹھکانے کے بارے میں اختلاف کیا ھے، اور اس اختلاف کا سبب خود روح کے سلسلہ میں پائی جانے والی تفسیر اور اس کے معنی ھیں چنانچہ ان میں سے ایک گروہ یہ کہتا ھے کہ روح بھی ایک جسم ہوتا ھے جو انسان کے بدن میں جاری وساری ہوتا ھے جیسے کوئلہ میں آگ اور دریا میں پانی، چنانچہ ان کی نظر میں معاد جسم و روح سے متعلق ھے جس کو جسمانی معاد کہاجاتا ھے۔ دوسرا گروہ جس میں بہت سے بزرگ حکماء ، عظیم الشان علماء کلام وعرفان ھیں، جو کہتے ھیں کہ روح مجرد ھے لیکن یہ روح روز قیامت جسم میں پلٹ جائے گی، ان کے نزدیک یہ معاد جسمانی اور روحانی ھے، چنانچہ اس بنا پر معاد کے سلسلہ میں تین نظریے قائم ہوتے ھیں:

۱۔ معاد روحانی۔
۲۔ معاد جسمانی۔
۳۔ معاد جسمانی و روحانی۔[9]

دوسری بحث: عقیدہ معاد کے آثار

عقیدہ معاد پر مرتب ہونے والے آثار کو بیان کرنے سے پہلے ہم یہ بیان کرنا ضروری سمجھتے ھیں کہ خداوندعالم نے یوم آخرت پر عقیدہ رکھنا ہمارے اوپر فرض نہیں کیا ھے، اسی طرح جو حساب و کتاب میں دقیق باتیں ھیں اور جو اعمال کے نتائج ظاہر ہوں گے، اس کے بارے میں ہم پر اعتقاد فرض نہیں ھے اسی طرح دنیا میں شر و فساد کے ردع کرنے کے وسائل کے بارے میں اعتقاد رکھنا یا عمل خیر و شر کی طرف ترغیب کے بارے میں اعتقاد ہمارے اوپر فرض نہیں ھے بلکہ خداوندمتعال نے اعتقاد بالمعاد اس لئے فرض کیا ھے کہ یہ ایک ثابت حقیقت ھے اور اس کا وجود واقعی ھے لہٰذا ایمان بالمعاد ایک امر واقع پر ایمان و اعتقاد رکھنا ھے اور ایک حتمی و ضروری قضا کے سامنے تسلیم ہونا ھے۔

جیسا کہ ارشاد خداوندعالم ہوتا ھے:

[10]

”اور کفار کہتے ھیں کہ قیامت آنے والی نہیں ھے، تو آپ کہہ دیجئے کہ میرے پروردگار کی قسم !وہ ضرور آئے گی ، وہ عالم الغیب ھے ،اس کے علم سے آسمان و زمین کا کوئی ذرہ دور نہیں ھے اور نہ اس سے چھوٹا اور نہ بڑا، بلکہ سب کچھ اس کی روشن کتاب (لوح محفوظ) میں محفوظ ھے۔“

لیکن روز قیامت پر ایمان رکھنے کی وجہ سے پیدا ہونے والے آثارو فوائد جیسے شریعت کے احکام سے واقف ہونا اور اس کے احکام و قوانین کے مطابق عمل کرنا(اور جو آثار شریعت کی پیروی سے پیدا ہوتے ھیں مثلاً انسان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں صالح اور دیندار بن جاتا ھے، اخلاق و تہذیب کے میدان میں نیک کردار ہوجاتا ھے، نفسیاتی طور پر اس میں نیک سیرت اور اچھائی پیدا ہوتی ھے اور احکام خداوندی پر عمل کرنے سے اس کے فضل و کمال پیدا ہوجاتا ھے وغیرہ وغیرہ،) یہ ساری چیزیں اعتقاد بالمعاد کی فرع ھیں یعنی اول اعتقاد بالمعاد ہوگا تب یہ ساری چیزیں پیدا ہوسکتی ھیں، قارئین کرام! ہم یہاں پر ان اہم آثار و فوائد کی طرف اشارہ کرتے ھیں:

۱۔انسانی زندگی پر معاد کے آثارو فوائد

قارئین کرام ! یہ بات ظاہر ھے کہ انسانی ہدایت و راہنمائی کی ضرورت کے پیش نظر بعثت انبیاء ضروری ھے اور یہ اسی صورت میں کارساز ہوسکتی ھے کہ جب اس ہدایت کو نافذ کرنے والی ایک بہترین قدرت ان کے پاس ہو، تاکہ انسان ان کی اطاعت و فرماں برداری کرے ، یہ الٰھی تعلیمات و احکام انسان کو آمادہ کردیتی ھیں جس کی وجہ سے انسان ہدایت و راہنمائی کے ساحل پر پہنچ جاتا ھے، بغیر اس کے کہ اس کی ذرہ برابر بھی مخالفت اور تجاوز کرے، لیکن اگر وہ قوت او رقدرت نہ ہو تو پھر یہ تعلیمات اور احکام صرف موعظہ بن کر رہ جائیں گے، جس کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہتی، اور انسانی زندگی میں بے اثر ہوجاتی ھے۔

جب ہم بعض دنیاوی قوانین کو دیکھتے ھیں (جیسے سزائے موت، عمر قید، پھانسی اور جلا وطن کرنا وغیرہ) تو نفس پر

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کنٹرول کرتے ھیں اور یہ قوانین نیک اور اچھے کاموں کی طرف ہدایت کرتے ھیں، لیکن ھم خارج میں دیکھتے ھیں کہ یہ قوانین انفرادی و اجتماعی شرّ و فساد کو بالکل ختم کرنے میں ناکافی ھیناور نہ ھی ان کے ذریعہ انسانی انفرادی یا اجتماعی سعادت و کمال کا حصول ممکن نھیں۔
یہ قوانین اس بنا پر معاشرہ سے شر و فساد کوختم کرنے میں ناکافی ھیں کہ قوانین جہاں مجرمین و اشرار کو بڑی سے بڑی سزا دینے میں کفایت کرتے ھیں وھیں پر جب سیاسی حضرات کی باری آتی ھے تو ان قوانین پر عمل نھیں ھوتا، حکام وقت اپنے خود ساختہ قوانین کے سایہ میں لوگوں کا مال ہضم کرتے ھوئے نظر آتے ھیں۔
اس کے بعد یہ بات بھی واضح ھے کہ انسان کی زندگی میں ظاہری اسباب بھی موثر ھوتے ھیں جیسا کہ اکثر حکومتوں میں سزائی قوانین مرتب کئے جاتے ھیں، اور یہ قوانین اس حکومت کی طاقت کے زور پر نافذ کئے جاتے ھیں ، لیکن اگر کسی حکومت میں قوانین نافذ کرنے کی طاقت ھی نہ ھو تو اس ملک میں بدامنی اور فساد پھیل جاتاھے اور پھر ان قوانین کی کوئی اھمیت باقی نھیں رہتی، اور نہ ھی ان قوانین سے کسی کو خوف و وحشت ھوتی ھے اور نہ ھی کوئی ان کو احترام کی نگاہ سے دیکھتا ھے۔
لہٰذا جب ھم نے یہ بات مان لی کہ قوانین ھی کے ذریعہ مجرمین کی تعداد کم کی جاسکتی ھے، اور انھیں قوانین کے ماتحت حکومت چل سکتی ھے، لیکن کبھی کبھی ایسے مواقع آتے ھیں جہاں پر انسان تنہائی کے عالم میں ھوتا ھے اور وہاں پر اس حکومت کی رسائی نھیں ھوتی اور نہ ھی وہاں تک قانون کی رسائی ھوتی ھے اور ان شاذ و نادر جرائم کو حکومت فاش نھیں کرپاتی ، مثلاً انسان نفسانی شھوات کا شکار ھوجائے اور اس پر سوار شیطان ھوجائے:
[11]
”اور شیطان تو یہ چاہتا ھے کہ انھیں بہکا کے بہت دور لے جائے “۔
[12]
”کیونکہ شیطان تو ایسی ھی باتوں سے فساد ڈلواتا ھے اس میں شک ھی نھیں کہ شیطان آدمی کا کھلا ھوا دشمن ھے“۔
اگر کوئی شخص کھے: ایک کافر و ملحد بھی کبھی کبھی صاحب فضیلت ھوتا ھے تو یہ اس کی ظاہری فضیلت ھوتی ھے،جس کی بنیاد نفسانی اصول نھیں ھوتے ھیں، ان کے اندر یہ اچھائیاں معاشرہ کے خوف کی وجہ سے پیدا ھوتی ھیں، یا حکومتی قوانین کے خوف سے پیدا ھوتی ھیں، چنانچہ اگر یہ دونوں چیزیں سامنے نہ ھوں اور وہ آزاد ھوں، تو پھر وہ کسی بھی طرح کے اخلاق کی رعایت نھیں کریں گے ، کسی کی بے عزتی کریں گے اور کسی کا مال لوٹیں گے، یا دوسری حرام چیزوں کے مرتکب ھوں گے، کیونکہ جب نفس پر شھوت کاغلبہ ھوجاتا ھے تو پھر وہ کسی بھی برائی سے پرھیز نھیں کرتا اور برائی میں غرق ھوتا ھوا نظر آتا ھے، پس یہ فضیلت اس شخص میں کیسے جلوہ گر ھوسکتی ھے جو اپنے کو فانی حیوان سمجھتا ھے؟
لہٰذا حکومت کی طرف سے بنائے گئے قوانین یہاں تک کہ آج کل کے ترقی یافتہ ممالک میں بھی بعض افراد کو خصوصی چھوٹ دی جاتی ھے تاکہ وہ موجودہ شرائط کے ساتھ اپنی زندگی آرام سے گزار سکےں، اور یھی انسان کا کردار معاشرہ میں اثرانداز ھوجاتا ھے جس کی بنا پر انسان دنیا و آخرت کو سنوار سکتا ھے۔
پس مذکورہ باتوں کے پیش نظر انسان کے اندر ایسے اندرونی اسباب ھوتے ھیں اور اس کا ضمیر اور وجدان ھوتا ھے جو انسان کے کرد ار کو سنوارتا ھے اور یھی انسان کا ضمیر اس کے سفر و حضر اور خلوت و بزم میں ادارہ کرتا ھے، اور چونکہ انسان کی روح اس کو اپنے اختیار میں رکھتی ھے، کیونکہ روح ایک بلند اور عالی حقیقت ھے جو انسان کو کمال و بلندی کی طرف لے جاتی ھے، لیکن کبھی کبھی انسان اپنے جسم کے لئے روح کو حاکم بنادیتا ھے کیونکہ یہ ایک مشکل کام ھے اور اس میں بہت زیادہ روحانی ریاضت کی ضرورت ھے، یہ وہ کام ھے جس کو اس شخص کے علاوہ اور کوئی انجام نھیں دے سکتا جو نفس اور روح کے ھمیشہ ھمیشہ باقی رہنے کا عقیدہ رکھتا ھو، اور یھی اعتقاد انسان کے ضمیر کو نیک اور اچھے کاموں کے لئے ابھارتا ھے، تاکہ اس کو آخرت میں ثواب مل سکے، اسی طرح یھی عقیدہ انسان کو ھوائے نفس کی اطاعت اور آخرت کے عذاب کے خوف کی بنا پر گناھوں اور برے کاموں سے روکتا ھے۔
یہ اس لئے ھے کہ انسان کا ضمیر برائیوں پر ملامت اور سرزنش تو کرسکتا ھے لیکن اس کو عذاب نھیں دے سکتا، اسی طرح انسان کا ضمیر اس کو وعظ و نصیحت کرتا ھے لیکن کبھی بھی اس کے لئے توجیہ نھیں کرسکتا، کیونکہ انسان ھوائے نفس کے مقابلہ میں کوئی نفع و نقصان نھیں پہنچاسکتا، اور جب اس کا غلبہ ھوجاتا ھے تو اس کو ناکارہ بنادیتا ھے اور پھر انسان لوگوں کی نگاھوں سے بچ کر جو چاہتاھے وہ انجام دیتا ھے۔
لہٰذا جب ایک طرف سے حکومتی قوانین اور معاشرہ انسان کو برائیوں سے روکنے والا ھے اور دوسری طرف خود انسان

کا ضمیر اندر سے انسان کو برائیوں سے روکتا ھے تو یہ دونوں چیزیں قدر معین کی طرف ہدایت کرتی ھیں، اور خداوندعالم وروز قیامت پر ایمان کے ذریعہ ان دونوں کے درمیان اتفاق قائم کردیتا ھے، جس کے ذریعہ انسانی نفس میں قول و عمل میں دشمن کے رقیب ہونے کی بنا پر تربیت اخلاقی ہوجاتی ھے، اور کوئی بھی بندہ مومن اپنے رقیب و دشمن سے فرار نہیں کرسکتا چونکہ خداوندعالم ہر چیز پر محیط ھے اور رگ گردن سے زیادہ قریب ھے، ظاہری اور باطنی چیزوں کو جانتا ھے، اور ہر چھوٹی بڑی چیز کا حساب کرنے والا ھے، کوئی بھی ذرہ اس سے مخفی نہیں ھے، اسی وجہ سے بندہ مومن کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے، خدا کے عقاب سے ڈرنا چاہئے، یہاں تک کہ اگر بندہ لوگوں کی نظروں سے چھپ کر بھی کوئی کام انجام دیتا ھے تو خود اس کے نفس سے جواب طلب ہوگا، چاھے قانون اور حکومت کی سزا سے محفوظ رھے، کیونکہ حکم خدا اور اس کی حکومت سے فرار ممکن نہیں ھے۔[13]

جیسا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ھے کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں آکر کہا: میں ایک عاصی اور گناہگار شخص ہوں، اور گناھوں پر صبر بھی نہیں کرسکتا، لہٰذا مجھ کو نصیحت فرمائیے اس وقت امام علیہ السلام نے نصیحت فرمائی:

”افعل خمسة أشياء و اذنب ما شئت، فأول ذلک: لا تأکل رزق الله، و اذنب ما شئت، والثاني: اخرج من ولاية الله، و اذنب ما شئت، والثالث: اطلب موضعاً لايراک فيہ الله،و اذنب ما شئت، والرابع: إذا جاء ملک الموت ليقبض روحک فادفعہ عن نفسک،و اذنب ما شئت، والخامس: إذا أدخلک مالک في النار فلاتدخل النار، و اذنب ما شئت“۔[14]

”پانچ کام انجام دینے کی طاقت حاصل کرلو اس کے بعد جو چاھو گناہ کرو،پہلی: خداوندعالم کا عطا کردہ رزق نہ کھاؤ،اس کے بعد جو چاھو گناہ کرو، دوسری: خدا کی ولایت و حکومت سے نکل جاؤ پھر جو چاھو گناہ کرو،تیسری: کوئی ایسی جگہ تلاش کرلو جہاں پر خدا نہ دیکھ سکے، پھر جو چاھو گناہ کرو، چوتھی: جب ملک الموت تمہاری روح قبض کرنے کے لئے آئے تو اس کو روح قبض نہ کرنے دینا، پھر جو چاھو گناہ کرو، پانچویں: جب داروغہ دوزخ تمھیں آتش جہنم میں ڈالنا چاھے تو داخل نہ ہونے کی قدرت حاصل کرلو ، پھر جو چاھو گناہ کرو“۔

پس ایک بندہ مومن کا اعتقاد یہ ہونا چاہئے کہ ہر چیز خداوندعالم کے ارادہ اور حکومت کے تابع ھے، اس کی ولایت کے ما تحت ھے، خداوندعالم انسان کے ہر ہر اعمال اور حرکات و سکنات کو دیکھتا ھے، ان تمام چیزوں سے باخبر ھے جو انسان کے دل میں پیدا اورخطور کرتی ھیں، یھی وہ اعمال ھیں جو انسان کے مرنے کے بعد سے قیامت تک کے لئے اس کے ساتھی ہوں گے، اور انھیں اعمال کی بنیاد پر ثواب و عقاب دیا جائے گا، ان کے علاوہ اور کوئی چیز کام آنے والی نہیں ھے۔

حضرت رسول اکرم کا ارشاد گرامی ھے:

” يتبع المرء ثلاثة: أہلہ و مالہ و عملہ، فيرجع اثنان و يبقی واحد، يرجع أہلہ و مالہ و يبقی عملہ“۔[15]

روز قیامت پر ایمان کے نتائج میں سے یہ ھیں: انسان اس بات پر عقیدہ رکھے کہ ھم لوگ آنے والی چیزوں کے مقروض اور گزشتہ چیزوں کے مرھون منت ھیں، ایک روز آنے والا ھے جس دن اس خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونا ھے جو حساب و کتاب کرنے والا ھے اور اس سے چھوٹی سی چیز بھی مخفی نہیں ھے، تمام لوگوں سے ان کے اعمال، افعال اور مخفی ہر خیر و شرّکے بارے میں سوال کیا جائے گا، اور اسی لحاظ سے جزا اور سزا دی جائے گی،جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:

[16]

”اور جو شخص کوئی برا کام کرتا ھے اس کا وبال اسی پر ھے اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا ئےگا “۔

نیز ارشاد فرماتا ھے:

[17]

”ہر شخص اپنے اعمال کے بد لے گرو ھے“۔

پس فضائل اور برائیوں کا معیار و مقیاس انسان کے اعمال ھیں، اور یھی اعمال خدا کی رحمت سے نزدیک اور دور ہونے کی بنیاد ھےں، کیونکہ روز قیامت انسان کی شکل و صورت دیکھ کر حساب و کتاب نہیں کیا جائے گا، نہ ھی حسب و نسب کے لحاظ سے، نہ ھی تجارت وکثرت اولاد اور کثرت مال کو مد نظر رکھ کر حساب و کتاب کیا جائے گا، جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:

[18]

”پھر جس وقت صور پھونکا جائے گا تو اس دن نہ لوگوں میں قرابت داریاں رھیں گی اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھیں

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

گے،پھر جن (کی نیکیوں)کے پلے بھاری ھوں گے تو یھی لوگ کامیاب ھوں گے اور جن (کی نیکیوں)کے پلے ہلکے ھوں گے تو یھی لوگ ھیں جنھوں نے اپنا آپ کو نقصان پہنچایا، وہ ھمیشہ جہنم میں رھیں گے“۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ھے:

< لَنْ تُغْنِیَ عَنْہُمْ أَمْوَالُہُمْ وَلاَأَوْلاَدُہُمْ مِنْ اللهِ شَیْئًا>[19]

”ان کو خدا (کے عذاب)سے نہ ان کے مال ھی کچھ بچائیں گے،نہ ان کی اولاد (کچھ کام آئے گی)“۔

< لَنْ تُغْنِیَ عَنْہُمْ أَمْوَالُہُمْ وَلاَأَوْلاَدُہُمْ مِنْ اللهِ شَیْئًا> [20]

”خدا (کے عذاب)سے بچانے میں ہرگز نہ ان کے مال ھی کچھ کام آئیں گے اور نہ ان کی اولاد“۔

نیز ارشاد فرماتا ھے:

[21]

”اور جب وہ ہلاک ھوگا تو اس کا مال اس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا “۔

حضرت رسول اکرم (ص)کا ارشاد گرامی ھے:

”ان اللہ لا ینظر الی صورکم ،ولا الی اموالکم ،ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم “۔[22]

”خداوندعالم تمہاری شکل و صورت اور تمہارے مال و اولاد کو نھیں دیکھے گا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کے (لحاظ سے حساب و کتاب کرے گا“)۔

قارئین کرام! یہ قیامت کے عقیدہ سے پیدا ھونے والے بعض آثار ھیں، اور یھی عقیدہ انسان کے اندر زہد و تقویٰ پیدا کرتا ھے ،خدا کی حرام کردہ چیزوں سے دور کرتاھے، اورانسان گناھوں کے ارتکاب سے پہلے اکثر مردد اور پریشان ھوتا ھے، اس کا ضمیر جس کا قیامت پر ایمان ھے اس کو روکتا ھے، اور اس کا ضمیر جو اعمال کے بارے میں رقیب پر یقین رکھتا ھے، بغیر اس کے قانون اور حکومت کا اس کو کوئی خوف ھو۔

لہٰذا معلوم ھوا کہ قیامت کا اعتقاد انسان کی انفرادی اورمعاشرتی زندگی پر موثرھے، کیونکہ قیامت پر ایمان رکھنے والا شخص قرآن کریم اور سنت نبوی (ص)سے تمسک رکھتا ھے ،جیسا کہ قرآن اور سنت نبوی میں زندگی بسر کرنے کا طریقہ بتایا گیا اسی لئے وہ ہر صاحب حق کے حق کوادا کرتا ھے، ہر کام کرتے وقت اس کو ذمہ داری اور فرض کا احساس ھوتا ھے، اور دوسروں کے حقوق پر زیادتی کو ظلم سمجھتا ھے، لہٰذا ان پر ظلم و ستم روا کرنے سے پرھیز کرتا ھے، جیسا کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد گرامی ھے:

”بئس الزاد الی المعاد العدوان علی العباد “۔[23]

”روز قیامت کے لئے بدترین زاد سفر بندگان خدا پر ظلم ھے“۔

نیز آپ کا ارشاد ھے:

”لا یؤمن بالمعاد من لایتحرّج عن ظلم العباد “۔[24]

”جو شخص روز قیامت پر ایمان نھیں رکھتا وہ بندگان خدا پر ظلم سے باز نھیں آتا“۔

ایک دوسری جگہ آپ فرماتے ھیں:

”واللہ لان ابیت علی حسک السعدان مسھد ا ،او اجر فی الاغلال مصفد ا ،احب الی من ان القی اللہ و رسولہ یوم القیامة ظالما لبعض العباد،و غاصبا لشیء من الحطام، وکیف اظلم احداً لنفسٍ یسرع الی البلی قفولھا ،و یطول فی الثری حلولھا؟!“۔[25]

” خدا گواہ ھے کہ میرے سعدان کی خاردار جھاڑی پر جاگ کر رات گزار لینا یا زنجیروں میں قید ھوکر کھینچا جانا اس امر سے زیادہ عزیز ھے کہ میں روز قیامت پروردگار سے اس عالم میں ملاقات کرو ںکہ کسی بندہ پر ظلم کیا ھویا دنیا کے کسی معمولی مال کو غصب کیا ھو، بھلا میں کسی شخص پر اس نفس کے لئے کس طرح ظلم کرونگا جو بہت جلد فنا کی طرف پلٹنے والا ھے اور زمین کے اندر بہت دنوں رہنے والا ھے۔۔۔“۔

قارئین کرام! اسلام نے آخرت کے لئے بہترین زاد راہ ”تقویٰ“ کو قرار دینے پر زور دیا ھے، تاکہ انسان اسی تقویٰ کے ذریعہ خیانت اور دوسری برائیوں سے دور رھے، اور انفرادی و معاشرتی اصلاح کے لئے قدم بڑھائے۔

حضرات ائمہ طاہرین علیھم السلام نے مسلمانوں کو اسی راستہ کی ہدایت کی ھے، جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ھیں:

””کان امیر المؤمنین علیہ السلام بالکوفہ ،اذا صلی بالناس العشاء الاخرة ینادی بالناس ثلاث مرات، حتی یسمع اھل المسجد :ایھا الناس ،تجھزوا یرحمکم اللہ ،فقد نودی فیکم بالرحیل ،فما التعرج علی الدنیا بعد النداء فیھا بالرحیل ؟!تجھزوا رحمکم اللہ ،و انتقلوا بافضل ما بحضر تکم من الزاد ،وھو التقوی۔۔۔ “۔[26]

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

”حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کوفہ میں تشریف فرما تھے، نماز عشاء پڑھنے کے بعد لوگوں کو تین مرتبہ یہ پیغام دیا کرتے تھے، یہاں تک کہ تمام اہل مسجد اس کو سنتے تھے، اے لوگو! اپنے کو آمادہ کرلو، خدا تم لوگوں پر رحم کرے، تمھیں سفر پر جانا ھے، لہٰذا جب تمھیں (آخرت کے) سفر پر جانا ھے تو پھر دنیا داری کیسی، آمادہ ھوجاؤ ، خدا تم پر رحم کرے، اور تم لوگ وہاں کے لئے بہترین زادہ راہ اختیار کرو اور وہ تقویٰ (الٰھی) ھے---“۔

یھی قیامت کا اعتقاد حقوق الناس کی ادائیگی میں مدد کرتا ھے اور انسان اصول و فرض کی بنا پر اپنی زندگی گزارتا ھے، جس میں انصاف، صداقت اور امانت سے کام لیتاھے، جیسا کہ خدا وندعالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ھے:

[27]

”ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی خرابی ھے،جو اوروں سے ناپ کرلیں تو پورا پورا لیں،اور جب ان کو ناپ یا تول کردیں تو کم دیں کیا یہ لوگ اتنا بھی خیال نھیں کرتے کہ ایک بڑے(سخت)دن (قیامت)میں اٹھائے جائیں گے“۔

اسلام نے اس بات پر بہت زور دیا ھے کہ جب انسان اس دنیا سے چلا جاتا ھے، تو اس کو کوئی چیز فائدہ نھیں پہنچاسکتی مگر یہ کہ نیک اولاد اور سنت حسنہ جس پر اس کی موت کے بعد عمل ھوتا ھے اور انسان کے عمل صالح اور دوسروں کے ساتھ نیکی اور احسان۔

حضرت صادق علیہ السلام کا ارشاد ھے:

”لیس یتبع المؤمن بعد موتہ من الاجرإلا ثلاث خصال :صدقة اجراھا فی حیاتہ فھی تجری بعد موتہ، و سنة ھو سنھا فھی یعمل بھا بعد موتہ ،او ولد صالح یدعولہ “۔[28]

”مومن کے مرنے کے بعد تین چیزوں کے علاوہ اور کوئی چیز کام نھیں آئے گی : وہ صدقہ جاریہ جو اس نے اپنی زندگی میں کیا ھو ، تو وہ اس کی موت کے بعد بھی جاری رہتا ھے، اور وہ سنت حسنہ جس کی بنیاد اس نے اپنی زندگی میں رکھی ھو اور اس پر عمل کیا جارھاھو، یا نیک اولاد جو اس کے لئے کار خیر انجام دیتی ھےں۔

اس حدیث پر غور و فکر کرنے سے یہ معلوم ھوتا ھے کہ انسان کو اپنی اور معاشرہ کی اصلاح کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا چاہئے، اور ایسے کارنامے انجام دینا چاہئے جن ثواب سے موت کے بعد بھی فیضیاب ھوتا رھے۔

اس بنا پر روز قیامت اور روز حساب پر ایمان رکھنے سے انسان ایسے اعتقاد ات پر یقین حاصل کرلیتا ھے جو نتیجہ کے لحاظ سے بااھمیت اور واضح نتائج کے حامل ھوں ،تاکہ انسان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو صحیح طور پرمنظم کرسکے اور اپنے کردار کو انسانی اغراض و مقاصد کے لحاظ سے مرتب کرے ، یعنی ہر طرح کے ظلم و ستم، قتل و غارت گری اور فساد و برائی سے دور رھے جیسا کہ آج کی دنیا میں ہر طرف ظلم و ستم اور قتل و غارت گری کا دور دورہ ھے۔

(یھی وہ جگہ ھے کہ جہاں پر بے دین اور روز قیامت پر ایمان نہ رکھنے والے افراد مجبور ھوکر اس بات کا وضاحت کے ساتھ اعلان کرتے ھوئے نظر آتے ھیں کہ انسان کی زندگی کو ظلم و ستم سے بچانے اور حق و عدل اور انصاف سے زندگی گزارنے کے لئے قیامت کے عقیدہ کے علاوہ اور کوئی چیز نھیں ھوسکتی، جیسا کہ ”کانٹ“ اور ”فولٹر “وغیرہ نے اس کا اعتراف کیا ھے)۔[29]

۲۔ انسانی زندگی پر قیامت کااثر

بے شک اللہ اور روز قیامت پر اعتقاد رکھنے کی وجہ سے انسان اپنے آپ کوتیار اور محفوظ رکھتا ھے، کیونکہ یہ عقیدہ انسانی نفس میں ایک ایسی طاقت بخشتا ھے جو خواہشات نفسانی کا مقابلہ کرتی ھے، اور اس دنیا میں دھوکہ دینے والی چیزوں سے محفوظ رہتا ھے اور عقیدہ معاد انسان کے لئے ایسی سپر ھے جس کی وجہ سے انسان خواہشات نفسانی ،دنیاپرستی اور ھوا وھوس سے مصون رہتا ھے کیونکہ اکثر وہ لوگ جو معاد پر ایمان نھیں رکھتے بلکہ ان کا اعتقاد ھے کہ جب انسان مرجائے گا تو اس کا جسم ریزہ ریزہ ھوکر نابود ھوجائے گا اور اس کی حیات بعد از مرگ تمام ھوجائے گی ان لوگوں کے پاس کوئی ایسی چیز نھیں ھے جو دنیا میں اس کو سرکشی اور ھوا و ھوس سے روکے رکھے اور ان کو باطل پرستی و فعل قبیح کے اتیان سے باز رکھے۔

لیکن روز آخرت پر ایمان رکھنے والا شخص اس دنیاوی چند روزہ زندگی کو ایک مدرسہ اور معرفت و فضیلت اور کمال تک پہنچنے کا وسیلہ اور آخرت میں آرام سے زندگی گزارنے اور سرمدی اور ھمیشگی زندگی کا ذریعہ سمجھتا ھے، کیونکہ انسان اس دنیا میں رہ کر اپنے کو گناھوں او رلغزشوں سے محفوظ رکھتا ھے، فضیلت و عدالت کو اپناتا ھے اور شرع و عقل کی مخالف چیزوں کا مقابلہ کرتا ھے تاکہ انسان کمال کی بلندی کو طے کرتا ھوا روحی اطمینان تک پہنچ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جائے، جیسا کہ ارشاد رب العزت ہوتا ہے:
[30]
”اے اطمینان پانے والی جان اپنے پرور دگار کی طرف چل تو اس سے خوش وہ تجھ سے راضی تو میرے (خاص)بندوں میں شامل ہوجا ،اور میرے بہشت میں داخل ہوجا“۔
اور انسان اس قیامت پر ایمان رکھے بغیر (جو برائی اور بھلائی کا روز جزا و سزا ہے)ان تمام اقدار اور بلندیوں کو نہیں چھوسکتا اور اسی عقیدہ معاد کی وجہ سے انسان کے نفس میں ایسی طاقت پیدا ہوجاتی ہے کہ جس سے انسان نیکیوں اور اچھائیوں کا دوستدار بن جاتا ہے اور گناھوں سے دور ہوتا چلاجاتا ہے، کیونکہ برائیوں کے ارتکاب سے انسان کے اندر شر مندگی، حسرت اور روز قیامت کی ذمہ داری کا احساس بڑھتا جاتاھے۔
اور پھر روز قیامت کا اعتقاد انسان کو برائیوں سے ھی نہیں روکتا بلکہ نفس کو مطمئن بھی کردیتا ہے اور خطرات کے موقع پر انسان میں چین و سکون پیدا کردیتا ہے، اسی کے ذریعہ امانت کی خاموش نہ ہونے والی شمع روشن ہوجاتی ہےں، انسان کی آرزوئیں صرف حق و کمال کی تلاش میں رہتی ہیں اس وقت انسان بافضیلت ہوجاتاھے، اور فضیلت کے اس مقام تک پہنچنے کی وجہ سے اس کا عذاب خدا سے ڈرنا یا امید ثواب نہیں ہے ،بلکہ اس معاد کے عقیدہ کی وجہ سے انسان رذیلت کی لذت سے فضیلت کی لذت محسوس کرنے لگتا ہے،اور وہ کسی ڈر یا لالچ میں اللہ کی عبادت نہیں کرتا بلکہ وہ خداکو عبادت کا مستحق سمجھتا ہے، جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں:
”الھی ما عبد تک خوفاً من عقابک ولا طمعا فی ثوابک ،ولکن وجدتک اھلا للعبادۃ فعبدتک“۔(۱) [31]
”پالنے والے! میں تیری عبادت تیرے عذاب کے خوف سے کرتا ہوں نہ تیرے ثواب کے لالچ سے، بلکہ تجھے عبادت کا اہل پاتا ہوں تو تیری عبادت کرتا ہوں“۔
یھی عبادت آزادافراد اور مخلص مومنین کی ہے۔
لیکن قیامت پرایمان نہ رکھنے والے اور خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا عقیدہ نہ رکھنے والے لوگ اسی دنیاوی زندگی پر خوشحال ، اور مطمئن ہیں اور اسی پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں، جس سے ان کی رغبتوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، اور ہوائے نفس ان پراور ان کی ذات پر غلبہ کرلیتی ہے جس سے ان کے نفوس تباہ و برباد ہوجاتے ہیں،اس وقت یہ لوگ خود کو دنیاوی برائیوں کے دلدل میں پھنساھوا دیکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ سعادت اور اپنی زندگی کا عیش و آرام اور مرنے سے پہلے بہت سی آرزؤں کو حاصل کرنا چاہتے ہیں، ان کے عقیدہ کے مطابق عالم موتفنا ہوجانا ہے۔
اسی وجہ سے آپ حضرات ان کو مضطرب اور پریشان دیکھتے ہیں، وہ ڈرتے ہیں کہ کھیں مرنے سے پہلے ھی ان کا رزق ختم نہ ہوجائے،مرنے سے پہلے آسائش و سکون کے اسباب نہ حاصل کرپائیں، وہ زندگی میں تھوڑی سی تکلیف سے پریشان ہوجاتے ہیں، اور ظاہری مال و دولت اور چین و سکون کے وسائل حاصل نہ کرنے پر اپنے نفس کی ملامت کرتے ہیں ان کی نظر میں یہ دنیا تاریک بن جاتی ہے یعنی اس کا مقصد معلوم نہیں ہوپاتا، اسی وجہ سے کبھی کبھی اس غم سے نجات حاصل کرنے کے لئے خودکشی کرلیتے ہیں، یہ لوگ درحقیقت اندھے ہیں، جو کچھ بھی نہیں دیکھ پاتے ہیں، دنیا نے ان کوحق و حقیقت اور خیر و کمال کو دیکھنے سے اندھا کردیا ہے۔
حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں:
”انما الدنیا منتھیٰ بصر الاعمی ،لا یبصرمما و راء ھا شیئا، والبصیر ینفذھا بصرہ ،ویعلم ان الدار وراء ھا فالبصیر منھا شاخص، والاعمی الیھا شاخص ،والبصیر منھا متزود والاعمی لھا متزوّد“۔[32]
”یہ دنیا اندھے کی بصارت کی آخری منزل ہے جو اس کے ماوراء کچھ نہیں دیکھتا ہے جبکہ صاحب بصیرت کی نگاہ اُس پار نکل جاتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ منزل اس کے ماوراء ہے، صاحب بصیرت اس سے کوچ کرنے والا ہے اور اندھا اس کی طرف کوچ کرنے والا ہے، بصیر اس سے زاد راہ فراھم کرنے والا ہے اور اندھا اس کے لئے زاد راہ اکٹھا کرنے والا ہے“۔
لیکن اس کے برعکس ایک مرد مومن کا عقیدہ یہ ہوتا ہے او راس کا نفس اس بات پر مطمئن ہوتا ہے کہ سعادت و خوشبختی اس دنیا اور اس کے محدود مال و متاع میں خلاصہ نہیں ہوتی کیونکہ اس کے عقیدہ کے مطابق جو چیز خدا کے پاس ہے وہ خیر کثیر اور باقی رہنے والی سعادت ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:
[33]
”اور تم لوگوں کو جو کچھ عطا ہوا ہے تووہ دنیا کی (ذراسی)زندگی کا فائدہ اور اسی کی آرائش ہے اور جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ اس سے کہیں بہتر اور پائیدار ہے “۔

لہٰذا وہ دنیاوی مشکلات و مصائب کے سامنے مضطرب اور پریشان نہیں ہوتا، حوادث کے سامنے سر نہیں جھکاتا، اضطراب و پریشانی کے موقع پر چیخ و پکار نہیں کرتا،بلکہ اپنے نفس کو صبر کی تلقین کرتا ہے، موت کا تذکرہ کرتا ہے، خداوندعالم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی جاودانہ سعادت کی امید رکھتا ہے، جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا ارشادگرامی ہے:

”اکثروا ذکر الموت ویوم خروجکم من القبور ،وقیامکم بین یدی اللہ تعالی ،تھون علیکم المصائب“۔[34]

” اکثر اوقات موت کا ذکر اور قبر سے نکلنے کا تصور کیا کرواور خداوندعالم کے سامنے حاضری کا تصور کیا کرو تو تم پر مصائب آسان ہوجائیں گے“۔

پس معلوم ہوا کہ قیامت کا عقیدہ انسان کو سعادت اور خوشبختی کی طرف لے جاتا ہے اور انسان کو کمال و فضیلت کا مالک بنادیتا ہے، کیونکہ حقیقی کامیابی وہی آخرت کی کامیابی ہے جو انسانی کمال اور فضائل کسب کرنے کی بنا پر حاصل ہوتی ہے کہ انسان اپنے کو حد اعتدال میں رکھے اورغضب و شہوت میں افراط و تفریط کا شکار نہ ہو ، اور ان راستوں کا انتخاب کرے جن کے ذریعہ وہ بہترین کمال تک پہنچ جائے اور اپنے کو مختلف برائیوں سے دور رکھے کیونکہ برائیوں میں انسان کی ذلت اور خواری کے علاوہ کچھ نہیں ہے، تاکہ آخرت میں ذلت اور عذاب کا مستحق قرار نہ پائے، لہٰذا ان تمام چیزوں کے پیش نظر انسان کے لئے یہ دنیا اُخروی کمال تک پہنچنے کا راستہ بن جاتی ہے۔

آج جب کہ انسان مختلف چیزوں میں ترقی کرتا ہوا نظر آتا ہے، اور مختلف طاقتوں پر قبضہ کئے ہوئے ہے لیکن خود اس کے نفس کی لگام ڈھیلی ہے اور اس کو کمال مطلوب کی طرف پہنچنے میں مانع ہے اس کے بعد انسان ان انحرافات ،پریشانیوں اور مشکلات کو دور کرنے سے عاجز رہ جاتا ہے، جیسا کہ آج کل کی ترقی یافتہ دنیا کے اکثر ممالک میں ہورہاہے۔

اسی وجہ سے روحانی پریشانی اور اضطرابات کو دور کرنے کے تمام راہ حل بے کار رہ جاتے ہیں اور انسان شش و پنج کی زندگی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

لہٰذا یہاں پر صرف ایک عقیدہ معاد ہی راستہ باقی رہ جاتا ہے ، جس کے ذریعہ انسان اپنے نفس کو پاکیزہ بناسکتا ہے اور انحرافات اور برائیوں کے آڑے آسکتا ہے،اوریہ ایسی مضبوط زرہ ہے جو ہوائے نفس اور خواہشات نفسانی سے محفوظ رکھتی ہے تاکہ انسان اپنی منزل مقصود کو حاصل کرلے،اوراسی بنیادی رکن پر نفس اور فاضل معاشرہ کی بنیاد رکھی ہوئی ہے۔

---

[1] سورۂ اعراف آیت ۲۹۔

[2] فعل کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک لازم (جس کا اثر دوسرے تک نہ پہنچے، جیسے میں گیا) دوسرے متعدی (جس کا اثر دوسرے تک پہنچے جیسے میں نے زید کو مارا)، مترجم۔

[3] سورۂ نوح آیت۱۸۔

[4] نہج البلاغہ / صبحی الصالح:۲۳۱ خطبہ نمبر۱۶۲ ـدار الھجرة ـقم۔

[5] سورۂ قصص آیت ۸۵۔

[6] سورۂ روم آیت۲۷۔، لغوی معنی کے سلسلہ میں رجوع کریں :لسان العرب ۳ ابن منظور ـ عود۔۳/ ۳۱۵۔ادب الحوزہ ـقم ،مفردات القرآن / الراغب ـعود ـ:۳۵۱۔المکتبہ المرتضویہ ـطہران، المصباح المنیر/ الفیومی ـعاد ـ:۲۔۱۰۱مصر،معجم مقاییس اللغہ / ابن فارس ـعود۔۴:۱۸۱ـدار الفکر ـ بیروت ـ

[7] النافع یوم الحشر فی شرح الباب الحادی عشرفاضل مقداد :۸۶ انتشارات زاہدی۔

[8] شرح المقاصد /التفتازانی ۵:۸۲۔الشریف الرضی ـقم۔

[9] المبداء و المعاد / صدرا الدین الشیرازی :۳۷۴۔۳۷۵،حق الیقین / عبد اللہ شبر ۲:۳۶۔۳۷ مطبعہ العرفان ـصیدا۔

[10] سورۂ سباآیت۳۔

[11] سورۂ نساء آیت۶۰۔

[12] سورۂ اسراء آیت۵۳۔

[13] جیسا کہ مولائے کائنات دعاء کمیل میں فرماتے ہیں، ”ولا یمکن الفرار من حکومتک“۔ (تیری حکومت سے فرار کرنا ممکن نہیں ہے) (مترجم)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

[14] جامع الاخبار /سبزواری :ص۱۰۰۱/۳۵۹۔مؤ سسہ آل البیت علیہ السلام قم،بحار الانوار /علامہ مجلسیش ج۷۸ص۷/۱۲۶، از امام حسین علیہ السلام ۔
[15] کنزل العما ل /متقی ہندی ۴۲۷۶۱/۱۵:۶۹۰۔مؤسسہ الرسالہ ۔بیروت۔
[16] سورۂ انعام آیت۱۶۴۔
[17] سورۂ مدثر آیت۳۸۔
[18] سورۂ مومنون آیت۱۰۱تا۱۰۳۔
[19] سورۂ آل عمران آیت۱۰۔ و سورہ مجادلہ آیت۱۷۔
[20] سورۂ آل عمران آیت۱۱۶و ، سورۂ مجادلہ آیت۱۷۔
[21] سورۂ لیل آیت۱۱۔
[22] تفسیر رازی۲۲:۱۳۵۔دار احیا ء الترا ث العربی ۔بیروت۔
[23] نہج البلاغہ / صبحی الصالح:۵۰۷۔الحکمہ ۲۲۱ ۔
[24] غرر االحکم / الا ٓمدی ۲:
[25] نہج البلاغہ / صبحی الصالح:۳۴۶۔خطبہ نمبر ۲۲۴۔
[26] امالی مفید :۳۲/۱۹۸ مؤ تمر شیخ مفید ۔قم۔
[27] سورۂ مطففین آیت۱۔۵۔
[28] التہذیب /شیخ طوسی ۃش ۳/۹:۲۳۲ ۔دارالکتب الاسلامیہ ۔تہران۔
[29] الا دلة الجلیہ فی شرح الفصول النصیریة/عبد اللہ نعمة :۱۹۳۔دارالفکر اللبنانی۔
[30] سورۂ فجر آیت۲۷۔۳۰۔
[31] بحا رالانوار /علامہ مجلسی،ج۴۱،ص۴/۱۴۔
[32] نہج البلاغہ /صبحی الصالح :۱۹۱۔خطبہ نمبر ۔(۱۳۳)
[33] سورۂ قصص آیت۶۰۔
[34] الخصا ل،شیخ صدوقش:۶۱۶۔حدیث الاربعمائة۔

دوسری فصل

ضرورت قیامت پر محکم دلائل و برہان

اول: قرآنی دلائل

بے شک روز قیامت پر ایمان رکھنے کی بنیاد اس وحی الٰہی کے ثبوت پر قائم ہے جو ذات اقدس سے صادر ہوتی ہے،اور عقیدہ قیامت پر قرآن مجید میں بہت سی آیات بیان ہوئی ہیں،اور قرآن مجید کا کوئی سورہ بھی ایسا نہ ہوگا جس میں قیامت اور عالم آخرت کے بارے میں گفتگو نہ کی گئی ہو،یہاں تک کہ بعض علماء نے یہ بھی بیان کیاھے کہ قرآن مجید میں تقریباً ایک ہزار آیات مینوضاحت کے ساتھ یاارشارہ و کنایہ میں قیامت کے بارے میں بیان ہوا ہے۔

اسی طرح روز قیامت اور اس سے متعلق امور کے بارے میں مختلف صورتوں میں تفصیل بیان ہوئی ہے، جن کے ذریعہ سے مختلف دلائل اور براھین کے ذریعہ قیامت کے وجود کو حتمی اور ضروری عنوان سے بیان کیا گیا ہے، اس عقیدہ کو تمام ھی آسمانی ادیان کے مسلم اصول میں شمار کیا جاتاھے،اور انکار کرنے والوں کے شبہات ردّ کئے گئے ہیں، اور روز قیامت، حشرو نشر، حساب و صراط اور جنت میں مومنین کے حالات اور ان کے لئے آمادہ نعمات نیز گناہگاروں کے لئے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جہنم اور ان کے لئے تیار ہمیشگی عذاب کے بارے میں تفصیل بیان ہوئی ہے۔
قارئین کرام! ہم یہاں پر قیامت سے متعلق قرآن مجید کی اہم مضامین پر مشتمل ان آیات کو بیان کرتے ہیں:
۱۔ روز قیامت کو اعتقادی بنیادوں میں شمار کیا گیا ہے اور اس بات پر زور دیا گیاھے کہ روز قیامت کا اعتقاد واجب اعتقاد کے اصول میں سے ہے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:
[1]
”نیکی کچھ یہی تھوڑی ہے کہ (نمازمیں)اپنے منہ اور پورب یا پچھم کی طرف کرلوبلکہ نیکی تو اس کی ہے جو خدا اور روز آخرت اور فرشتوناور(خدا کی)کتاب اور پیغمبروں پر ایمان لائے“۔
اسی طرح ارشاد ہوتا ہے:
[2]
”جو خدا اور روز آخرت پر ایمان لائے گا اور اچھے (اچھے)کام کرے گا ان پر البتہ نہ تو کوئی خوف ہو گا “۔
۲درج ذیل آیات میں روز قیامت کے وجود پر تاکید کی گئی ہے اور اس کو ایک حتمی اور غیر قابل شک امر بتایا گیا ہے، ارشاد ہوتا ہے:
[3]
”اے ہمارے پرور دگار بیشک تو ایک نہ ایک دن جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں لوگوں کو اکٹھا کرے گا (تو ہم پر نظر عنایت رھے)بیشک خدا اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا “۔
[4]
”اللہ تو وھی پروردگارھے جس کے سوا کوئی قابل پر ستش نہیں وہ تم کو قیامت کے دن جس میں ذرا بھی شک نہیں ضرور اکٹھاکرے گا خدا سے بڑھ کر بات میں سچا کون ہوگا“۔
< وَأَقْسَمُوا بِاللهِ جَہْدَ أَیْمَانِہِمْ لاَیَبْعَثُ اللهُ مَنْ یَمُوتُ بَلَی وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا وَلَکِنَّ أَکْثَرَ النَّاسِ لاَیَعْلَمُونَ۔> [5]
”اور یہ کفار خدا کی جتنی قسمیں ان کے امکان میں تہیں کھا کر کہتے ہیں کہ جو شخص مرجاتا ہے پھر خدا اس کو دوبارہ زندہ نہیں کرے گا(اے رسول تم کہدو کہ)ہاں(ضرور ایسا کرے گا)اس پر اپنے وعدہ (کی وفا)لازمی و ضروری ہے مگربُہتر ے آدمی نہیں جانتے ہیں“۔
[6] ۔
”اور کفار کہنے لگے کہ ہم پر تو قیامت آئے ھی گی نہیں (اے رسول)تم کہدو ہاں(ہاں)مجھ کو اپنے اس عالم الغیب پرور دگار کی قسم ہے“۔
۳۔ہم ذیل میں وہ آیات پیش کرتے ہیں جن میں ظاہری طور پر قیامت کے تصور کو ثابت کیا گیاھے اور کبھی بھی ان آیات کی تاویل و توجیہ نہیں کی جاسکتی ، جن میں گزشتہ امتوں کے بعض افراد یا گروہ اور حیوانات کو اسی دنیا میں موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا گیا ہے، جب کہ وہ مرچکے تھے ،ان کی موت ثابت ہوچکی تھی، اور اس موت کے بعد خدا نے ان کو دوبارہ زندہ کےاور پھر دوبارہ خدا نے ان کو موت دی ہے، یہ کام مختلف زمانوں میں انجام پایا ہے تاکہ اس کے بعد دنیا والے تعجب نہ کریں، اور انھیںخداوندعالم کی قدرت کا اندازہ ہوجائے، ہم یہاں پر ان میں سے بعض آیات کو مثال کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ [7]
الف۔ بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو دوبارہ زندگی ملی، جیسا کہ ارشاد خداوندعالم ہوتا ہے:
[8]
”تاکہ تم سمجھو (اے رسول)کیا تم نے ان لوگوں (کے حال)پر نظر نہیں کی جو موت کے ڈر کے مارے اپنے گھروں سے نکل بھاگے اور وہ ہزاروں آدمی تھے تو خدا نے ان سے فرمایا کہ سب کے سب مر جاؤ (اور وہ مر گئے)پھر خدا نے انہیں زندہ کیا ۔بیشک خدا لوگوں پر بڑ ا مہربان ہے مگر اکثر لو گ اس کا شکریہ ادا نہیں کرتے“۔
ب۔ بنی اسرائیل کے ایک نبی کو دوبارہ زندہ کیا گیا،جیساکہ خداوندعالم کا ارشاد ہے:
[9]
”(اے رسول تم نے)مثلاً اس (بندے کے حال)پر نظر بھی کی جو ایک گاؤں پر (سے ہو کر)گذرا اور وہ ایسا اجڑا تھا کہ اپنے چھتوں پر ڈھے کے گر پڑا تھا ،یہ دیکھ کر وہ بندہ کہنے لگا ، اللہ اب اس گاؤں کو (ایسی)ویرانی کے بعد کیونکر آباد کرے گا اس پر خدا نے اس کو (مار ڈالا)سو برس تک مردہ رکھا پھر اس کو جلا اٹھایا (تب)پوچھا تم کتنی دیر پڑے رھے عرض کی ایک دن پڑا رھایا ایک دن سے بھی کم،فرمایا نہیں تم (اسی حالت میں) سو برس پڑے رھے ،اب ذرا اپنے کھانے

پینے (کی چیزوں)کو دیکھ کہ اُبسی تک نهیں اور ذرا اپنے گدھے (سواری)کو تو دیکھو(کہ اس کی ہڈیاں ڈھیر پڑی هیں اوریہ سب اس واسطے کیاهے تاکہ لوگوں کے لئے تمهیں قدرت کا نمونہ بنائیں اور (اچھا اب اس گدھے کی ہڈیوں کی طرف نظر کرو کہ هم کیونکر جوڑ جاڑ کر ڈھانچہ بناتے هیں پھر ان پر گوشت چڑهاتے هیں پس جب ان پر یہ ظاہر هوا تو بیساختہ بول اٹھے کہ(اب)میں بہ یقین کامل جانتا هوں کہ خدا ہر چیز پر قادر هے “۔

ج۔ قوم موسیٰ کے ستّر لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا، ارشاد هوتا هے:

[10]

”اور وہ وقت بھی یاد کرو جب تم نے موسیٰ سے کهاتھا کہ اے موسیٰ هم تم پر اس وقت تک ہر گز ایمان نہ لائیں گے جب تک تم خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں اس پر تمهیں بجلی نے لے ڈالا اور تم تکتے هی رہ گئے ۔پھر تمهیں تمہارے مرنے کے بعد هم نے جلااٹھایا تاکہ تم شکر کرو“۔

د۔ بنی اسرائیل کے ایک مقتول شخص کا زندہ هونا، ارشاد هوتا هے:

< وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللهُ مُخْرِجٌ مَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ (۷۲) فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَلِکَ يُحْيِي اللهُ الْمَوْتَى وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ> [11]

”اور جب تم نے ایک شخص کو مارڈالا اور تم میں اس کی بابت پھوٹ پڑگئی ۔کہ ایک دوسرے کوقاتل بتانے لگا اور جو تم چھپاتے تھے خدا کو اس کا ظاہر کرنا منظور تھا۔ پس هم نے کهاکہ اس گائے کا کوئی ٹکڑا لے کر اس (کی لاش)پر مارو یوں خدا مردے کو زندہ کرتا هے اور تم کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھادیتا هے تاکہ تم سمجھو “۔

ه۔ جناب ابراهیم علیہ السلام کے لئے باذن اللہ پرندوں کا زندہ هونا، جیسا کہ ارشاد هوتا هے:

< وَإِذْ قَالَ إِبْرَاہِيمُ رَبِّ أَرِنِی كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِی قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنْ الطَّيْرِ فَصُرْہُنَّ إِلَيْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِنْہُنَّ جُزْءً ا ثُمَّ ادْعُہُنَّ يَأْتِينَکَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ > [12]

”اور(اے رسول)وہ واقعہ بھی یاد کرو)جب ابراهیم نے (خداسے)در خواست کی اے میرے پرور دگار تو مجھے بھی دکھا دے کہ تو مردہ کو کیونکر زندہ کرتا هے خدا نے فرمایا کیا تمهیں (اس کا) یقین نهیں ،ابراهیم نے عرض کی (کیوں نهیں) مگر آنکھ سے دیکھنا اس لئے چاہتاهوں کہ میرے دل کو اطمینان هوجائے فرمایا (اچھااگر یہ چاہتے هو) تو چار پرندے لو اور ان کو(اپنے پاس منگا لو اور)ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دو اس کے بعد ان کو بلاؤ(پھر دیکھوتو کیونکر)وہ سب کے سب تمہارے پا س کس طرح آتے هیں اور سمجھو کہ خدا بیشک غالب و حکمت والا هے“۔

۴۔ قرآن مجید میں اس بات کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیاهے کہ انبیاء علیهم السلام کے مهم امور میں سے ایک کام روز قیامت اور روز حساب و کتاب سے ڈرانا تھا، جیسا کہ ارشاد هوتا هے :

< يَامَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِی وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ ہَذَا قَالُوا شَہِدْنَا عَلَى أَنفُسِنَا وَغَرَّتْہُمْ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَشَہِدُوا عَلَى أَنفُسِہِمْ أَنَّہُمْ كَانُوا كَافِرِينَ> [13]

”پھر(هم پوچھیں گے)کہ کیوں اے گروہ جن و انس کیا تمہارے پاس تمهیں میں سے پیغمبر نهیں آئے جو تم سے هماری آیتیں بیان کریں اور تمهیں اس روز (قیامت)کے پیش آنے سے ڈرائیں وہ سب عرض کریں گے (بیشک آئے تھے)هم خود اپنے اوپر آپ (اپنے خلاف)گواهی دیتے هیں (واقعی)ان کو دنیا کی (چند روزہ)زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا اور ان لوگوں نے اپنے خلاف آپ گواهی دی کہ بیشک یہ سب کے سب کافر تھے ‘ ‘ ۔

نیز ایک دوسری جگہ ارشاد هوتا هے:

< وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى جَہَنَّمَ زُمَرًا حَتَّى إِذَا جَاءُ وہَا فُتِحَتْ أَبْوَابُہَا وَقَالَ لَہُمْ خَزَنَتُہَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ ہَذَا قَالُوا بَلَى وَلَكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ > [14]

”اور جو لوگ کافر تھے ان کے غول کے غول جهنم کی طرف ہنکائے جائیں گے یہاں تک کہ جب جهنم کے پاس پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھو ل دئے جائیں گے اور اس کے داروغہ ان سے پوچھیں گے کہ کیا تم هی لوگوں مینسے پیغمبر تمہارے پاس نهیں آئے تھے جو تم کو تمہارے پرور دگار کی آیتیں پڑھ کر سناتے اور تم کو اس روز (بد) کے پیش آنے سے ڈراتے وہ لوگ جواب دیں گے کہ ہاں (آئے توتھے)مگر (هم نے نہ مانااور) عذاب کا حکم کافروں کے بارے میں پورا هو کر رہا“۔

یہاں پر انذار اور خوف سے عام معنی مراد هیں، کسی خاص قوم سے مخصوص نهیں هیں۔

۵۔ قرآن کریم نے اس بات پرزور دیاهے کہ اسلام سے قبل آسمانی شریعتوں میں معاد کا عقیدہ موجود تھا، جیسا کہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

خداوندعالم جناب نوح کے اپنی قوم سے خطاب کرتے هوئے فرماتا هے:
[15]
”اور خدا هی نے تم کو زمین سے پیدا کیا پھر تم کو اسی میں دوبارہ لے جائے گا اور (قیامت میں اسی سے)نکال کھڑا کرے گا“۔
اسی طرح جناب موسیٰ کے بارے میں ارشاد فرماتا هے:
< ثُمَّ آتَیْنَا مُوسَی الْکِتَابَ تَمَامًا عَلَی الَّذِی أَحْسَنَ وَتَفْصِیلًا لِکُلِّ شَیْءٍ وَہُدًی وَرَحْمَةً لَعَلَّہُمْ بِلِقَاءِ رَبِّہِمْ یُؤْمِنُونَ> [16]
”پھر هم نے جو نیکی کی اس پر اپنی نعمت پوری کرنے کے واسطے موسیٰ کو کتاب (توریت)عطا فرمائی اور اس میں ہر چیز کی تفصیل (بیان کر دی)تھی اور لوگوں کے لئے (از سرتا پا)ہدایت و رحمت هے تاکه وہ لوگ اپنے پرور دگار کے سامنے حاضر هونے کا یقین کریں“۔
اسی طرح خداوندعالم جناب موسیٰ کی فرعون اور اس کی قوم کی حکایت کرتے هوئے فرماتا هے:
[17]
”اور موسیٰ نے کهاکه میں تو ہر متکبر سے جو حساب کے دن (قیامت)پر ایمان نهیں لاتا اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ لے چکا هوں“۔
نیز جناب عیسیٰ علیہ السلام کے لئے قیامت کے متعلق تذکرہ کرتے هوئے ارشاد هوتا هے:
[18]
”جب عیسیٰ سے خدا نے فرمایا اے عیسیٰ میں ضرور تمہاری زندگی کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اٹھا لوں گا اور کافروں (کی گندگی)سے تم کو پاک و پاکیزہ رکھوں گا اور جن لوگوں نے تمہاری پیروی کی ان کو قیامت تک کافروں پر غالب رکھوں گا ،پھر تم سب کو میری طرف لوٹ آنا هے تب(اس دن)جن باتوں میں تم (دنیا)میں جھگڑے کرتے تھے (ان کا)تمہارے درمیان فیصلہ کردوں گا “۔
۶۔قرآن کریم نے بہت سی آیات میں اس بات کی تاکید کی هے کہ خداوندعالم نے بندوں کے اعمال و افعال کو دقیق طور پر لکھنے کے لئے فرشتوں کو مامور کیا هے، اور ایسے دفتر میں لکھتے هیں جس میں وہ ان کے اعمال نہ ذرہ برابر اضافہ کرتے هیں اور نہ کمی کرتے هیں، جیسا کہ ارشاد قدرت هے :
< إِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتَی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَہُمْ وَکُلَّ شَیْءٍ أَحْصَیْنَاہُ فِی إِمَامٍ مُبِینٍ > [19]
”هم هی یقیناً مردوں کو زندہ کرتے هیں اور جو کچھ وہ لوگ پہلے کرچکے هیں(ان کو) اوران کی(اچھی یا بُری باقی ماندہ) نشانیوں کو لکھتے جاتے هیں اور هم نے ہر چیز کو ایک صریح و روشن پیشوا میں گھیر دیاهے “۔
نیز ارشاد هوتا هے:
[20]
”کیا وہ لوگ یہ سمجھتے هیں کہ هم ان کے بھیداور ان کی سر گو شیوں کو نهیں سنتے۔ ہاں (ضرور سنتے هیں)اور همارے فرشتے ان کے پاس هیں اور ان کی سب باتیں لکھتے جاتے هیں “۔
اسی طرح دوسری جگہ ارشاد هوتا هے:
[21]
”اور بیشک هم نے انسان کو پیدا کیا اور جو خیالات اس کے دل میں گذرتے هیں هم ان کو جانتے هیں اور هم تو اس کی شہرگ سے بھی زیادہ قریب هیں جب (وہ کوئی کام کرتا هے تو)وہ لکھنے والے (کراماًکاتبین)جو (اس کے)داہنے بائیں بیٹھے هیں لکھ لیتے هیں کوئی بات اس کی زبان پر نهیں آتی مگر نگہبان اس کے پاس تیار رہتا هے “۔
درج ذیل قرآنی آیات اس بات کو واضح کرتی هیں کہ روز قیامت انسان کا نامہ اعمال ان کے سامنے پیش کیا جائے گا، جیسا کہ ارشاد هوتا هے:
[22]
”جو کچھ تم لوگ کرتے تھے آج تم کواس کا بدلہ دیا جائے گا یہ هماری کتاب (جس میں اعمال لکھے هیں) تمہارے مقابلہ میں ٹھیک ٹھیک بول رهی هے جو کچھ بھی تم کرتے تھے هم لکھواتے جاتے تھے “۔
چنانچہ ان نامہ اعمال کو دیکھ کر کہ اس میں کس قدر امانت داری اور دقت سے کام لیا گیا هے گناہگاروں میں خوف و دہشت طاری هوجائے گا، جیسا کہ ارشاد الٰهی هے:
< وَوُضِعَ الْکِتَابُ فَتَرَی الْمُجْرِمِینَ مُشْفِقِینَ مِمَّا فِیہِ وَیَقُولُونَ یَاوَیْلَتَنَا مَالِ ہَذَا الْکِتَابِ لاَیُغَادِرُ صَغِیرَةً وَلاَکَبِیرَةً إِلاَّ أَحْصَاہَا وَوَجَدُوا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلاَيَظْلِمُ رَبُّکَ أَحَدًا>[23]
”اور لوگوں کے اعمال کی کتاب (سامنے)رکھی جائے گی تو تم گنہگار وں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا ہے(دیکھ کر)سھمے ھوئے ھیں اور کہتے جاتے ھیں ہائے ھماری شامت یہ کیسی کتاب ھے کہ نہ چھوٹے ھی گناہ کو بے قلمبند کئے چھوڑتی ھے نہ بڑے گناہ کو،اور جو کچھ ان لوگوں نے (دنیامیں)کیا تھا وہ سب(لکھا ہوا)موجود پائیں گے اور تیرا پرور دگار کسی پر ظلم نہ کرے گا“۔

قارئین کرام! ان تمام آیات کے پیش نظر انسان مکمل طور سے قیامت کے عقیدہ پر یقین حاصل کرسکتا ھے وہ روز قیامت جہاں پر انسانی زندگی کا حساب و کتاب پیش کیا جائے گا، جہاں پر تمام چھوٹی بڑی سب چیزیںپیش ھوں گی۔

۷۔ قرآنی وہ بہت سی آیات جن میں قیامت کے منکرین کے بے جا اعتراضات کا جواب دیا گیا ھے اور اس بات کی تاکید کی گئی ھے کہ ان کے انکار کے لئے ذرہ بھی گنجائش باقی نھیں ھے، کیونکہ وہ تو صرف ظن کی پیروی کرتے ھیں اور ظن حق سے بے نیاز نھیں کرسکتا، ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

[24]

”اور وہ لوگ کہتے ھیں کہ ھماری زندگی تو بس دنیا ھی کی ھے یھیں مرتے ھیں اور یھیں جیتے ھیں اور ھم کو بس زمانہ ھی (جلاتا)مارتا ھے اور ان کو اس کی کچھ خبر تو ھے نھیں یہ لوگ تو بس اٹکل کی باتیں کرتے ھیں “۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ھوتا ھے:

< وَمَا لَہُمْ بِہِ مِنْ عِلْمٍ إِنْ یَتَّبِعُونَ إِلاَّ الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لاَیُغْنِی مِنْ الْحَقِّ شَیْئًا۔>[25]

”(حالانکہ)انھیں اس کی کچھ خبر نھیں ۔وہ لوگ تو بس گمان (خیال)کے پیچھے چل رھے ھیں حالانکہ گمان یقین کے مقابلہ میں کچھ بھی کام نھیں آیا کرتا “۔

اور جب منکرین قیامت کا انکار کرتے ھیں تو ان سے دلیل طلب کی جاتی ھے:

[26]

”اے (رسول)تم (ان مشرکین سے) کہدوکہ اگر تم سچے ھو تو اپنی دلیل پیش کرو ‘ ‘ ۔

کیونکہ ان کے اعتراضات اور شبہات بے جا اور بے ھودہ ھوتے ھیں[27] جن کا

جواب قرآن مجید نے کافی اور وافی طور پر دیا ھے، جن میں سے بعض کو عقلی دلائل کی بنیاد پر پیش کیا گیا ھے اور قیامت کی ضرورت اور وعدہ الٰھی کے پورا ھونے پر تاکید کی گئی ھے، جیسا کہ خداوندعالم نے ان کے اعتراض کو بیان کرتے ھوئے اس کا جواب بھی دیا ھے:

< وَضَرَبَ لَنَا مَثَلاً وَنَسِیَ خَلْقَہُ قَالَ مَنْ یُحْیِي الْعِظَامَ وَہِیَ رَمِیمٌ # قُلْ یُحْیِیہَا الَّذِی أَنشَأَہَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَہُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیمٌ> [28]

”اور ھماری نسبت باتیں بنانے لگا اور اپنی خلقت (کی حالت)بھول گیا (اور)کہنے لگا کہ بھلا جب یہ ہڈیاں (سڑ گل کر)خاک ھو جائیں گی تو (پھر)کون (دوبارہ)زندہ کر سکتا ھے(اے رسول)تم کہدو کہ اس کو وھی زندہ کرے گا جس نے ان کو(جب یہ کچھ نہ تھے)تو پہلی مرتبہ زندہ کر دکھا یا وہ ہر طرح کی پیدائش سے واقف ھے“۔

دوسری دلیل: کلام معصوم

احادیث نبوی (ص)اور کلام اہل بیت علیھم السلام میں عالم آخرت ،روز قیامت حشر و نشر، حساب و کتاب اور جزا و سزا کا تذکرہ تفصیل سے بیان ھوا ھے، اور جس تفصیل سے قرآن مجید میں آیات موجود ھیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اور مزید وضاحت کے ساتھ احادیث میں ذکر ھوا ھے، ھم یہاں پر بعض ان احادیث کا ذکر کرتے ھیں جو قیامت کے وجود کو ثابت کرتی ھیں اور اس کو حتمی اور ضروری سمجھتی ھیں۔

حضرت رسول اکرم (ص)ارشاد فرماتے ھیں:

”یا بنی عبد المطلب!إن الرائد لایکذب أہلہ،والذی بعثنی بالحق لتموتنّ کما تنامون،ولتبعثنّ کما تستیقظون،ومابعد الموت دارٌ إلاّ جنّة أونار،خَلْقُ جمیع الخلق و بعثھم علی اللہ عزّوجلّ کخلق نفس واحدة و بعثہا،قال اللہ تعالیٰ:(سورہ لقمان آیت۲۸)[29]

”اے بنی عبد المطلب ! بیشک سر پرست اپنے اہل و عیال کے سامنے جھوٹ نھیں بولتا قسم اس خدا کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا تمھیں موت ویسے ھی آئے گی جیسے تمھیں نیند آتی ھے، اور تم کو اٹھایاجائے گا جیسے تم بیدار ھوتے ھو، اور موت کے بعد سوائے جنت یا جہنم کے کچھ نھیں ھے، تمام مخلوق کو خداوندعالم کے سامنے ایک نفس کی طرح پیش ھونا ھے، جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے: ”تم سب کا پیدا کرنا اور پھر (مرنے کے بعد)جلا اٹھانا ایک شخص کے (پیدا) کرنے اور جلااٹھانے کے برابر ھے“۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

نیز رسول اکرم (ص)کا ارشاد گرامی هے:

"لا یؤمن عبد حتی یؤمن باربعة: یشهد ان لاالہ الا اللہ وحده لا شریک لہ،وانی رسول اللہ بعثنی بالحق ،وحتی یؤمن بالبعث بعد الموت،وحتیٰ یؤمن بالقدر۔"[30]

"کوئی بهی شخص اس وقت تک ایمان لانے والا نهیں بن سکتا جب تک چار چیزوں پر یقین نہ رکهے: گواهی دے کہ سوائے اللہ کے کوئی خدا نهیں هے اور اس کا کوئی شریک نهیں هے، اور میری نبوت کا اقرار کرے کہ مجهے حق کے ساته معبوث کیا گیا هے، اور روز قیامت پر ایمان لائے، اور (قضاو) قدر پر یقین رکهے"۔

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام ارشاد فرماتے هیں:

"حتی اذا بلغ الکتاب اجلہ ،والامر مقادیره،والحق آخر الخلق باولہ،وجاء من امراللہ مایریده من تجدید خلقہ،ماد السماء وفطرها، وارج الارض وارجفها،وقلع جبالهاونسفها،ودک بعضهابعضا من هیبة جلالتہ،ومخوف سطوتہ ،واخرج من فیها فجددهم بعد اخلاقهم ،و جمعهم بعد تفرقهم ،ثم میزهم لما یریده من مسالتهم عن خفایا الاعمال،وخبایا الافعال،و جعلهم فریقین :انعم علی هؤلاء، وانتقم من هؤلاء"۔ [31]

"یهاں تک کہ جب قسمت کا لکها اپنی آخری حدتک اور امر الٰهی اپنی مقرره منزل تک پهنچ جائےگا، اور آخرین کو اولین سے ملادیا جائے گا، اور ایک نیا حکم الٰهی آجائے گا، کہ خلقت کی تجدید کی جائے تو یہ امر آسمانوں کو حرکت دے کر شگافتہ کردے گا، اور زمین کو هلاکر کهوکهلا کردے گا، اور پهاڑوں کو جڑ سے اکهاڑ کر اڑادے گا اور هیبت جلال الٰهی اور خوف سطوت پروردگار سے ایک دوسرے سے ٹکراجائیں گے، اور زمین سب کو باهر نکال دے گی اور انهیں دوباره بوسیدگی کے بعد تازه حیات دیدی جائے گی، اور انتشار کے بعد جمع کردیا جائے گا، اور مخفی اعمال پوشیده افعال کے سوال کے لئے سب کو الگ الگ کردیا جائے گا، اور مخلوقات دو گروهوں میں تقسیم هوجائے گی ایک گروه مرکز نعمات هوگا اور دوسرا محل انتقام"۔

اسی طرح ایک دوسری جگہ حضرت علی علیہ السلام قیامت کی صفات بیان کرتے هوئے بیان فرماتے هیں:

"ذٰلک یوم یجمع اللہ فیہ الاولین وآلاخرین لنقاش الحساب وجزاء الاعمال، خضوعا، قیاماً قد الجمهم العرق ،و رجفت بهم الارض،فاحسنهم حالاً من وجد لقدمیہ موضعاً، و لنفسہ متسعاً"۔[32]

"(روز قیامت) وه دن هوگا جب پروردگار اوّلین و آخرین کو دقیق ترین حساب اور اعمال کی جزا کے لئے اس طرح جمع کرے گا کہ سب خضوع و خشوع کے عالم میں کهڑے هوں گے، پسینہ ان کے دہن تک پهونچا هوگا اور زمین لرز رهی هوگی، بہترین حال اس کا هوگا جو اپنے قدم جمانے کی جگہ حاصل کرلے گا اور جسے سانس لینے کا موقع مل جائے گا"۔

اسی طرح حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے هیں:

"العجب کل العجب لمن شک فی اللہ وهو یری الخلق ،والعجب کل العجب لمن انکر الموت وهو یری من یموت کل یوم و لیلة، والعجب کل العجب لمن انکر النشاة الاخرة وهو یری النشاة الاولیٰ، والعجب کل العجب لعامر دار الفناء و یترک دار البقاء"۔[33]

"واقعاً بہت زیاده تعجب هے اس شخص پر جو مخلوق کو تو دیکه رهاهو لیکن خدا کے وجود کا انکار کرے، اور بہت زیاده تعجب هے اس شخص پرجو موت کا انکار کرے اور وه آئے دن مرنے والوں کو دیکه رهاهو، اور واقعاً تعجب هے اس شخص پر جو روز قیامت کا انکار کرے جبکہ وه خلقت اول کو دیکه رهاهو، اور بہت زیاده تعجب هے اس شخص کے لئے جو اس فانی هونے والی دنیا میں لگا هوا هے اور دار بقاء کو ترک کربیٹها هے"۔

تیسری دلیل: اجماع

روز قیامت ایک ایسا عقیده هے جس پر تمام هی اسلامی فرقوں کااجماع اور اتفاق هے، اور اس کے حتمی هونے پر کسی کو کوئی اختلاف نهیں هے، اور سبهی اسلامی فرقے قیامت کے عقیده کو ضروریات دین [34]میں شمار کرتے هیں اور اس عقیده کے وجوب کے قائل هیں، اور جو لوگ اس عقیده کا انکار کرتے هیں وه مسلمانوں کی فہرست سے خارج هیں، [35]اور یهی وه عقیده هے جس کا هر مسلمان نماز پنجگانہ میں اقرار کرتا هے: گویا یہ اس بات کا اعتراف هے کہ موت کے بعد ایک دن زنده کیا جائے گا ، اور اس عقیده کو سبهی مانتے هیں۔

تمام ادیان اور شریعتیں اس بات پر متفق هیں کہ مرنے کے بعد ایک حیات هوگی اگرچہ موت کے بعد زندگی کی کیفیت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا هے، جیسا کہ هم نے قیامت کے اصطلاحی معنی میں اقوال ذکر کئے هیں، هم یهاں پر ان اقوال کی نقد و تحقیق نهیں کرنا چاہتے اور نہ هی یهاں پر یہ بیان کرنا چاہتے هیں کہ کونسا قول صحیح هے اور کون باطل،یهاں

پر اہم بات اصل عقیدہ قیامت کو ثابت کرنا ہے کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا چاہے کسی بھی طرح ہو اور اس کو اس کے اعمال و کردار کی جزا دی جائے گی اگر اچھے اعمال انجام دئے ہیں تو اس کی جزا بھی اچھی دی جائے گی اور اگر برے اعمال کئے ہیں تو ان کی سزا بھی بُری ہی دی جائے گی، اور اس بات پر تمام ہی ادیان متفق ہیں، کیونکہ یہ بات عقلی طور پر ممکن ہے اور قرآنی و دیگر آسمانی کتابوں میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

چوتھی دلیل: دلیل عقلی

بہت سے فلاسفہ اور متکلمین نے محض عقلی دلائل اور برہان کے ذریعہ قیامت کے ضروری ہونے کو ثابت کیا ہے، جیسا کہ خود قرآن مجید میں بھی بہت سے عقلی اور فطری دلائل کے ذریعہ قیامت اور حیات آخرت کا انکار کرنے والوں کے جواب میں ثابت کیا ہے، اور یہ بات واضح کی ہے کہ قیامت کا وجود ضروری اور حتمی ہے، ہم یہاں پر اپنے معزز قارئین کے لئے چند دلائل پیش کرتے ہیں:

۱۔ برہان مماثلة

مرحوم علامہ حلّی تحریر فرماتے ہیں: ہمارے عالم کا مماثل (ہم مثل) عالم بھی ممکن الوجود ہے کیونکہ مثلین (ایک طرح کی دوچیزوں) کا حکم ایک ہوتا ہے، لہٰذا جب یہ عالم ممکن الوجود ہے تو پھر دوسرا عالم بھی ممکن الوجود ہے۔[36]

جیسا کہ قرآن مجید میں دنیاوی اور آخرت کی زندگی کی مماثلت کی بعض مثالیں بیان کی گئی ہیں اور یہ شباہت دو طرح کی ہے:

۱۔ پہلی زندگی عدم سے وجود میں آئی اور دوسری زندگی بھی عدم کے بعد ہوگی۔

۲۔آخرت کی زندگی کی مثال اس زمین سے دی گئی ہے کہ جو پہلے مردہ ہو پھر زندہ ہوجائے اور یہاں ہماری عقل مثلین کے بارے میں ایک حکم لگاتی ہے۔

عقل حکم کرتی ہے کہ ایک جیسی چیزوں کا حکم بھی ایک ہی ہونا چاہئے، جس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ جو ذات پہلی زندگی پر قادر ہے وہ دوسری زندگی پر بھی قادر ہے، کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں،

شباہت کی پہلی قسم: ہم اس بات سے روز قیامت پر دلیل قائم کرنا چاہتے ہیں مبداء کی بنا پر، کیونکہ ان دونوں میں شباہت پائی جاتی ہے، جیسا کہ قرآن کریم نے بھی پہلی شباہت کے طریقہ پر معاد کے امکان کو ثابت کیا ہے، کیونکہ دنیا میں انسان کی پیدائش عدم سے ہوئی ہے، (جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا ہے) اس کے بعد قرآن میں بیان کیا گیا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے، ارشاد الٰہی ہوتا ہے:

< يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِی رَيْبٍ مِنْ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِی الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّى وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَايَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا۔> (الی قولہ تعالیٰ) ذٰلِکَ بِأَنَّ اللهَ ہُوَ الْحَقُّ وَأَنَّہُ يُحْيِي الْمَوْتَى وَأَنَّہُ عَلَى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيرٌ> [37]

”اگر تم کو (مرنے کے بعد)دوبارہ زندہ ہونے میں کسی طرح کا شک ہے تو اس میں شک نہیں کہ ہم نے تمھیں (شروع شروع) مٹی سے اس کے بعد نطفہ سے اس کے بعد جمے ہوئے خون سے پھر اس لوتھڑے سے جو پورا (سڈول)ہویا ادھورا ہو پیدا کیا تاکہ تم پر (اپنی قدرت)ظاہر کریں(پھر دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے)اور ہم عورتوں کے پیٹ میں جس (نطفہ)کو چاہتے ہیں ایک مدت معین تک ٹھہرا رکھتے ہیں پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتے ہیں پھر (تمھیں پالتے ہیں)تاکہ تم اپنی جوانی تک کو پہنچو اور تم میں سے کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو (قبل بڑھاپے کے)مر جاتے ہیں اور تم میںسے کچھ لوگ ایسے ہیں جو ناکارہ زندگی (بڑھاپے)تک پھیر لائے جاتے ہیں تاکہ سمجھنے کے بعد سٹھیا کے کچھ بھی (خاک)نہ سمجھ سکے اور تو زمین کو مردہ (بیکارافتادہ)دیکھ رہاہے پھر جب ہم اس پر پانی بر سادیتے ہیں تو لہلہانے اور ابھرنے لگتی ہے اور ہر طرح کی خوشنما چیز یں اُگائی ہیں “۔

پس انسان قابل ذکر نہ تھا خداوندعالم نے اس کو مٹی سے خلق فرمایا، اور وادیٔ عدم سے ہستی وجود میں لایا، اس کو عقل و زبان عطا کیا اور اس کو احسن تقویم قرار دیا، لہٰذا اگر اس کو مرنے اور اس کے اعضاء کے مٹی میں ملنے کے بعددوبارہ زندہ کیا جائے تو اس میں کسی طرح کا کوئی شک و شبہ نہیں ہے، کیونکہ اس دنیا میں اس کی خلقت اور وجود (آخرت کے زندگی) سے مشابہ ہے، اور دو مشابہ چیزوں کا حکم ایک ہوتا ہے ان دونوں کے درمیان عقل فرق نہیں کرتی، بلکہ ایک کے وجود کو دوسرے کے وجود پر دلیل قرار دیتی ہے، جبکہ پہلی زندگی تو عدم سے ہے اور دوسری زندگی تو ان کے اعضاء کے ذریعہ ہوگی، بہرحال پہلی زندگی اعظم اور اہم ہے، جیسا کہ خود خداوندعالم نے ارشاد

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

فرمایا هے:
[38]
”اور وه ایسا (قادرمطلق) هے جو مخلوقات کو پہلی بار پیدا کرتا هے پهر دوباره (قیامت کے دن)پیدا کرے گا اور یہ اس پر بہت آسان هے اور آسمان و زمین میں سب سے بالا تر اسی کی شان هے “۔
اس برہان اور دلیل میں وه تمام آیات شامل هیں جو مبدا اور معاد کو حکم کے لحاظ سے مساوی اور برابر جانتی هیں:
۱۔ < اللهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیدُهُ ثُمَّ إِلَیْهِ تُرْجَعُونَ > [39]
”خدا هی نے مخلوقات کو پہلی بار پیدا کیا پهر وهی دوباره (پیدا) کرے گا پهر تم سب لوگ اسی کو لوٹا ئے جاؤگے “۔
۲۔ < فَسَیَقُولُونَ مَنْ یُعِیدُنَا قُلْ الَّذِی فَطَرَکُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ> [40]
”تو یہ لوگ عنقریب هی تم سے پوچهیں گے کہ بهلا همیں دوباره کون زنده کرے گا تم کہدو کہ وهی (خدا) جس نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا“۔
۳۔ [41]
”جس طرح هم نے (مخلوقات کو)پہلی بار پیدا کیا تها (اسی طرح)دوباره (پیدا) کر چهوڑیں گے (یہ وه)وعده (هے جس کا کرنا)هم پرلازم هے اور هم اسے ضرور کرکے رهیں گے“۔
شباہت کی دوسری قسم: قرآن کریم بہت سی آیات[42] مینقیامت کے اثبات کو شباہت کے طریقہ پر محسوس اور مشاہده کے طور پر دوباره زندگی پر تاکید کی هے ، جو مرده زمین کو دوباره حیات دینا هے، زمین سے سبزه پیدا کیا هے جبکہ وه خشک اور بے جان هوچکی تهی، اور موسم سرما میں مرده هوچکی تهی، اسی طرح روز قیامت میں دوباره زندگی میں شباہت پائی جاتی هے جیسا کہ ارشاد قدرت هوتا هے:
أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَیِّتٍ فَأَنزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ کُلِّ الثَّمَرَاتِ کَذَلِکَ نُخْرِجُ الْمَوْتَی لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُونَ > [43]
”اور وهی تو وه (خدا) هے جو اپنی رحمت (ابر) سے پہلے خوش خبری دینے والی هواؤں کو بهیجتا هے یہاں تک کہ جب هوائیں (پانی سے بهرے)بوجهل بادلوں کو لے اڑیں تو هم نے ان کو کسی شہر کی طرف (جو پانی کی نایابی سے گویا)مرچکا تها ہنکادیا پهر هم نے اس سے پانی برسایا پهر هم نے اس سے ہر طرح کے پهل (زمین سے)نکالے هم یونهی (قیامت کے دن زمین سے) مردوں کو نکالیں گے تاکہ تم نصیحت و عبرت حاصل کرو“۔
قارئین کرام! یہ دونوں آیتیں عقل کے لئے یہ بات ثابت کرتی هیں کہ دو مشابہ چیزوں کا حکم ایک جیسا هوتا هے، جب مرده زمین کو زندگی مل سکتی هے تو پهر مرده انسان بهی دوباره زنده کیا جاسکتا هے، اور دوسری چیزوں کو بهی زنده کیا جاسکتا هے۔
علامہ طباطبائی (رحمة الله علیہ)اپنی تفسیر میں تحریر کرتے هیں: آیہ شریفہ ” إِنَّ ذَلِکَ لَمُحْیِی الْمَوْتَی “ سے مراد زمین کے زنده هونے اور دوسرے مردوں کی زنده هونے میں شباہت پر دلالت هے، کیونکہ دونوں میں موت پائی جاتی هے یعنی زندگی کے آثار ختم هوجاتے هیں اور زندگی ان هی آثار کے ختم هونے کے بعد دوباره واپس آنے کا نام هے، اور جب زمین اور نباتات میں دوباره زندگی ثابت هوچکی هے تو پهر انسان اور غیر انسان کی حیات اور زندگی بهی انهیں کے مشابہ هے، اور”حکم الامثال فی ما یجوز و فی ما لایجوز واحد۔“(مشابہ اور ایک دوسرے کے مثل چیزوں کا حکم ممکن اور غیر ممکن میں ایک هوتا هے) پس جب ان بعض چیزوں میں دوباره زندگی ثابت هوگئی جیسے زمین اور نباتات تو پهر دوسری چیزوں کے لئے بهی یهی حکم ممکن اور ثابت هے۔[44]
قرآن کریم نے اسی معنی و مفهوم کی طرف اشاره کیا هے کہ انسان کی خلقت نباتات کی طرح هے اسی طرح اس کی دوباره زندگی بهی هے، ارشاد هوتا هے:
[45]
”اور خدا هی نے تم کو زمین سے پیدا کیا پهر تم کو اسی میں دوباره لے جائے گا اور (قیامت میں اسی سے)نکال کهڑا کرے گا “۔

۲۔برہان قدرت
جب خداوندعالم کی قدرت عظیم اور بے انتهاهے تو اس کی قدرت ہر مقدور شئے سے متعلق هوسکتی هے، اور خداکی یہ قدرت تمام چیزوں پر یکساں اور برابر هے چاهے وه کام آسان هو یا مشکل ، اور یهی بات اس آیت سے ظاهر هوتی هے:
قرآنی آیات دونوں طریقوں سے قیامت پر استدلال قائم کرتی هے ، کہ خدا کی قدرت عام اور لامحدود هے :

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

پہلی صورت: خداوندعالم نے بہت سی آیات[46] مینمعاد اور روز قیامت کے سلسلے میں اپنی اس قدرت کا اظہار کیا ھے جس میں اس بات کا اشارہ موجود ھے کہ جو ذات گرامی عدم سے وجود عطا کرنے میں قدرت رکھتی ھے، اس کے لئے ان کو دوبارہ پلٹانا آسان ھے، ارشاد ھوتا ھے:
[47]
”بس کیا ان لوگوں نے اس پر غور نہیں کیاکہ خداکس طرح مخلوقات کو پہلے پہل پیدا کرتا ھے اور پھر اس کو دوبارہ پیدا کرے گا یہ تو خدا کے نزدیک بہت آسان ھے (اے رسول ان لوگوں سے)تم کہدو کہ ذراروئے زمین پر چل پھر کر دیکھو تو کہ خدا نے کس طرح پہلے پہل مخلوق کو پیدا کیا پھر(اسی طرح وھی)خدا (قیامت کے دن)آخری پیدائش پیدا کرے گابیشک خدا ہر چیز پر قادر ھے “۔
قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ دونوں مذکورہ آیتیں انسان کو خلقت میں غور و فکر کرنے پر تحریک کرتی ھیں تاکہ انسان کی عقل اپنے خالق اور مدبر کی معرفت میں استقلال اور اطمینان پیدا کرلے، اور انسان یہ سمجھ لے کہ خدا کی قدرت کے سامنے معاد کی ضرورت ھے کیونکہ خدا کی قدرت بے انتهاھے، جیسا کہ قرآن مجید کی دوسری متعدد آیات میں اس بات پر زور دیا گیا ھے، ارشاد ھوتا ھے:
[48]
”بھلا جس نے پیدا کیا وہ بے خبر ھے اور وہ تو بڑا باریک بینواقف کار ھے“۔
نیز ارشاد ھوتا ھے:
< نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ فَلَوْلاَتُصَدِّقُونَ > [49]
”تم لوگوں کو (پہلی بار بھی)ھم ھی نے پیدا کیا ھے پھر تم (دوبارہ کی) کیوں نہیں تصدیق کرتے“۔
یہاں تک کہ ارشاد ہوا:
[50]
”اور تم نے پہلی پیدائش توسمجھ ھی لی ھے (کہ ھم نے کی)پھر تم غور کیوں نہیں کرتے‘ ‘۔
یہ بات ظاہر ھے کہ انسان پہلی خلقت کا علم رکھتا ھے، اور یہ بھی جانتا ھے کہ اسی ذات نے اس کو پیدا کیا ھے اور اس کو اسی کے لحاظ سے قدرت دی ھے اور اس کے امور کی تدبیر کرتا ھے، وھی اللہ تمام مخلوقات کا خالق ھے، اس کے علاوہ کوئی اس کا خالق و مدبر نہیں ھے، ارشاد الٰھی ھوتا ھے:
< قُلْ ہَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ>[51]
”(اے رسول ان سے)پوچھو کہ تم نے جن لوگوں کو (خدا کا) شریک بنایا ھے کوئی بھی ایسا ھے جو مخلوقات کو پہلی بار پیدا کرے پھر ان کو (مرنے کے بعد)دوبارہ زندہ کرے“۔
نیز ارشاد قدرت ھوتا ھے:
[52]
”(ہائیں)کیوں کر تم خدا کا انکار کر سکتے ھوحالانکہ تم (ماؤنکے پیٹ میں)بے جان تھے تو اسی نے تم کو زندہ کیاپھر وھی تم کو مارڈالے گاپھر وھی تم کو (دوبارہ قیامت میں)زندہ کرے گاپھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤگے“۔
قارئین کرام! مذکورہ آیات کے پیش نظر یہ بات واضح ھوجاتی ھے کہ قدرت خدا کی نسبت پہلی اور دوسری زندگی کے بارے میں ایک جیسی ھے وہ کسی کام کرنے سے عاجز نہیں ھے اور نہ اس کے لئے کوئی کام کرنا مشکل ھے اور نہ ھی وہ کسی کام سے تھکتا ھے، ارشاد ھوتا ھے:
[53]
”کیا ھم پہلی بار پیدا کرکے تھک گئے ھیں (ہر گز نہیں) مگر یہ لوگ از سر نو(دوبارہ) پیدا کرنے کی نسبت شک میں پڑے ھیں“۔
اور یہ بات بھی واضح ھوجاتی ھے کہ خلق اول اور خلق جدید کے بارے میں قدرت خدا امکان اور وقوع کے لحاظ سے نفس واحد ہ کی خلقت کی طرح ھے، ارشاد پروردگار ھوتا ھے:
[54]
”تم سب کا پیدا کرنا اور پھر (مرنے کے بعد)جلا اٹھانا ایک شخص کے (پیدا) کرنے اور جلااٹھانے کے برابر ھے“۔
لہٰذا خدا کے لئے کوئی کام کرنا مشکل اور سخت نہیں ھے، یہ دلیل انسان کے لئے عقیدہ معاد کو ثابت کردیتی ھے اور اس کی تصدیق کا باعث بنتی ھے،(نیز انسان کے ایمان میں اضافہ کردیتی ھے)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

دوسری صورت: خداوندعالم نے قیامت کے بارے میناپنی قدرت کو خلقت زمین و آسمان کی خلقت پر مرتب کیا ھے یعنی جس خدا نے زمین و آسمان کو خلق کیا ھو اس کے لئے دوبارہ پلٹانا کوئی مشکل کام نہیں ھے، جیسا کہ ارشاد ھوتا ھے:

< وَقَالُوا أَءِ ذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَءِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللهَ الَّذِى خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ> [55]

”اور کہنے لگے کہ جب ھم (مرنے کے بعدسڑگل کر)ہڈیاں ریزہ ریزہ ھوجائیں گے تو کیا پھر ھم از سر نو پیدا کرکے اٹھائے جائیں گے،کیا ان لوگوں نے اس پر بھی نہیں غور کیا کہ وہ خدا جس نے سارے آسمان و زمین بنائے اس پر بھی (ضرور) قادر ھے کہ ان کے ایسے آدمی پیدا کرے“۔

نیز ارشاد ھوتا ھے:

< أَوَلَيْسَ الَّذِى خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَى وَہُوَ الْخَلاَّقُ الْعَلِيمُ # إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَہُ كُنْ فَيَكُون> [56]

”(بھلا) جس خدانے سارے آسمان اور زمین پیدا کئے کیا وہ اس پر قابو نہیں رکھتا کہ ان کے مثل دوبارہ پیدا کر دے ہاں(ضرورقدرت رکھتاھے)اور وہ تو پیدا کرنے والا واقف کار ھے اس کی شان تو یہ ھے کہ جب کسی چیز کو (پیدا کرنا) چاہتا ھے تو وہ کہہ دیتا ھے کہ ھو جا تو (فوراً)ھو جاتی ھے“۔

ایضاً ارشاد رب العزت ھوتا ھے:

< أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللهَ الَّذِى خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْىَ بِخَلْقِہِنَّ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِىَ الْمَوْتَى بَلَى إِنَّہُ عَلَى كُلِّ شَىْءٍ قَدِير> [57]

”کیاان لوگوں نے یہ نہیں غور کیا کہ جس خدا نے سارے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے ذرا بھی تھکا نہیں وہ اس بات پر قادر ھے کہ مردوں کو زندہ ناکرپائے گا ہاں(ضرور)وہ یقینا ہر چیز پر قادر ھے“۔

قارئین کرام! اگر ھم زمین و آسمان کی خلقت پر غور و فکر کریں تو روز قیامت پر ھمارے ایمان میں اضافہ ھوجائے گا، کیونکہ زمین و آسمان کی خلقت اتنی عظیم ھے(جیسا کہ اس عظیم وسعت، عجائبات، چھوٹے چھوٹے نظام جن کو دیکھ کر انسان ”انگشت بدندان“ ھوجاتا ھے اور انسان ان میں ایک ذرہ ھے) تو پھر اس زمین و آسمان کا خلق کرنے والا روز قیامت دوبارہ انسان کو کیسے زندہ نہیں کرسکتا؟! کیونکہ زمین و آسمان کی خلقت کے سامنے انسان کی خلقت بہت ھی آسان ھے، ارشاد الٰھی ھوتاھے:

[58]

”سار ے آسمان و زمین کا پیدا کرنا لوگوں کے پیدا کرنے کی بہ نسبت یقینی بڑا (کام ھے) مگر اکثر لوگ (اتنابھی)نہیں جانتے“۔

نیز ارشاد ھوتا ھے:

[59]

”بھلا تمہارا پیدا کرنا زیادہ مشکل ھے ،یا آسمان کا کہ اسی نے اس کو بنایا اس کی چھت کو خوب اونچا رکھا ۔۔۔۔۔اور اس کے بعد زمین کو پھیلایا “۔

یہاں پر قرآن مجید ان جاہل لوگوں کا جواب دیتا ھے جو قیامت کے منکر تھے اور معاد کو بعید از عقل سمجھتے تھے، کہتے تھے: < وَقَالُوا أَءِ ذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَئِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا -> [60] (”اور یہ لو گ کہتے ھیں کہ جب ھم (مر نے کے بعد سڑ گل کر) ہڈیاں رہ جائیں گے اور ریزہ ریزہ (ھو جائیں گے)تو کیا از سر نو پیدا کر کے اٹھا جائیں گے“) تو خداوندعالم نے اپنی قدرت مطلقہ کا ذکر کرتے ھوئے ان کے اس نظریہ کو ردّ کرتے ھوئے فرمایا:

< قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا أَوْ خَلْقًا مِمَّا يَكْبُرُ فِى صُدُورِكُم> [61]

”(اے رسول)تم کہدو کہ تم (مرنے کے بعد)چاھے پتھر بن جاؤ یا لوھایا کوئی اور چیز جو تمہارے خیال میں بڑی سخت ھو“۔

خدا نے ان کو پتھر یا لوھایا ان کے خیال میں سخت سے سخت چیز بن جانے کا حکم دیا یعنی جو چاھوبن جاؤ لیکن خداوندعالم تم کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرلے گا، اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ھے کہ خدا کی قدرت مطلق اور بے پناہ ھے، اس کے لئے کوئی مشکل نہیں ھے چاھے تم گل سڑکر مٹی بن جاؤ یا پتھر اور لوھابن جاؤ وغیرہ۔[62]

۳۔ برہان حکمت

بے شک خداوند عالم اپنے کاموں میں حکیم ھے (یعنی اس کے تمام کام حکمت کے تحت اور حساب و کتاب کی بنا پر

ھوتے ھیں) اور اس کے تمام کام چاھے عالم تکوینی میں ھوں یا عالم تشریعی میں؛ ان تمام کو حکمت کے تحت اور ہدف کے ساتھ انجام دیتا ھے، یہ عجیب نظام کائنات اپنے چھوٹے سے کام میں بھی خاص مقصد کے تحت حرکت کرتا ھے، اور اپنے بہترین نتیجہ کو حاصل کرتا ھے، اسی طرح عالم تشریع میں بھی تمام چھوٹی بڑی چیزیں حکمت الٰھی کے تحت ھوتی ھیں جن میں لغو اور بے فائدگی کا کوئی شائبہ نہیں ھوتا، چنانچہ خداوندعالم فرماتا ھے:

[63]

”تو کیا تم یہ خیال کرتے ھو کہ ھم نے تم کو(یونھی)بیکار پیدا کیا اور یہ کہ تم ھمارے حضور میں لوٹا کر نہ لائے جاؤگے“۔

نیز ارشاد ھوتا ھے:

[64]

”اور ھم نے آسمان اور زمین اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان ھیں بیکار نہیں پیدا کیا یہ ان لوگوں کا خیال ھے جو کافر ھو بیٹھے تو جو لوگ دوزخ کے منکر ھیں ان پر افسوس ھے“۔

ایضاً ارشاد ھوا:

< أَیَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَنْ یُتْرَکَ سُدیً > [65]

”کیاا نسان یہ سمجھتا ھے کہ وہ یوں ھی چھوڑ دیا جائے گا “۔

قارئین کرام! اس برہان کو قیاس کی شکل میں بھی بیان کیا جاسکتا ھے، جس کے دو مقدمے ھیں:

۱۔ خداوندعالم صاحب حکمت ھے۔

۲۔ صاحب حکمت کوئی بے ھودہ اور بے فائدہ کام نہیں کرتا۔

پس ان دونوں مقدموں کو ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ھے کہ خداوندعالم کوئی عبث اوربے ھودہ کام نہیں کرتا، اب اگر انسان کے لئے معاد نہ ھو تو اس کا خلق کرنا عبث اور بے فائدہ ھے، جبکہ خدا کی حکمت کا تقاضا یہ ھے کہ اس کا کوئی کام عبث اور بے ھودہ نہ ھو، لہٰذا ضروری ھے کہ انسان روز قیامت پلٹایا جائے، تاکہ وہاں پر حکمت الٰھی ظاہر ھوسکے۔

اوراگر انسان موت کے بعد نابود ھوجائے، اور اس کے بعد اس کے لئے کوئی دوسری دنیائے آخرت نہ ھو جہاں پر وہ سعادت و شقاوت کی زندگی گزارے تو پھر اس دنیا میں اس کی خلقت بے فائدہ ھوجائے گی، کیونکہ جب کسی کام کا کوئی فائدہ اور عقلائی ہدف نہ ھو تو وہ کام عبث اور بے ھودہ ھوتا ھے، لہٰذا فائدہ اور ہدف مرتب کرنے کی خاطر معاد کا ھونا ضروری ھے، کیونکہ اگر انسان موت کے بعد معدوم ھوجائے تو اس کامطلب یہ ھے کہ اس کی خلقت کا ہدف اور مقصد صرف یھی چند روزہ مشکلات و مصائب کی دنیا تھی ، اور اس زندگانی سے خداوندعالم صرف حیات دے کر مارنا چاہتا ھے، اورحیات و زندگی اسی طرح کرتا رھے اور اس کے کاموں کا کوئی مقصد نہ ھو !! واقعاً اس چیز کو کوئی بھی عاقل انسان قبول نہیں کرسکتا، تو پھر صاحب حکمت و جلال والی ذات اس کام کو کیونکر قبول کرسکتی ھے، کیونکہ خدا وندعالم کی حکمت سے کوئی بے ھودہ اور باطل کام سرزد نہیں ھوتا، تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً۔

لہٰذا مذکورہ گفتگو کے پیش نظر یہ بات ثابت ھوجاتی ھے کہ عالم آخرت اور قیامت کا ھونا ضروری ھے جس میں انسان کی خلقت کا ہدف واضح ھوجائے، یہ وھی عالم ھے جس کو ”عالم بقا“(اور قرآن کی)اصطلاح میں”حَیوَان“ کھاجاتا ھے، ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

< وَمَا ہَذِہِ الْحَیَاةُ الدُّنْیَا إِلاَّ لَہْوٌ وَلَعِبٌ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَہِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ کَانُوا یَعْلَمُونَ> [66]

”اور یہ دنیا وی زندگی تو کھیل تما شے کے سوا کچھ نہیں اور اگر یہ لوگ سمجھیں بوجھیں تواس میں شک نہیں کہ ابدی زندگی(کی جگہ) تو بس آخرت کا گھر ھے “۔

یہاں پر ھم ایسی قرآنی آیات پیش کرتے ھیں جو اس چیز کی تاکید کرتی ھیں کہ اس دنیا کی خلقت کی حکمت و مصلحت کے پیش نظر عالم آخرت اور قیامت کا ھونا ضروری ھے، ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

[67]

”کیا ان لوگوں نے اپنے دل میں(اتنا بھی) غور نہیں کیا کہ خدا نے سارے آسمان اور زمین کو اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان میں ھیں بس بالکل ٹھیک اور ایک مقررمیعاد کے واسطے خلق کیا ھے اور کچھ شک نہیں کہ بہتیرے لوگ تواپنے پروردگار (کی بارگاہ)کے حضور (قیامت) ھی کو کسی طرح نہیں مانتے “۔

نیز ارشاد ھوتا ھے:

< وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا لَاعِبِینَ مَا خَلَقْنَاہُمَا إِلاَّ بِالْحَقِّ وَلَکِنَّ أَکْثَرَہُمْ لاَیَعْلَمُونَ إِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیقَاتُہُمْ أَجْمَعِینَ>

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

[68]
”اور ھم نے سارے آسمان و زمین اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان مینھیں ۔ ان کو کھیل تماشا کرنے کے لئے نھیں بنایا ان دونوں کو ھم نے بس ٹھیک (مصلحت سے)پیدا کیا مگر ان میں کے بہتیرے لوگ نھیں جانتے بیشک فیصلہ (قیامت)کا دن ان سب (کے دوبارہ زندہ ھونے)کا مقرر وقت ھے“۔

۴۔ برہان عدالت

۱۔ انسان کے لئے فرائض کا ھونا وجود قیامت کا اقتضاء کرتا ھے:

واضح رھے کہ خداوندعالم نے انسان کے لئے اس دنیا کو امتحان گاہ [69]اور آزمائش کی جگہ قرار دیا ھے، اس نے جہاں انسان کو جنبہ خیر عنایت کیا وھیں اس کو جنبہ شر بھی دیا ھے تاکہ وہ اس کے ذریعہ امتحان دے سکے، اس کے ساتھ ساتھ خداوندعالم نے اس انسان کو عقل بھی عنایت کی ھے جس سے وہ اچھائی اور برائی کے درمیان امتیاز پیدا کرسکے، اس کے علاوہ خدا نے انبیاء اور مرسلین کو بھی بھیجا تاکہ خیر و شرّ کے راستہ کو معین کردیں، اس کے بعد خداوندعالم نے حق کی پیروی کو واجب قرار دیا اور شرّ اور برائی سے پرھیز کر نے کا حکم دیدیا، اس کے بعد انسان کو ارادہ و اختیار دیاتاکہ وہ اپنے ارادہ سے نیکیوں یا برائیوں کے انجام دینے پر عقاب و ثواب مستحق ھو سکے، ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

[70]
”جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کام میں سب سے اچھا کون ھے “۔

ایضاً:

[71]
”اور دکھ (دونوں طرح)سے آزمایا تاکہ وہ (شرارت سے)باز آجائیں“۔

نیز ارشاد ھوتا ھے:

[72]
”اور ھم تمھیں مصیبت و راحت میں امتحان کی غرض سے آزماتے ھیں اور (آخر کار) ھماری ھی طرف لوٹائے جاؤ گے “۔

اسی بنا پر دنیاوی زندگانی میں مختلف قسم کی پریشانیاں اور سختیاں، بیماری، صحت ، مالداری اور غربت اور برائیوں کا رجحان اور نیکیوں سے بے رغبتی پائی جاتی ھے، یہ امتحان اور آزمائش ھے، اوریہاںپر کوئی ایسی چیز نھیں ھے جو جزا یا سزا بن سکے، اور چونکہ فرائض اور واجبات کا ھونا اس بات کا تقاضا کرتا ھے کہ اس کے لئے جزا یا سزا ھو اسی لئے روز قیامت کا ھونا ضروری ھے تاکہ نیکی انجام دینے والوں کو نیک جزا دی جائے اور برائی کرنے والوں کو سزا دی جائے، اور اگر ایسا نہ ھو تو پھر فرائض اور واجبات کا کوئی فائدہ نھیں ھوگا اور واجبات و تکالیف لغو و بےکار ھوجائےں گے۔

اس سلسلہ میں علامہ فاضل مقداد ۺکہتے ھیں: اگر روز قیامت کا عقیدہ صحیح اور حق نہ ھو تو پھر واجبات و فرائض کا وجود قبیح اور بُرا ھوگا، اور واجبات و فرائض قبیح نھینھیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ عقیدہ قیامت بھی صحیح اور حق بجانب ھے کیونکہ فرائض اور تکالیف ایک مشقت اور کلفت ھے، پس مشقت بغیر معاوضہ(اور بدلہ) کے ظلم ھے، اور یہ بدلہ فرائض کی ادائیگی کے وقت نھیں ھے، تو اس کے لئے دوسرے جہان کا ھونا ضروری ھے تاکہ انسان کو اپنے اعمال کا بدلہ مل سکے، ورنہ تو واجبات اور محرمات کا معین کرنا ظلم ھوجائے گا، جو قبیح اور بُرا ھے، خدا ظلم سے پاک و پاکیزہ ھے۔[73]

۲۔ وجود قیامت ،عدل الٰھی کا تقاضا ھے

علامہ نصیر الدین طوسیۺ صاحب قیامت کو ثابت کرنے کے لئے کہتے ھیں:”وعدۂ (خدا) اور اس کی حکمت کا تقاضا یہ ھے کہ قیامت کا وجود ھو“۔ اس جملہ کی شرح میں علامہ حلی ۺ فرماتے ھیں: ”چونکہ خداوندعالم نے انسان سے ثواب و جزا کا وعدہ کیا ھے اسی طرح عذاب کا بھی وعدہ کیا ھے، تو اس صورت میں قیامت کا ھونا ضروری ھے تاکہ خداوندعالم اپنے وعد و وعید پر وفا کرے۔“[74]

کیونکہ اس بات میں کسی بھی انسان کو کوئی شک و شبہ نہیں ھے کہ انسان اس چند روزہ زندگی میں اپنے اعمال کی جزا یا سزا تک نہیں پہنچتا، لہٰذا وہ متدین افراد جنھوں نے اپنی عمر عبادت و بندگی میں گزاردی ھواور معاشرہ کی فلاح و بہبودی کے لئے زحمت اٹھائی ھو ، اس سلسلہ میں مشکلات، سختیاں اور پریشانیاں برداشت کی ھوں ، تو کوئی بھی حکومت اس کے اعمال کی جزا اور ثواب نہیں دے سکتی، اسی طرح انسانیت پر بڑے بڑے ظلم و ستم کرنے والے مجرمین کو جنھوں نے دوسروں پر ظلم و ستم کی وجہ سے اس دنیا میں مزے اڑائے ھوں ،بعض اوقات تو مجرم غائب ھوجاتے ھیں اور اگر گرفتار بھی کرلئے جائیں تو ان کی سزا ان کے جرائم سے بہت کم ھوتی ھے، مثلاً اگر اس نے پچاس انسانوں کا خون بہایا ھو تو اگر اس کی سزا میں اس کو سولی بھی دی جائے تو ایک انسان کا بدلہ ھوا ھے، اور باقی جرائم کا بدلہ باقی ھے، لہٰذا اس دنیا میں کوئی ایسی طاقت نہیں ھے جو اس کے تمام جرائم کی سزا دے سکے۔

لیکن جب انسان مرجاتا ھے اور ظالم و مظلوم، صالح اور مفسد بغیر عادلانہ ثواب و عقاب کے قبروں کے حوالے کردئے جاتے ھینیعنی نیکی کرنے والوں کو ثواب نہیں ملتا اور ظلم و ستم کرنے والوں کو درد ناک عذاب نہیں ملتا، پس یہ چیز اس وعدۂ الٰھی کے خلاف ھے جس کی بنا پر نیکی کرنے والوں اور ظلم و ستم کرنے والوں کے درمیان فرق قائم کرے اور نیک افراد کو ثواب دے اور برے لوگوں کو عذاب دے، اور چونکہ یہ کام اس دنیا میں نہیں ھوتا ھے لہٰذا ایک ایسی عدالت (قیامت) کا ھونا ضروری ھے جہاں پر خدا کا وعدہ عملی طور پر پورا ھو، اور انبیاء، اولیاء ، شہداء اور خدا کے نیک بندوں کے ساتھ کیا ھوا خدا کا وعدہ صادق ھو، اور ظالمین و مفسدین سے انتقام لیا جائے۔

چنانچہ قرآن کریم نے اس دلیل کو وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا ھے، ان لوگوں کے مقابلہ میں جو نیک اور برے افراد کو برابر سمجھتے تھے:

۱۔ جن آیات میں گناہگار اور اطاعت کرنے والوں میں روز قیامت فرق کیا جائے گا تاکہ ثواب و عذاب ، وعد و وعیدمحقّق ھو، اور یہ سب کچھ عدل الٰھی کا تقاضا ھے۔

ارشاد رب العزت ھوتا ھے:

< إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا وَعْدَ اللهِ حَقًّا إِنَّہُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَہُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ > [75]

”تم سب کو (آخر) اسی کی طرف لوٹنا ھے خدا کا وعدہ سچا ھے وھی یقینا مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کرتا ھے پھر (مرنے کے بعد)وھی دوبارہ زندہ کرے گا تاکہ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے اچھے کام کئے ان کو انصاف کے ساتھ جزائے خیر عطا فرمائے گا ۔ اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے لئے ان کے کفر کی سزامیں پینے کو کھولتا ھوا پانی اور دردناک عذاب ھوگا“۔

نیز ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

[76]

”اور جس نے دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی اس کا ٹھکانا تو یقینا دوزخ ھے ۔مگر جو شخص اپنے پرور دگار کے سامنے کھڑے ھونے سے ڈرتا اور جولوگوں کونا جائز خواہشوں سے روکتا رھاتو اس کا ٹھکا نا یقینا بہشت ھے “۔

۲۔ جن آیات میں دونو ں کے برابر ھونے کو استفہام انکاری کے ذریعہ بیان کیا گیا ھے :

ارشاد پروردگار ھوتا ھے:

[77]

”تو کیا جو شخص ایمان دار ھے اس شخص کے برابر ھو جائے گا جو بدکار ھے(ہر گز نہیں یہ دونوں) بر ابر نہیں ھوسکتے“۔

نیز خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:

[78] >

”کیا جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور (اچھے اچھے) کام کئے ان کو ھم ان لوگوں کے برابر کردیں جو روئے زمین میں فساد پھیلایا کرتے ھیں ۔یا ھم پرھیزگاروں کو مثل بدکاروں کے بنادیں“۔

ایضاً:

[79]

”جو لوگ برے کام کرتے ھیں کیا وہ یہ سمجھتے ھیں کہ ھم انھیں لوگوں کے برابر کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اچھے کام بھی کرتے رھے اور ان سب کا جینا مرنا ایک ساں ھوگا یہ لوگ (کیا) برے حکم لگاتے ھیں “۔
< إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ>[80]
”بیشک پر ھیز گار لوگ اپنے پروردگار کے ہاں عیش و آرام کے باغوں میں ھوں گے ۔تو کیا ھم فرنبرداروں کو نافرمانوں کے برابر کر دیں گے (ہرگزنہیں)تمھیں کیا ھوگیا ھے تم کیسا حکم لگاتے ھو“۔

----

[1] سورۂ بقرة آیت۱۷۷۔
[2] سورۂ مائدہ آیت ۶۹۔
[3] سورۂ آل عمران آیت۹۔
[4] سورہ ٔ نساء آیت۸۷۔
[5] سورۂ نحل آیت ۸ ۳ ۔
[6] سورۂ سباء آیت۳۔
[7] ھم یہاں پر صرف ان آیات کی طرف اشارہ کرتے ھیں تفصیل کے لئے کتاب ”الرجعة “،نشر مرکز الرسالة ص۱۸ ۔۲۶، پر رجوع کیجئے جس میں آیات کی تفسیر کے سلسلہ میں احادیث بھی بیان کی گئی ھےں۔
[8] سورۂ بقرہ آیت۲۴۳۔
[9] سورۂ بقرہ آیت۲۵۹۔
[10] سورۂ بقرہ آیت۵۵۔۵۶۔
[11] سورۂ بقرہ آیت۷۲۔۷۳۔
[12] سورۂ بقرہ آیت۲۶۰۔
[13] سورۂ انعام آیت۱۳۰۔
[14] سورۂ زمر آیت۷۱۔
[15] سورۂ نوح آیت۱۷۔۱۸۔
[16] سورۂ انعام آیت۱۵۴۔
[17] سورۂ غافر آیت۲۷۔
[18] سورۂ آل عمران آیت۵۵۔
[19] سورۂ یٰس آیت۱۲۔
[20] سورۂ زخرف آیت۸۰۔
[21] سورۂ ق آیت۱۶۔۱۸، ایضاً رجوع کریں:سورۂ یونس آیت۲۱،سورہ اسراء آیت۱۴،سورہ قمر آیت ۵۲،۵۳،وانفطار آیت۱۲،۱۰۔
[22] سورۂ جاثیة آیت۲۹،۲۸۔
[23] سورۂ کہف آیت۴۹۔
[24] سورۂ جاثیة آیت۲۴۔
[25] سورۂ نجم آیت۲۸۔
[26] سورۂ نمل آیت۶۴۔
[27] ھم انشاء اللہ بعض اعتراضات کو مع جواب تیسری فصل میں بیان کریں گے۔
[28] سورۂ یٰس آیت۸۰،۷۹۔
[29] الا عتقادات ، شیخ صدوق :۶۴مؤ تمر شیخ مفید ۔قم ،بحا رالانوار /علامہ مجلسی۴۷:۷ /۳۱و۱۰۳/۱۳۔
[30] بحا رالانوار /علامہ مجلسی۷:۴۰/۱۱۔
بحار الانوار ج ۷ ص ۴۰ حدیث ۱۱۔
[31] نہج البلاغہ صبحی الصالح :۱۶۱۔خطبہ نمبر ۱۰۹۔
[32] نہج البلاغہ صبحی الصالح :۱۴۷۔خطبہ نمبر۱۰۲۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

[33] بحا رالانوار /علامہ مجلسی۴۲:۱۴/۷/۴۲،حق الیقین /عبد اللہ شبر ۲:۵۴۔
[34] ضروریات دین ان چیزوں کو کھاجاتا ھے جن پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ھو کہ یہ جز دین ھیں اور ان کے انکار سے انسان دین سے خارج ھوجاتا ھے۔ (مترجم)
[35] دیکھئے :بحا رالانوار /علامہ مجلسیش۴۷:۴۸/۷/۴۷،حق الیقین /عبد اللہ شبر ۲:۳۷۔۳۸۔
[36] کشف المراد ،علامہ حلی :۴۲۴۔انتشارات شکوری ۔قم۔
[37] سورۂ حج آیت ۵،۶۔
[38] سورۂ روم آیت۲۷۔
[39] سورۂ روم آیت ۱۱۔
[40] سورۂ اسراء آیت۵۱۔
[41] سورۂ الانبیاء آیت۱۰۴۔
[42] < یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنْ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنْ الْحَیِّ وَیُحْیِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا وَکَذَلِکَ تُخْرَجُونَ >(سورۂ روم آیت ۱۹)
”وھی زندہ کو مردہ سے نکالتا ھے اور وھی مردہ کو زندہ سے پیدا کرتاھے اور زمین کو مرنے (پڑتی ھونے) کے بعد زندہ (آباد)کرتا ھے اور اسی طرح تم لوگ بھی(مرنے کے بعد) نکالے جاؤگے “۔

(سورۂ فاطر آیت۹)
”اور خدا ھی وہ (قادر و توانا) ھے جو ھواؤں کو بھیجتا ھے تو ھوائیں بادلوں کو اڑا ئے لئے پھرتی ھیں ،پھر ھم اس بادل کو مردہ (افتادہ)شہر کی طرف ہنکادیتے ھیں پھر ھم اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد شاداب کرتے ھیں یونھی (مردوں کو قیامت میں) جی اٹھنا ھوگا“۔
< وَمِنْ آیَاتِہِ أَنَّکَ تَرَی الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَیْہَا الْمَاءَ اہْتَزَّتْ وَرَبَتْ إِنَّ الَّذِی أَحْیَاہَا لَمُحْیِی الْمَوْتَی إِنَّہُ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ> (فصلت ۳۹)
”اس کی(قدرت کی)نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ھے کہ تم زمین کو خشک و بے گیاہ دیکھتے ھو پھر جب ھم اس پر پانی برسادیتے ھیں تو لہلہانے لگتی ھے اور پھول جاتی ھے جس(خدا) نے (مردہ)زمین کو زندہ کیا وہ لقیناً مردوں کوجلائے گا وہ ہر چیز پر قادر ھے“۔
< فَانظُرْ إِلَی آثَارِ رَحْمَةِ اللهِ کَیْفَ یُحْیِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا إِنَّ ذَلِکَ لَمُحْیِی الْمَوْتَی وَہُوَ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ> [42]
”غرض خدا کی رحمت کے آثار کی طرف دیکھو تو کہ وہ کیونکر زمین کو اس کی پڑتی ھونے کے بعد آباد کرتا ھے۔بیشک یقیناوھی مردوں کا زندہ کرنے والا اور وھی ہر چیز پر قادر ھے“۔
نیز ارشاد قدرت ھوتا ھے:

(سورۂ زخرف آیت۱۱۔)
”اور جس نے ایک(مناسب)اندازے کے ساتھ آسمان سے پانی بر سایا پھر ھم ھی نے اس کے ذریعہ سے مردہ (پڑتی)شہر کو زندہ(آباد)کیا اسی طرح تم بھی (قیامت کے دن قبروں سے) نکالے جاؤگے“۔
< رِزْقًا لِلْعِبَادِ وَأَحْیَیْنَا بِہِ بَلْدَةً مَیْتًا کَذَلِکَ الْخُرُوجُ>
(سورۂ ق آیت۱۱۔)
”(یہ سب کچھ) بندوں کی روزی دینے کے لئے (پیدا کیا)اور پانی ھی سے ھم نے مردہ شہر (افتادہ زمین) کو زندہ کیا اسی طرح (قیامت میں مردوں کو نکلنا ھوگا“۔
[43] سورۂ اعراف آیت۵۷۔
[44] تفسیر المیزان ،مؤ سسہ الاعلمی،ج ۱۶ص۲۰۳، نیز رجوع فرمائینج ۱۷ص۲۱۔
[45] سورۂ نوح آیت۱۷،۱۸۔
[46]
(سورۂ یونس آیت۴)
”تم سب کو (آخر) اسی کی طرف لوٹنا ھے خدا کا وعدہ سچا ھے وھی یقینا مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کرتا ھے پھر (مرنے کے بعد)وھی دوبارہ زندہ کرے گا تاکہ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے اچھے کام کئے ان کو انصاف کے ساتھ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جزائے خیر عطا فرمائے گا ۔اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے لئے ان کے کفر کی سزائیں پینے کو کھولتا ہواپانی اور دردناک عذاب ہوگا“۔

< قُلْ ہَلْ مِنْ شُرَکَائِکُمْ مَنْ یَبْدَؤُاالْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیدُہُ قُلْ اللهُ یَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیدُہُ فَأَنَّا تُؤْفَکُونَ> (سورۂ یونس ۳۴)

”(اے رسول ان سے)پوچھو کہ تم نے جن لوگوں کو (خدا کا) شریک بنایا ہے کوئی بھی ایسا ہے جو مخلوقات کو پہلی بار پیدا کرے پھر ان کو (مرنے کے بعد)دوبارہ زندہ کرے (وہ توکیا جواب دیں گے) تمھیں کھو کہ خدا ھی پہلے بھی پیدا کرتاہے پھر وھی دوبارہ زندہ کرتا ہے تو کدھر تم الٹے چلے جا رہے ہو “۔

< أَمَّنْ یَبْدَؤُاالْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیدُہُ وَمَنْ یَرْزُقُکُمْ مِنْ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَءِ لَہٌ مَعَ اللهِ قُلْ ہَاتُوا بُرْہَانَکُمْ إِنْ کُنتُمْ صَادِقِینَ > (سورۂ نمل آیت۶۴)

”بھلا وہ کون ہے جو خلقت کو نئے سرے سے پیدا کرتا ہے پھر اسے دوبارہ (مرنے کے بعد)
پیدا کرے گاان لوگوں کو آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے (ہرگز نہیں اے رسول) تم ان مشرکین سے کہدو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو“۔

< اللهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیدُہُ ثُمَّ إِلَیْہِ تُرْجَعُونَ > (سورۂ روم آیت۱۱۔)

”خدا ھی نے مخلوقات کو پہلی بار پیدا کیا پھر وھی دوبارہ (پیدا) کرے گا پھر تم سب لوگ اسی کو لوٹائے جاؤگے“۔

< وَاللهُ أَنْبَتَکُمْ مِنْ الْأَرْضِ نَبَاتًا ثُمَّ یُعِیدُکُمْ فِیہَا وَیُخْرِجُکُمْ إِخْرَاجًا> (سورۂ نوح آیت۱۸،۱۷)

”اور خدا ھی نے تم کو زمین سے پیدا کیا پھر تم کو اسی میں دوبارہ لے جائے گا اور (قیامت میں اسی سے)نکال کھڑا کرے گا “۔

(سورۂ بروج آیت۱۳)

”اور وھی دوبارہ(قیامت میں)زندہ کرے گا“

[47] سورۂ عنکبوت آیت۲۰،۱۹۔

[48] سورۂ ملک آیت۱۴۔

[49] سورۂ واقعہ آیت۵۷۔

[50] سور ۂ واقعہ آیت۶۲۔

[51] سور ۂ یونس آیت۳۴۔

[52] سورۂ بقرة آیت۲۸۔

[53] سورۂ ق آیت۱۵۔

[54] سورۂ لقمان آیت۲۸۔

[55] سورۂ اسراء آیات ۹۸،۹۹۔

[56] سورۂ یٰس آیات ۸۱،۸۲۔

[57] سورۂ احقاف آیت۳۳۔

[58] سورۂ غافر آیت۵۷۔

[59] سورۂ نازعات آیت۲۷،۰۔

[60] سورۂ اسراء آیت۴۹۔

[61] سورۂ اسراء آیت۵۱۔

[62] دیکھئے المیزان ، علامہ طباطبائی ج۱ص۱۱۶۔

[63] سورۂ مومنون آیت۱۱۵۔

[64] سورۂ ص آیت۲۷۔

[65] سورۂ قیامت آیت۳۶۔

[66] سورۂ عنکبوت آیت۶۴۔

[67] سورۂ روم آیت ۸۔

[68] سورۂ دخان آیات ۳۸تا۴۰۔

[69] جیسا کہ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے : ”الدنیا مزرعة الآخرة“ (دنیا آخرت کی کھیتی ہے)۔(مترجم)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

[70] سورۂ ملک آیت۲۔
[71] سورۂ اعراف آیت۱۶۸۔
[72] سورۂ انبیاء آیت۳۵۔
[73] النافع یوم الحشر فی شرح الباب الحادی عشر ، / فاضل مقداد، ص ۸۶تا ۸۷، انتشارات زاہدی، اسی طرح علامہ حلی نے اپنے کتاب ”مناہج الیقین فی اصول الدین میں بیان کیا ہے۔
[74] کشف المراد فی شرح تجرید الاعتقاد/ علامہ حلی رحمۃ اللہ علیہ ص۴۳۱۔
[75] سورۂ یونس آیت۴۔
[76] سورۂ نازعات آیت۳۷،۴۱۔
[77] سورۂ سجدۃ آیت۱۸۔
[78] سورۂ ص آیت۲۸۔
[79] سورۂ جاثیۃ آیت۲۱۔
[80] سورۂ قلم آیت ۳۴ ، ۳۶۔

تیسری فصل

روح اور معاد کی حقیقت

گفتار اول: حقیقت روح اور اس کا مجرد ہونا

روح ایک پیچیدہ حقیقت ہے

یہ بات ایک مسلم حقیقت ہے کہ انسان تیری روح جو تیرے پہلو کے درمیان ہے وہ تجھ سے تمام اشیاء سے زیادہ قریب ہے اور تمام چیزوں کی نسبت تجھ سے زیادہ چسپیدہ ہے لیکن اس کے باوجود اس کی حقیقت معلوم نہیں ہے، عقل بشر اس کی حقیقت اور ماہیت کا پتہ لگانے سے عاجز ہے۔روح کے سلسلہ میں فلاسفہ اور متکلمین حضرات کے نظریات میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ روح ایک ”عرض“ ہے یا ”جوہر“[1]، اسی طرح روح کی پیدائش کے سلسلہ میں بھی اختلاف ہے کہ آیا یہ ”قدیم“ ہے یا ”حادث“، اسی طرح روح اور بدن میں کیا رابطہ ہے اور روح بدن کے کس حصہ میں رہتی ہے، اور آیا انسان کے مرنے کے بعد بھی روح ہمیشہ کے لئے باقی رہتی ہے، اور روح کی سعادت و خوشبختی یا بدبختی کی حقیقت کیا ہے؟ اس کے علاوہ اور دوسری بحثیں ہیں۔ [2]
قارئین کرام! ہم یہاں ان مختلف اقوال کو (اختصار کی بنا پر) بیان نہیں کرسکتے ہیں ، صرف روح کے معنی قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کرکے آگے بڑھتے ہیں، اور یہ بھی بیان کریں گے کہ ”روح“ماہیت مادہ اور اس کے صفات سے مجرد ہے، اور یہ روح مرنے اور جسم کے پارہ پارہ ہونے کے بعد ہمیشہ کے لئے مستقل ہوجاتی ہے، کیونکہ روح کی حقیقت سمجھنے کے لئے ان چیزوں کا بیان کرنا ضروری ہے:

روح ، قرآن و حدیث کی روشنی میں
بحد نہایت روح کے معنی کے سلسلے میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ”روح وہ شئ ہے جس کے ذریعہ جسم قائم رہتا ہے، اور احساس،حرکت اور ارادہ کی تقویت حاصل ہوتی ہے اور لغت میں اس کو مذکر اور مؤنث کھاگیا ہے۔ [3]

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

قرآن مجید کی مکی اور مدنی آیات میں اس معنی اور اس کے علاوہ دیگر معانی کی طرف اشارہ کیا گیا ھے، ھم ذیل میں معنی کی ترتیب سے قرآن میں بیان ھونے والے موارد کو ذکر کرتے ھیں ، اسی طرح احادیث میں بیان ھونے والے معنی کو بھی بیان کرتے ھیں:

۱۔ روح وہ چیز ھے جو زندگی کا سبب بنتی ھے جیسا کہ ارشاد رب العزت ھوتا ھے:

[4]

”تمہار ا پروردگار (اس سے) خوب واقف ھے) اور (اے رسول) تم سے لوگ روح کے بارے میں سوال کرتے ھیں تم (ان کے جواب میں)کہدو کہ روح (بھی) میرے پروردگار کے حکم سے (پیدا ھوئی ھے)اور تم کو بہت ھی تھوڑاسا علم دیا گیا ھے“۔

اس سلسلے میں مفسرین قرآن نے چند نظریات بیان کئے ھیں [5] جن میں سب سے واضح ترین نظریہ یہ ھے کہ روح وہ چیز ھے جس کے ذریعہ بدن قائم و باقی رہتا ھے ، اور اسی معنی پر قرآن و احادیث اہل بیت علیھم السلام سے تائید ملتی ھے۔ [6]

جیسا کہ ابو بصیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ھے کہ میں نے اس
آیتکے بارے میں سوال کیاکہ روح کیا چیز ھے؟ تو آپ نے فرمایا:وھی جو حیوانوں اور انسانوں میں ھوتی ھے؟ تو میں نے کہا: وہ کیا چیز ھے؟ تو آپ نے فرمایا:

”ھی من الملکوت من القدرة“۔ [7]

”یہ (روح) ملکوت کی قدرت سے ایک چیز ھے“۔

آیہ شریفہ کے سلسلے مینمفسرین قرآن نے متعدد معنی نقل کئے ھیں جن میں سے ھم چند اقوال بیان کرتے ھیں:

۱۔ پیغمبر اکرم (ص)سے روح کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آنحضرت نے اس آیت کے ذریعہ جواب دیا اور فرمایا کہ روح امر خدا کی قسم ھے ، اس کے بعد امر خدا کے بارے میں اس آیت کی تلاوت فرمائی:

< إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ>(۸۳) [8]

”اس کی شان تو یہ ھے کہ جب کسی چیز کو (پیدا کرنا) چاہتا ھے تو وہ کہہ دیتا ھے کہ ھوجا تو وہ(فوراً)ھوجاتی ھے تو وہ خدا (ہر نقص سے) پاک وصاف ھے جس کے قبضہٴ قدرت میں ہر چیز کی حکومت ھے اور تم لوگ اسی کی طرف لوٹ کر جاوٴگے “۔

پس معلوم یہ ھے ھوا کہ ”امر خدا“ملکوت کی قدرت میں سے ایک چیز ھے اور امر خدا یہ ھے کہ جب کسی چیز کے لئے کہتا ھے ”کُن“ (یعنی ”ھوجا“) تو وہ چیز ھوجاتی ھے،اور اس کو بغیر کسی دوسرے واسطوں کے جن کے ذریعہ کوئی چیز وجود میں آتی ھے، اور بغیر کسی زمان و مکان کی قید و شرط کے زندگی مل جاتی ھے ، اس بات پر خداوندعالم کا یہ فرمان دلالت کرتا ھے:

< وَمَا أَمْرُنَا إِلاَّ وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ> [9]

”اور ھمارا حکم تو بس آنکھ کے جھپکنے کی طرح ایک بات ھوتی ھے “۔

پس واضح یہ ھوا کہ آیہ کریمہ روح کی حقیقت کو امر خدا کی اقسام سے بیان کرتی ھے۔ [10] ۲۔ پیغمبر اکرم (ص)سے روح کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے اس آیت کے ذریعہ جواب دیا:< الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي ---> یعنی جس چیزسے خداوندعالم اپنے علم کے ذریعہ اثر کرتا ھے، اور کوئی شخص بھی اس روح کی حقیقت کو نھیں جانتا۔ [11]

۳۔ پیغمبر اکرم (ص)سے روح کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ روح
قدیم ھے یا حادث ھونے والی ھے تو آیت نے جواب دیا < الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي---> یعنی خدا کے فعل اور اس کی خلق ھے ، پس آنحضرت (ص)نے روح کو حادث مراد لیا، جو خدا کے فعل اور اس کی ایجاد ھے“۔ [12]

گزشتہ آیت میں کئے گئے روح کے معنی ،حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت خداوندعالم کے اس قول کے ھم معنی ھے:

< فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي> [13]

”تو جس وقت میں اس کو ہر طرح سے درست کر چکوں اور اس میں اپنی (طرف سے) روح پھونک دوں“۔

اسی طرح خداوندعالم حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ھے:

[14]

”تو ھم نے ان(کے پیٹ) میں اپنی طرف سے روح پھونک دی اور ان کو اور ان کے بیٹے (عیسیٰ)کو سارے جہان کے واسطے (اپنی قدرت کی)نشانی بنائی “۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

نیز ارشاد خداوندعالم ہوتا ہے:
< إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَ كَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَ رُوحٌ مِنْهُ> [15]
”مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح(نہ خدا تھے نہ خدا کے بیٹے پس) خدا کے ایک رسول اور اس کے ایک کلمہ(حکم)تھے جسے خدا نے مریم کے پاس بھیج دیا تھا (کہ حاملہ ہوجا)اور خدا کی طرف سے ایک جان تھے “۔
ان تمام آیات میں روح کے معنی ایک مخفی قدرت کے کئے گئے ہیں جس کے ذریعہ زندگی ملتی ہے، اور اسی روح کے ذریعہ موجودات میں حیات پیدا ہوتی ہے، بتحقیق خداوندعالم نے حضرت آدم و عیسیٰ (علیہما السلام) کی روح کو ذکر (نشانی) کے عنوان سے بیان کیاہے، کیونکہ ان دونوں انبیاء کی خلقت دوسری مخلوق کی نسبت کے علاوہ ہے، اور خداوندعالم نے ”روح“ کی اضافت اپنی طرف کی ہے ”رُوحِی“(یعنی میری روح) کہا، البتہ یہ اضافہ تشریفی ہے جس کے معنی ”کرامت، عظمت اور جلالت سے مخصوص“ کے ہیں، جیسا کہ خداوندعالم نے خانہ کعبہ کی اپنی طرف نسبت دی ہے، ارشاد ہوتا ہے: [16]
۲۔روح جناب جبرئیل کو بھی کھاجاتا ہے، ارشاد الٰھی ہوتا ہے:
[17]
”تو ہم نے اپنی روح (جبرئیل) کو ان کے پاس بھیجا تو وہ اچھے خاصے آدمی کی صورت بن کر ان کے سامنے آکھڑا ہوا (وہ اس کو دیکھ کر گھبرائیں)“۔
اس آیت میں روح سے مراد جناب جبرئیل ہے۔ [18]
خداوندعالم نے جناب جبرئیل کی توصیف امانت و طہارت سے کی ہے، ارشاد الٰھی ہوتا ہے:
[19]
”(خدا) کا اتارا ہوا ہے جسے روح الامین (جبرائیل)صاف عربی زبان میں لے کر تمہارے دل پر نازل ہوئے ہیں“۔
نیز ارشاد الٰھی ہوتا ہے:
< قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّکَ > [20]
”(اے رسول)تم صاف کہدو کہ اس (قرآن)کو تو روح القدس (جبرائیل) نے تمہارے پرور دگار کی طرف سے حق نازل کیا ہے“۔
مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ”ھو جبرئیل، والقدس الطاہر“ [21]روح کو خدا نے اپنی طرف نسبت دی ہے جو شرافت اور تعظیم کی بناپر ہے۔ [22]
۳۔ روح کے معنی مخلوق اعظم ملائکہ ہیں:بہت سی آیات و احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روح سے مراد ملائکہ ہیں جو خدا کے نزدیک صاحب عظمت ہیں، جن کو خداوندعالم نے اپنے بعض اہم کام جیسے غیبی مسائل اور وحی کی ذمہ داری سونپی ہے، چاہے وہ ایک فرشتہ ہو یا ملائکہ ہوں، چاہے دنیاوی امور ہوں یاآخرت سے متعلق، ارشاد خداوندی ہوتا ہے:
[23]
”جس دن جبرائیل اور فرشتے (اس کے سامنے)پرباندھ کر کھڑے ہوں گے(اس دن) اس سے کوئی بات نہ کر سکے گا“۔
نیز ارشاد ہوتا ہے:
[24]
”اس (رات) میں فرشتے اور جبرائیل (سال بھر کی) ہر بات کا حکم لے کر اپنے پروردگار کے حکم سے نازل ہو تے ہیں“۔
اور احادیث میں اس مخلوق کو ملائکہ میں خلق اعظم سے یاد کیا گیا ہے۔ [25]
(یا ملک اعظم جبرئیل و میکائیل جو رسول اللہ ﷺ اور آئمہ علیہم السلام کے ساتھ میں تھے [26]
ابو بصیر حضرت امام صادق علیہ السلام سے آیہ شریفہ :< وَكَذَٰلِکَ أَوْحَيْنَا إِلَيْکَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا> [27] کے سلسلہ میں روایت فرماتے ہیں:
”خلق من خلق اللہ، أعظم من جبرئیل و میکائیل، کان رسول اللہ(ص) یخبرہ و یسدّدہ وھو مع الائمة بعدہ۔“ [28]
”(امر خدا) خدا کی ایک مخلوق ہے، جو جناب جبرئیل و میکائیل سے بھی عظیم ہیں، اور یہ رسول اللہ (ص)کے ساتھ تھا، جس کے ذریعہ آپ کو خبریں ملتی تھی اور آپ کی مدد ہوتی تھی، یہ امر خدا آنحضرت (ص)کے بعد ائمہ کے ساتھ ہے۔“
۴۔ روح کے معنی ایمان کے ہیں،جیسا کہ خداوندعالم فرماتا ہے:

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

< وَأَيَّدَہُمْ بِرُوحٍ مِنْہُ> [29]
”اور خاص اپنے نور سے ان کی تائید کی “۔
مذکورہ بالا آیت کے بارے میں امام باقر و امام صادق علیہما السلام سے روایت ھے کہ ”اس آیت میں روح سے مراد ایمان ھے۔“ [30]
ابو بکیر سے روایت ھے : ”میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے رسول اکرم سے منقول اس حدیث کے بارے میں سوال کیا: ”إذا زنا الزانی فارقہ روح الایمان؟““، امام علیہ السلام نے فرمایا:اس سے مراد خداوندعالم کا یہ قول ھے: ذلک الذی یفارقہ“ [31]۔یعنی مذکورہ آیت میں جس روح کے ذریعہ مدد کی جاتی ھے اس سے مراد وھی روح ھے۔ ا سی طرح امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی روایت منقول ھے۔ [32]
اسی طرح روح کے سلسلے میں یہ بھی کھاگیا ھے کہ قرآنی آیات سے یہ بات ظاہر ھوتی ھے کہ مومنین کے لئے اس روح کے علاوہ جس میں مومن اور کافر سبھی شریک ھیں ؛ اس کے علاوہ ایک روح اور بھی ھے جس کے ذریعہ مومنین کو ایک دوسری حیات ملتی ھے جس کے ذریعہ ان کو شعور اورقدرت ملتی ھے، چنانچہ اسی کی طرح درج ذیل آیت اشارہ کرتی ھے:
< أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَہُ نُورًا يَمْشِي بِہِ فِ النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُہُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْہَا> [33]
”پھر ھم نے اس کو زندہ کیا اور اس کے لئے ایک نور بنا یا جس کے ذریعہ سے وہ لوگوں میں بے تکلف چلتا پھرتا ھے اس شخص کا سا ھو سکتا ھے جس کی یہ حالت ھے کہ (ہر طرف سے) اندھیروں مینپھنسا ھوا ھے کہ وہاں سے کسی طرح نکل نھیں سکتا ھے“۔
۵۔ روح کے معنی کتاب اور نبوت کے بھی ھیں، جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:
< يُنَزِّلُ الْمَلاَئِكَۃَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِہِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِہِ> [34]
”وھی اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ھے وحی دے کر فرشتوں کو بھیجتا ھے ‘ ‘۔
نیز ارشاد ھوتا ھے:
< يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِہِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِہِ > [35]
”وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ھے اپنے حکم سے وحی نازل کرتا ھے “۔
پہلی آیت کے بارے میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ھے کہ روح سے مراد ”کتاب اور نبوت ھے“۔ [36]
کھاگیا ھے کہ یہاں(مذکورہ آیت میں) روح کا اطلاق : نبوت، دین اور وحی وغیرہ پر بھی ھوتا ھے، جن کے ذریعہ سے انسان روح اور عقل کو حیات ملتی ھے، کیونکہ انسان ان کے ذریعہ سے خداوندعالم، اس کی کتابوں ، اس کے انبیاء اور ملائکہ کی معرفت و شناخت حاصل کرتا ھے، اور روح کے ذریعہ یہ تمام معارف اور تعلیمات حاصل ھوتی ھیں۔ [37]

روح کا مجرد ھونا

روح سے مراد وہ شئے ھے جس کی طرف انسان لفظ : ”انا“ کے ذریعہ اشارہ کرتا ھے، یا جس کو نفس ناطقہ کھاجاتا ھے۔ [38]روح کے مجرد ھونے کا مطلب یہ ھے کہ روح کے لئے کوئی قابل تقسیم اور زمان و مکان رکھنے والامادی عنصر نھیں ھے۔ [39] اور روح کا حکم بدن اور اس کے دوسرے حصوں کی ترکیبات کے علاوہ ھے۔ [40]
قارئین کرام! یہ مسئلہ (روح کا مجرد ھونا) اس کے ھمیشہ باقی رہنے سے متعلق ھے، چنانچہ یہ ایک اھم فلسفی مسئلہ ھے جس کے بارے میں قدیم زمانہ سے فلاسفہ حضرات کے درمیان شدید اختلاف پایا جاتا ھے، بعض کہتے ھیں کہ روح مجرد ھے اور بعض کہتے ھیں کہ روح مجرد نھیں ھے، کیونکہ یہ مسئلہ ان مسائل میں سے ھے جو سب سے زیادہ انسان کے دل سے قریب اور متعلق ھے کیونکہ یہ مسئلہ عالم حس سے منقطع ھونے کے بعد انسان کی آرزوں کے لئے جائے اطمینان قرار پاتا ھے۔مادی لوگ روح کے ھمیشہ باقی رہنے کے منکر ھیں لیکن روح کو مجرد ماننے والے روح کے ھمیشہ باقی رہنے کے قائل ھیں، ھم ذیل میں دونوں نظریات بیان کرتے ھیں:
۱۔ مادی افراد: روح کی اقسام اور روح کا جسم میں مقام کہاں ھے، اس سلسلہ میں مادی لوگوں کے نظریات میں اختلاف ھے، [41] لیکن تمام اس بات پر متفق ھیں کہ انسان اپنی خاص ھیکل و محسوس شکل میں مستقل وجود نھیں رکھتا یعنی اس مادہ سے جس کو روح کہتے ھیں اس سے الگ نھیں ھے بلکہ یہ روح جسم کی خاصیت ھے، انسان روح کے تمام دئے گئے احکام پر عمل کرتا ھے، اور عقل و شعور اور ارادہ و فکر یہ تمام اعضاء کے وظائف ھیں جس طرح بدن کے دوسرے وظائف ھوتے ھےں، اسی طرح مادیوں کے نزدیک فکری اور معرفتی آثار عصبی و عقلی خلیوں کی فعالیت کے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

نتائج ھیں، یہ تمام آثار اور روحی نشاط عقل و عصبی سسٹم کی بنا پر ظاہر ھوتے ھیں۔ یہ روح جسم کے مرنے سے مرجاتی ھے، اور جب انسان مرجاتا ھے تو اس کی شخصیت بھی مرجاتی ھے اور اس کا بدن نابودھوجاتا ھے، اور اس کے تمام عقلی، نفسانی اور روحی کمالات کا خاتمہ ھوجاتا ھے۔ [42]

آج کا مادی فلسفہ روحی تمام ان آثار سے جاہل ھے جو قانون مادہ کی کسوٹی پرپورے نھیں اترتے، اور مادی فلاسفہ کہتے ھیں کہ روح اور اس کے تمام آثار علم و شعور کی ایک قسم ھے، ان کا روح کے لئے کوئی وجود نھیں ھے جس کو انسانی مادی جسم سے الگ کیا جاسکے، بلکہ روح انسان کی ذات سے متعلق ھوتی ھے اور علم کی بنا پر اپنی ذمہ داری کو انجام دیتی ھے ، اور افکار اور خواہشات مادی کارکردگی کی بنا بر حاصل ھوتے ھیں، جیسے لوھے کے دو ٹکڑوں کو رگڑنے سے حرارت اور گرمی پیدا ھوتی ھے،یہ تمام نتائج جنھیں انسان حاصل کرتا ھے یہ عالم خارجی میں عکس العمل کا نام ھے، جیسا کہ ”بافلوف“ ری ایکشن کے سلسلے میں کہتا ھے: انسان کا ظرف اور جو چیزیناس سے ظاہر ھوتی ھیں یہ سب مادہ کو عالی طریقہ سے منظم کرنے کا نتیجہ ھے۔

اہل جدل مادی حضرات اس تصور کا انکار کرتے ھیں کہ روح مادہ سے جدا ایک مستقل شئ ھے بلکہ ان کا عقیدہ ھے کہ روح ایک مادہ کی اعلیٰ شکل ھے اور یہ ایک عمل و اجتماعی نشاط کا نتیجہ ھے۔ [43]

مادی فلاسفہ نے روح کے انکار کے سلسلے میں ایسے بے بنیاد دلائل بیان کئے ھیں، جن سے ان کا مدعیٰ ذرا بھی ثابت نھیں ھوتا۔ [44]

۲۔ روح کو مجرد ماننے والے: اکثر گزشتہ امتیں بھی روح کو مجرد اور ھمیشہ باقی رہنے والی شئے مانتی ھیں، جیسے ہندو، مصری، چینی، یونانی، زرتشت، اسی طرح ان کے فلاسفہ اور شعراء بھی روح کو مجرد مانتے تھے، ”سقراط“ اور ”افلاطون“ کا بھی یھی عقیدہ تھا کہ روح جوہر مجرد ھے اور ھمیشہ سے باقی ھے (اور باقی رھے گی)، جس وقت بچہ شکم مادر میں ھوتا ھے اسی وقت سے اس میں روح آجاتی ھے، اور انسان کے مرنے کے بعد اپنی پہلی جگہ پر لوٹ جاتی ھے۔ افلاطون کا عقیدہ ھے کہ انسان میں دو طرح کی روح ھوتی ھیں: ایک عاقلہ روح ، جو ھمیشہ باقی رہتی ھے،یہ دماغ میں رہتی ھے، دوسری غیر عاقلہ ھوتی ھے اور نہ ھی ھمیشہ کے لئے باقی رہتی ھے، اس کی بھی دو قسمیں ھیں، ایک غضبی، جو انسان کے سینہ میں رہتی ھے دوسری شھوتی روح جس کا مقام انسان کا شکم ھوتا ھے۔

ارسطو کا عقیدہ یہ ھے کہ انسان کی روح بدن کے ساتھ ساتھ پیدا ھوتی ھے، جس وقت انسان کا بدن (شکم مادر میں) کامل ھوتا ھے تو اس میں روح پیدا ھوتی ھے، ایسا نھیں ھے کہ انسان کی روح پہلے سے موجود ھو اور اس کے بدن میں آجاتی ھے، ارسطو نے بدن میں پائی جانی والی روح کی تین قسم کی ھیں: روحِ عاقلہ (نفس ناطقہ)، یہ روح مجرد ھے، دوسری روح احساسی یا روح حیوانی کھی جاتی ھے اور تیسری روح غذائی ھے۔ دوسری اور تیسری قسم کی روح مجرد نھیں ھیں۔ [45]

”ڈی کرٹ“ (ت: ۱۵۶۰)کا کہنا ھے کہ روح ،جسم سے الگ ھوتی ھے ، روح و جسم کی اپنی الگ الگ خصوصیتیں ھوتی ھےں ، روح کو ایک جوہر سمجھا گیا ھے جس کی خاص خصوصیت غور و فکر کرنا ھوتا ھے، اسی طرح روح کے حصے نھیں کئے کیا جاسکتے اور نہ ھی اس کی قسمیں بنائی جاسکتی ھیں،روح اور اس کے اجزاء میں جنس کا تصور نھیں ھے اور جسم کو ایک جوہر سمجھا گیا ھے جس کی خصوصیت مدد کرنا ھے، جسم کے حالات میں سے صورت اور حرکت ھے، اور یہ جسم قابل تقسیم ھے اور اس میں تغییر و تبدیلی آتی رہتی ھے۔ [46]

روح کے سلسلے میں مغربی قدیم اور جدید فلاسفہ کے مختلف اقوال ھیں، ھم صرف انھیں پر اکتفاء کرتے ھیں۔

لیکن مسلم فلاسفہ ،منجملہ :شیخ صدوق ؒ کہتے ھیں: روح کے سلسلے میں ھمارا عقیدہ یہ ھے کہ روح جسم کی جنس سے نھیں ھے بلکہ یہ ایک دوسری مخلوق ھے [47]، جیسا کہ ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

< ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَکَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِینَ> [48]

”پھر ھم نے اس کو (روح ڈال کر)ایک دوسری صورت میں پیدا کیا (سبحان اللہ) خدا با برکت ھے جو سب بنا نے والوں سے بہتر ھے“۔

جب انسان مرجاتا ھے تو یہ روح اس کے بدن سے نکل جاتی ھے لیکن باقی رہتی ھے، اور بعض پر نعمتیں نازل ھوتی ھیں اور بعض پر عذاب نازل ھوتا ھے، یہاں تک کہ (روز قیامت) خداوندعالم ان روحوں کو ان کے جسموں میں پلٹادے گا۔ [49]

علامہ نصیر الدین طوسیؒ فرماتے ھیں: نفس ایک جوہر مجرد ھے، علامہ حلیؒ اس جملہ کی یونتشریح فرماتے ھیں: نفس کی ماھیت اور حقیقت کے سلسلے میں علماء کے درمیان اختلاف ھے کہ آیا وہ جوہر ھے یا نھیں؟ اور جو لوگ جوہر کہتے ھیں ان کے درمیان بھی اختلاف ھے کہ آیا مجرد ھے یا نھیں؟ علماء علم کلام کے قدماء جیسے امامیہ میں سے نوبخت، شیخ

مفید، اور اشاعرہ مذہب میں سے غزالی کے نزدیک یہ مشہور ھے کہ روح مجرد ھے جسم اور جسمانی نہیں ھے [50] اور روح کا جسم کے ساتھ رابطہ تدبیر اور تصرف جیسا ہوتا ھے---
اسی نظریہ کو اشاعرہ میں سے راغب اصفہانی، فخر الدین رازی اور معتزلہ سے معمر بن عباد سلمی نے اختیار کیا ھے، اور امامیہ میں سے اسی نظریہ کی علامہ حلّی ش اور شیخ بہائی وغیرہ (شیعہ علماء) نے بھی تائید کی ھے، [51] اور بعض علماء متاخرین نے اس بات کا دعویٰ کیا ھے کہ روح کا مجرد ہونا بہت سی احادیث سے ثابت ھے۔ [52]
ابن سیناصرف قوۂ عاقلہ کو مجرد مانتے تھے لیکن صدر المتألھین شیرازی کاعقیدہ ھے کہ انسان کی تمام حیاتی قوتوں کے لئے ایک مادی جہت ہوتی ھے اور دوسری جہت حالت تجرد ہوتی ھے، انسان کی تمام مادی قوتوں کے ساتھ مجرد قوتیںیہاں تک کہ جب انسان مرجاتا ھے توبھی اس سے عقل تنہاہونے کے باوجود جدا نہیں ہوتی، یھی نہیں بلکہ عقل و خیال قوۂ ذاکرہ، باصرہ، اور سامعہ یہ سب بھی جدا نہیں ہوتیں [53]

روح کے مجرد ہونے کے دلائل:
بہت سے فلاسفہ اور علماء علم کلام نے دلائل قائم کئے ھیں کہ روح بدنی صفات اور اعراض سے مجرد ھے اورموت سے نہیں مرتی بلکہ ھمیشہ باقی رہتی ھے اور اس پر یا نعمتیں نازل ہوتی رہتی ھیں یا عذاب نازل ہوتا رہتا ھے، ھم یہاں پر چند دلائل بیان کرتے ھیں:

۱۔ قرآنی آیات:
وہ قرآنی آیات جو دلالت کرتی ھیں کہ شہداء کرام ، صدیقین کی ارواح مقدسہ بدن کے پارہ پارہ ہونے سے نہیں مرتی بلکہ ان کی روح پر خداوندعالم کی طرف سے نعمتیں نازل ہوتی رہتی ھیں، ارشاد خداوندی ہوتا ھے:
< وَلاَتَقُولُوا لِمَنْ یُقْتَلُ فِی سَبِیلِ اللهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْیَاءٌ وَلَکِنْ لاَتَشْعُرُونَ> [54]
”اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے انھیں کبھی مردہ نہ کہنا بلکہ وہ (لوگ)زندہ ھینمگر تم (ان کی زندگی کی حقیقت کا)کچھ بھی شعور نہیں رکھتے “۔
نیز ارشاد ہوتا ھے:
[55]
”اور جو لوگ خدا کی راہ میں شہید کئے گئے ھیں انھیں مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ لوگ جیتے (جاگتے موجود) ھیں اپنے پرور دگار کے ہاں سے(وہ طرح طرح کی)روزی پاتے ھیں“۔

ایضاً:
[56]
”(اور کچھ لوگوں سے کھے گا)اے اطمینان پانے والی جان اپنے پروردگار کی طرف چل تو اس سے خوش وہ تجھ سے راضی تو میرے (خاص)بندوں میں شامل ہوجا ،اور میرے بہشت میں داخل ہو جا “۔
پس ان مذکورہ آیات کے پیش نظر ثابت ہوتا ھے کہ انسان کبھی کبھی جسم کے ساتھ زندہ رہتا ھے ، جس کا لازمہ یہ ھے کہ انسان کی حقیقت اس بدن کے علاوہ ھے۔ [57]
۲۔ بعض قرآنی آیات دلالت کرتی ھیں کہ کفار اپنے اسی جسم کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں عذاب میں ہوتے ھیں، جیسا کہ ارشاد الٰھی ہوتا ھے:
< وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ النَّارُ یُعْرَضُونَ عَلَیْہَا غُدُوًّا وَعَشِیًّا وَیَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ > [58]
”اور فر عونیوں کو برے عذاب نے (ہر طرف سے)گھیر لیا(اور اب تو قبر میں دوزخ کی) آگ ھے کہ وہ لو گ(ہر)صبح و شام اس کے سامنے لاکرکھڑے کئے جاتے ھیں اور جس دن قیامت بر پا ہو گی “۔
نیز ارشاد رب العزت ہوتا ھے:
< مِمَّا خَطِیئَاتِہِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا فَلَمْ یَجِدُوا لَہُمْ مِنْ دُونِ اللهِ أَنْصَارًا۔> [59]
”(آخر) وہ اپنے گناھوں کی بدولت (پہلے تو)ڈوبائے گئے پھر جہنم میں جھونکے گئے تو ان لوگوں نے خدا کے سوا کسی کو اپنا مدد گار نہ پایا“۔
پس کفار پر موت کے بعد عذاب ہوتا رہتا ھے، جس سے یہ بات ثابت ہوتی ھے کہ انسان کی حقیقت اس بدن کے علاوہ ھے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

[60]
۳۔ بعض قرآنی آیات جن میں انسانی جسم کے مختلف مراحل کا ذکر کیا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد الٰھی ھوتا ھے:
< وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِی قَرَارٍ مَكِينٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا> [61]
”اور ھم نے آدمی کو گیلی مٹی کے جو ہر سے پیدا کیا ،پھر ھم نے اس کو ایک محفوظ جگہ (عورت کے رحم میں) نطفہ بنا کر رکھا پھر ھم ھی نے نطفہ کو جماھوا خون بنا یا پھر ھم ھی نے منجمد خون کو گوشت کا لوتھڑا بنایا ،پھر ھم ھی نے (اس) لوتھڑے میں ہڈیاں بنائیں ‘پھر ھم ھی نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا “۔
مذکورہ آیت سے معلوم ھوتا ھے کہ انسان سوائے جسم کے کچھ نھیں ھے یہ جسم مختلف مراحل سے گزرا ھے اور جب خداوندعالم نے اس بدن میں روح پھونکنا چاھی تو فرمایا:
[62]
یعنی ھم نے اس جامد جسم کو ایک دوسرے با شعور و علم و فکر والے جسم میں تبدیل کردیا، یہ اس بات کی وضاحت ھے کہ روح جس جسم سے متعلق ھوتی ھے وہ اس جسم سے الگ چیز ھے جو مختلف مراحل سے گزرا ھے، پس آیت دلالت کرتی ھے کہ روح بدن کے علاوہ ایک دوسری شئے ھے۔< [63]
اسی طرح خلقت انسان کے بارے میں خداوندعالم کا یہ فرمان:
[64]
”اور انسان کی ابتدائی خلقت مٹی سے کی پھر اس کی نسل (انسانی جسم کے) خلاصہ یعنی (نطفہ کے سے) ذلیل پانی سے بنائی پھر اس (کے پتلے) کو درست کیا اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور تم لوگوں کے (سننے کے) لئے کان اور (دیکھنے کے لئے) آنکھیں اور (سمجھنے کے لئے)دل بنائے (اس پر بھی) تم لوگ بہت کم شکر کرتے ھو “۔
یا جناب آدم علیہ السلام کی خلقت کے بارے میں ارشاد فرمایا:
[65]
”تو جب میں اس کو درست کرلو ناور اس میں اپنی (پیدا کی ھوئی) روح پھونکدوں “۔
پس خداوندعالم نے اعضاء اور جسم کی خلقت اور روح پھونکنے کے درمیان فرق قائم کیا ھے لہٰذا یہ فرق کرنا اس بات پر دلالت کرتا ھے کہ روح کی حقیقت جسم کی حقیقت کے علاوہ کوئی اور شئے ھے۔ [66]
۴۔ بعض آیات الٰھی میں اس فرق کو بیان کیا گیا ھے کہ انسان کے مادی اجزاء ختم ھوجاتے ھیں اورکچھ اجزاء باقی رہتے ھےں، جیسا کہ ارشاد الٰھی ھوتا ھے:
[67]
”خدا ھی ان لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں (اپنی طرف) کھینچ کر بلاتا ھے اور جو لوگ نھیں مرے (ان کی روحیں) ان کی نیندمیں (کھینچ لی جاتی ھے)بس جن کے بارے میں خدا موت کا حکم دے چکا ھے ان کی روحوں کو روکے رکھتا ھے اور باقی (سونے والوں کی روحونکو)پھر ایک مقرر وقت کے واسطے بھیج دیتا ھے “۔
یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ھے کہ انسان روح اور جسم کا نام ھے، اور روح حکم خدا سے بدن پر حکومت اور اس میں تدبیر کرتی ھے ،اور موت روح و بدن کے درمیان موجود رابطہ کے ختم ھوجانے کانام ھے، اور یہ روح موت کے بعد اپنے خالق کی طرف پلٹ جاتی ھے، اور خداوندعالم اس روح کو سوتے وقت اور موت کے وقت قبض کرلیتا ھے اور اگر کسی کی موت آجاتی ھے تو وہ روز قیامت تک خدا کے پاس باقی رہتی ھے، اور پھر روز قیامت اس کے جسم میں واپس چلی جائے گی۔
کھاجاتا ھے کہ جو نفس سوتے وقت جو (روح) انسان سے جدا ھوتا ھے وہ وھی نفس ھے جس کی بنا پر عقل و تمیز ھوتے ھیں،لیکن جب عقل و تمیز زائل ھوجاتے ھیں تو نفس باقی رہتا ھے،لیکن وہ نفس (روح) جو موت کے وقت وفات پاتا ھے وہ نفسِ حیات ھوتا ھے جس حیات کے نکلنے سے نفس (سانس) بھی نکل جاتا ھے ، پس جب انسان سوتا ھے تو اس کے ساتھ روح باقی رہتی ھے لیکن جب موت کے وقت روح قبض ھوتی ھے تو بدن سے روح نکل جاتی ھے۔ [68]
پس جب انسان کو موت آتی ھے تو قرآنی لحاظ سے تو اس کی شخصیت، انسانیت کا معیار اور انسان کی حقیقت باقی رہتی ھے اور یہ وھی روح ھے، جس کو حقیقت ارادی کھاجاتا ھے اور یہ جسم کے پارہ پارہ ھونے کے بعد بھی باقی رہتی ھے۔
[69]
قارئین کرام! یہ تمام مذکورہ آیات جن میں عہد و پیمان اور ارسال (رُسل) کے بارے میں بیان کیا گیا ھے ؛ان سے معلوم ھوتا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ھے کہ نفس اور بدن میں مغایرت پائی جاتی ھے [70](یعنی دو الگ الگ چیزیں ھیں) کیونکہ بعض خصوصیات میں فقط روح موثر ھوتی ھے ، اور اگر انسان کی حقیقت مادی ھوتی تو عہد و میثاق اور ارسال و امساک کے کوئی معنی نہیں ھوں گے۔

۵۔ ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

< وَيَسْأَلُونَکَ عَنْ الرُّوحِ قُلْ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّی > [71]

”اور پیغمبر یہ آپ سے روح کے بارے میں دریافت کرتے ھیں تو کہہ دیجئے کہ یہ میرے پروردگار کا ایک امر ھے “۔

< إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ> [72]

”اسکا امر صرف یہ ھے کہ کسی شی کے بارے میں یہ کہنے کا ارادہ کرلے کہ ھو جا اور وہ شے ھوجاتی ھے “۔

امر سے مراد ”کُن“ کہنا ھے جس کی طرف خداوندعالم نے اپنے اس قول میں ارشارہ فرمایا ھے:

< إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُون۔> [73]

” اس کی شان تو یہ ھے کہ جب کسی چیز کو (پیدا کرنا) چاہتا ھے تو وہ کہہ دیتا ھے کہ ھو جا تو (فوراً) ھو جاتی ھے“۔

اس کا مطلب یہ ھے کہ امر خدا (جس میں سے ایک روح بھی ھے)کا وجود دفعی (ایک دم) ھے اور تدریجی نہیں ھے، پس یہ امر خدا زمان و مکان کے شرائط کے بغیر ھی ھوتا ھے، اس سے یہ بھی معلوم ھوجاتا ھے کہ روح جو امر خدا کی ایک قسم ھے جسمانی اور مادی

نہیں ھے، کیونکہ مادی جسمانی موجودات کے عام احکام میں سے ھے کہ رفتہ رفتہ پیدا ھوتے ھیں، یعنی ان کا وجود تدریجی ھوتا ھے اور زمان و مکان سے مقید ھوتے ھیں،پس معلوم یہ ھوا کہ روح مادی اور جسمانی شئے نہیں ھے۔ [74]

۲۔ احادیث کے ذریعہ استدلال

اگرچہ اس سلسلے میں بہت سی احادیث موجود ھیں لیکن ھم ان میں سے چند ایک بیان کرتے ھیں:

۱حضرت رسول اکرم (ص)نے فرمایا:

”من صلی عليَّ عند قبری سمعتہ ،ومن صلی عليَّ من بعید بلغتہ “۔

وقال (ص):”ومن صلی عليَّ مرة صلیت علیہ عشرا ،ومن صلی عليَّ عشرا صلیت علیہ مائة فلیکثر امروٴ منکم الصلاة عليَّ أو فلیقل“۔ [75]

”جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود و سلام بھیجے تو میں اس کو سنتا ھوں، اور جو شخص دور سے بھی مجھ پر درود و سلام بھیجے تو

میں بھی جواب بھیجتا ھوں“۔

اسی طرح آنحضرت (ص)نے فرمایا:

جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود و سلام بھیجے تو میں اس پر دس مرتبہ درود و سلام بھیجوں گا، اور جو شخص مجھ پر دس مرتبہ درود و سلام بھیجے تو میں اس پر سو (۱۰۰) مرتبہ درود و سلام بھیجوں گا، لہٰذا جو شخص جتنی مرتبہ مجھ پر درود و سلام بھیجے گا اسی طرح ھماری طرف سے درود و سلام ھوگا“۔

پس ان احادیث کے پیش نظر یہ بات واضح ھوجاتی ھے کہ آنحضرت (ص)اس دنیا سے رحلت کے بعد بھی درود و سلام کو سنتے ھیں ، اور یہ ممکن نہیں ھے،مگر اس صورت میں کہ آنحضرت (ص)خدا کی بارگاہ میں زندہ ھوں، اسی طرح ائمہ معصومین علیهم السلام بھی ان پر بھیجے گئے درود و سلام کو سنتے ھیں چاھے سلام کرنے والا نزدیک سے سلام کرے یا دور سے، جیسا کہ ائمہ علیهم السلام سے مروی احادیث صادقہ میں بیان ھوا ھے۔ [76]

۲۔آنحضرت (ص)سے مروی ھے کہ جس وقت آپ بدر کے میدان میں کھڑے ھوئے تو آپ نے مقتول مشرکین کو خطاب کرتے ھوئے فرمایا:

”لقد کنتم جیران سوء لرسول اللہ ،اخرجتموه من منزلہ و طردتموه ،ثم اجتمعتم علیہ فحار بتموه، فقد وجدت ما عدنی ربی حقا، فھل وجدتم ماو عدکم ربکم حقا ، فقیل لہ(ص)ما خطابک لہام قد صدیت؟ فقال رسول(ص) ”فواللہ ما انتم باسمع منھم ،وما بینھم وبین ان تاخذ ھم الملائکة بمقامع الحدید الا ان اعرض بوجھی ھکذا عنھم“۔ [77]

”بے شک تم لوگ رسول اللہ کے برے پڑوسی تھے، تم نے ان کو اپنے گھر سے نکال دیا اور پھر تم نے اس کے ساتھ جنگ کی، بے شک میننے اپنے پروردگار کے وعدہ کو حق پایا، کیا تم نے بھی اپنے پروردگار کے وعدہ کو حق پایا؟ اس وقت آپ کے ساتھیوں نے کہا: یا رسول اللہ(ص) یہ آپ مردوں سے باتیں کررھے ھیں، تو آنحضرت (ص)نے فرمایا: ” خدا کی

قسم تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو ۔ میرے منھ موڑتے ھی ان پر فرشتے عذاب نازل کرنا شروع کردیں گے“۔
ایک روایت میں یہ بھی وارد ہوا ھے :
”ما انتم باسمع لمااقول منھم،ولکن لایستطیعون ان یجیبونی“۔ [78]
” یہ لوگ تمہاری طرح ھی میری گفتگو کو سن رہے ھیں لیکن جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے“۔
۳۔ آنحضرت (ص)ایک طویل خطبہ کے درمیان فرماتے ھیں:
”حتی اذا حمل المیت علی نعشہ ،رفرف روحہ فوق النعش و یقول :یا اھلی ویاولدی ،لا تلعبن بکم الدنیا کما لعبت بی ،جمعت المال من حلہ و غیر حلہ ،فالغنی لغیری و التبعة علیَّ ،فاحذر وا مثل ما حل بی“۔ [79]
”یہاں تک کہ جب انسان کی میت اٹھائی جاتی ھے تو اس کی روح اس کی میت کے اوپر پرواز کرتی ہوئی کہتی ھے: اے میری اولاد اور بچوں ، تم میری طرح دنیا میں مشغول نہ ہوجانا، میں نے حلال و حرام طریقہ سے مال جمع کیا جس سے تم لوگ فائدہ اٹھاؤگے لیکن اس کی آفت میری وبال جان بنی ہوئی ھے، لیکن میرے حال کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو“۔
۴حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ھے کہ آپ بصرہ کی جنگ کے بعد جب گھوڑے پر سوار ہوئے اورمقتولین کی صفوں میں پہنچے تو مقتولین میں کعب بن سورة کو دیکھا، کعب کی لاش کو دیکھاتو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: کعب کو بیٹھایاجائے، کعب کو آپ کے پاس بٹھایاگیا تو آپ نے اس سے مخاطب ہوکر فرمایا:
”یا کعب بن سورة ،قد وجدت ما وعدنی ربی حقا ،فھل وجدت ما وعدک ربک حقا؟“۔
اے کعب بن سورة ! میں نے اپنے پروردگار کا کیا ہوا وعدہ حق پایا، کیا تو نے بھی اپنے پروردگار کے وعدہ کو حق پایا؟
اس کے بعد آپ نے فرمایاکہ کعب کو زمین پر لٹادو ، اس کے بعد طلحہ بن عبد اللہ کے ساتھ بھی اسی طرح کی گفتگو کی، تو آپ کے ایک صحابی نے عرض کی یا امیر المومنین ! یہ مردے آپ کی باتوں کو کیسے سن سکتے ھیں؟! تو اس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا:
”مہ یا رجل فواللہ لقد سمعا کلامی کما سمع اھل القلیب کلا م رسول اللہ (ص)“۔ [80]
”اے شیخ چپ ہوجا، قسم بخدا یہ لوگ میری باتوں کو سن رہے ھیں جس طرح بدر کے میدان میں کلام رسول اللہ (ص)کو کفار و مشرکین نے سنا تھا“۔
۵۔ حبہ عرنی سے مروی ھے کہ میں ظہر کے وقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ نکلا، تو آپ وادی السلام میں ایسے کھڑے ہوگئے گویااقوام سے مخاطب ھیں، میں نے عرض کیا یا امیر المومنین! آپ کتنی دیر یہاں کھڑے رھیں گے کچھ دیر آرام بھی تو فرمالیں،تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے حبّہ! یہ مومنین سے گفتگو اور ان کے ساتھ انسیت ھے، تو میں نے عرض کیا یا امیر المومنین کیا واقعاً ایسا ھی ھے تو آپ نے فرمایا:
”نعم،ولوکشف لک لرایتھم حلقاحلقامحتبین یتحادثون--“۔ [81]
”ہاں ایسا ھی ھے، اگر تمہارے سامنے سے بھی حجاب اٹھ جائے تو تم دیکھو گے کہ یہ لوگ حلقہ حلقہ بیٹھے ہوئے گفتگو کررہے ھیں“۔
۶۔ ابو بصیر سے مروی ھے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مومنین کی ارواح کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:
”فی حجرات فی الجنة ،یاکلون من طعامھا ،و یشربون من شرابھا، ویقولون:ربنا اقم الساعة لنا،وانجزلنا ماوعدتنا،والحق آخرناباولنا“۔ [82]
”(مومنین کی ارواح) جنت کے حجروں میں ھیں، وہاں وہ کھانا کھاتی ھیں اور پانی پیتی ھیں، اور کہتی ھیں : پالنے والے! قیامت برپا کردے اور اپنے کئے ہوئے وعدہ کو وفا کردے، اور ھمارے بعد والوں کو بھی ھم سے ملادے“۔
۷۔ ابو بصیر سے مروی ھے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کفار و مشرکین کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:
”فی النار یعذبون ،یقولون :ربنا لا تقم لنا الساعة ،ولا تنجزلنا ما وعدتنا ولا تلحق آخرنا باولنا“۔ [83]
”(کفار و مشرکین کی روحیں) عذاب خدا میں رہتی ھیں اور کہتی ھیں پالنے والے! قیامت برپا نہ کر، اور اپنے کئے ہوئے وعدہ سے چشم پوشی کرلے، اور ھمارے بعد والوں کو ھم سے نہ ملا“۔

۳۔ عقلی دلائل:
روح کے صفات مادہ سے مجرد ہونے پر علماء کرام سے چند عقلی دلائل بیان کئے گئے ھیں ، جن میں سے یہاں پر بعض

کو بیان کیا جاتا ھے:

۱۔ یہ بات واضح رھے کہ انسان کی تمام معلومات مادہ سے مجرد ھوتی ھےں، پس ان سے متعلق علم بھی لامحالہ ان کے مطابق ھوگا،تویہ علم بھی مجرد ھوگا، کیونکہ معلومات مجرد ھے، لہٰذا اس کے محل (جو کہ نفس ھے) کا بھی مجرد ھونا ضروری ھے، کیونکہ مجرد چیز مادی چیز میں نھیں سماسکتی۔

۲۔ مادیات قابل تقسیم ھیں، اور نفس پر عارض ھونے والی شئے (علم) غیر قابل تقسیم ھے، تو اس کا مقام بھی (نفس) غیر قابل تقسیم ھونا چاہئے، اس کے بعد تمام علوم کا مقام و محل اگر جسم ھو یا جسمانی ھو تو ان علوم کو تقسیم ھونا چاہئے، لیکن علوم اور ذہنی مطالب کا تقسیم ھونا محال ھے۔

۳۔ انسانی روح، لامتناھی (یعنی جس کی حد نہایت نہ ھو) افعال و ادراک پر قدرت عطا کرتی ھے جیسے لا متناھی عدد کا تصور کرنا، لیکن جسمانی قوت لامتناھی امور پر قادر نھیں ھے، لہٰذا معلوم یہ ھوا کہ روح جسم کے علاوہ ھے۔

۴۔ اگر علم کی جگہ دماغ یا دوسرے آلات تعقل ھوں تو ہر وہ معلوم جو اس کی طرف منسوب ھو وہ اس کا ایک حصہ ھوگا، تو انسان کی علمی قابلیت متناھی (محدود) ھوجائی گے، کیونکہ مادہ کی قابلیت اپنی معلومات کی نسبت محدود ھوتی ھے، جیسے ایک کاپی کو لکھنا شروع کریں تو لکھتے لکھتے وہ بھرجاتی ھے، یا ایک (کامپوٹر کی)سی ڈی آواز یا تصویر سے بھر جاتی ھے، اس کا مطلب یہ ھے کہ اگر انسان ایک لمبی عمر کرے تو اس کا علمی ظرف بھرجائے گا اور ایک ایسا وقت آئے گا کہ اس سے علم حاصل کرنے کی استعداد ختم ھوجائے گی اور یہ محال ھے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ھیں:

"کل وعاء یضیق بما جعل فیہ ،الا وعاء العلم فانہ یتسع بہ"۔ [84]

"ہر ظرف کچھ چیزیں رکھنے سے بھر جاتا ھے سوائے علمی ظرف کے کہ یہ جتنا زیادہ علم ھوگا مزید وسیع ھوتا چلا جاتا ھے"۔

پس معلوم یہ ھوا کہ علم کا ظرف اس کے علم کی مقدار میں ھوتا ھے، لہٰذا اس صورت میں علم کا ظرف غیر مادی ھے۔

۵۔ علم بدیھی یہ ھے کہ ذات انسان میں ایک ثابت حقیقت ھوتی ھے جس کی طرف انسان کی عمر بھر اشارہ کرتا ھے، یہاں تک کہ مرنے کے بعد بھی، جس کو "انا" (میں) سے تعبیر کیا جاتا ھے، اگر انسان اسی بدن کا نام ھو تو پھر یہ عرض قابل تبدل و تغیر بن جائے، اور اس کی تمام معلومات اور افکار پر پردہ پڑجائے،اوراحساس "انا" ایک باطل اور خاطی احساس قرار پائے،کیونکہ اجزائے بدن قابل تغیر و تبدیلی ھے، کیونکہ ہر روز انسان کے اندر لاکھوں خُلیے مرتے ھیں اور ان کی جگہ نئے خُلیے پیدا ھوتے ھیں، جس کا ماہرین نے حساب کیا کہ ہر دس سال میں انسان کا پورا بدن بدل جاتا ھے، لیکن موت کے بعد یہ بدن ذرہ ذرہ اور نابود ھوجاتا ھے، اور تبدیل ھونے والی چیز باقی نھیں رہتی، پس اس بنا پر انسانی شخصیت کا واحد معیار اور اس کے افکار و معلومات انسان کی روح ھوتی ھے، کیونکہ جسم میں تغیر و تبدیلی آتی رہتی ھے۔

۶۔ انسان کی جسمانی قوتیں زیادہ کام کرنے سے تھک جاتی ھیں اور کمزور ھوجاتی ھیںمثلاً اگر کوئی شخص دیر تک سورج کی طرف دیکھتا رھے تو اس کے بعد دوسری چیزوں کو صاف طریقہ سے نھیں دیکھ پاتا، لیکن نفسانی قوتیں کمزور نھیں ھوتیں بلکہ مزید غور و فکر کی بنا پر طاقتور ھوجاتی ھیں اس کی نشاط میں اضافہ ھوتا رہتا ھے، پس نتیجہ یہ ھوا کہ جب نفسانی طاقت جسمانی طاقت کی طرح زیادہ کارکردگی سے کمزور نھیں ھوتی ، تو پھر اس کو جسمانی اور مادی نھیں ھونا چاہئے بلکہ مجرد ھونا چاہئے۔

۷۔ نفسانی قوت میں اضداد (ایک دوسرے کی ضد) پائی جاتی ھیں لیکن جسمانی قوت میں نھیں پائی جاتی مثال کے طور پر جب ھم کہتے ھیں کہ سیاھی سفیدی کی ضد ھے تو ھمارے ذہن میں سیاھی اور سفیدی کی حقیقت تصور ھوتی ھے، اور یہ بات واضح ھے کہ اجسام میں اضداد کا جمع ھونا محال ھے، پس معلوم یہ ھوا کہ نفسانی طاقت میں اضداد پائی جاتی ھیں تو ماننا پڑے گا کہ یہ نفس (روح) جسمانی نھیں ھے بلکہ مجرد ھے۔

۸۔ جسمانی مادہ میں جب کوئی مخصوص شکل و صورت آتی ھے تو جب تک وہ شکل و صورت موجود ھو تو اس وقت تک کوئی دوسری شکل و صورت اس میں نھیں آتی، جب کہ ھم دیکھتے ھیں کہ ذہنی تعقل و تصور میں انسان مختلف چیزوں کی تصویر کواسی اندازہ کے مطابق لمحہ بھر میں تصور کرلیتا ھے اور اس کو انھیں یکے بعد دیگری تصور کرنے کی ضرورت نھیں ھوتی اور نہ ھی، اس تصور سے اس کا ذہن بھرتا ھے، پس اس کی جگہ کا بھی غیر مادی ھونا ضروری ھے۔

۴۔ علمی اور تجربی دلائل:

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

مغربی دانشوروں نے عالم روح ،اس کے همیشہ باقی رہنے اور روح کے مادہ سے الگ هونے کے سلسلہ میں بہت زیادہ تحقیق کی هے اور ایک واضح نتیجہ پر پہنچ گئے هیں، البتہ یہ نتائج کسی فلسفی دلائل کی بنیاد پر نهیں هےں بلکہ وہ اپنے تجربات کی بنا پر اس نتیجہ پر پہنچے هیں جس میں ذرہ برابر بهی شک و تردید کی کوئی گنجائش باقی نهیں رہتی، جن کی وجہ سے مادی نظریات کی جڑیں ہل گئی هیں، اور مادی نظریات کو ایسے ذلیل کردیا هے کہ شرم کی وجہ سے پانی بهی نهیں مانگ سکتے، یہ انهوں نے "احضار روح " اور "مقناطیسی نیند' ' (ہپنوتیزم Hypnotism)کے ذریعہ ثابت کیا هے جو واقعاً عالم ارواح کے سلسلے میں ایک نیا باب هے جس کی وجہ سے بعض ملحد اور مادی دانشمندوں میں ایک ا نقلاب پیدا کردیا هے اور وہ عالم غیب اور روح کے همیشہ باقی رہنے کے معتقد هوگئے هیں۔

اگرچہ یہ دونوں علم (احضار روح اور "مقناطیسی نیند") قدیم زمانہ میں مشهور تهے جس کو اہل مصر، آرشوری، اہل ہند اور اہل روم جانتے تهے ، لیکن یہ دونوں علم صرف معابد اور مندروں تک هی محدود رهے هےں صرف مذہبی روحانی اس سے واقف هوتے هیں لیکن ۱۹ویں صدی کے آخر میں یہ دونوں علم امریکہ اور یورپ میں بہت مشهور هوئے، اور بہت زیادہ شہرت حاصل کرلی،چنانچہ ان دونوں علموں کا یونیورسٹی اور اعلیٰ تعلیمات کے اساتید نے اقرار و اعتراف کیا، جنهوں نے ان دونوں علموں میں ایک نئی جان ڈال دی ، هم ذیل میں ان دونوں علموں کے بارے میں ایک مختصر سی وضاحت بیان کرتے هیں:

۱۔ احضار روح

اس علم میں عالم ارواح سے مردوں کی روح کو حاضر کرلیا جاتا هے ، اور روح انسان کے سامنے حاضر هوجاتی هے اس سے باتیں کرتی هے، روح کو حاضر کرنے والے پر یہ بات اچهی طرح واضح هوجاتی هے کہ یہ فلاں صاحب کی روح هے، اور وہ روح اکثر ایسے مسائل کے بارے میں جواب دیتی هے جن کا غور و فکر کے بعد هی جواب دیا جاسکتا هے اور بعض علماء و ماہرین نے مشکل مسائل کو روحوں کے ذریعہ حل کیا هے، جیسا کہ خود روح سے اس کے حالات کے بارے میں سوال کیا گیا هے کہ موت کے بعد اس کو نعمتیں ملیں یا سزا اور عذاب دیا گیا۔

اس انقلاب نے طبیعی ماہرین ، اطباء اور فلاسفہ وغیرہ کو متعجب کردیا هے، جس کے بعد انهوں نے اس سلسلہ میں مزید تحقیق اور بحث و بررسی شروع کردی اور اس بات سے متفق هوگئے کہ روح موت کے بعد بهی باقی رہتی هے، چنانچہ انهوں نے اپنے تجربات اور دلائل کے ذریعہ عالم ارواح کے بارے میں مشاہدات کرلئے تو اس علم کا اعتراف کیا کیونکہ ان تجربات ،دلائل اور مشاہدات کے بعد شک و تردید کی کوئی گنجائش باقی نهیں رہ جاتی۔ جناب وجدی صاحب نے "دائرة المعارف " میں ان مشهور و معروف دانشوروں کے ناموں کی فہرست بیان کی هے۔ [85]

یهی نهیں بلکہ اس علم کی تحقیق اور بحث و بررسی کے لئے امریکہ اور برطانیہ میں یونیورسٹی بنائی گئی هے،جس کی ریاست استاد "هیزلب" امریکائی اور ڈاکٹر "هوڈسن" برطانوی نے کی هے، اور اس سلسلہ میں ۱۲/سال کی غور و خوض اور تحقیق کرنے کے بعد ۱۸۹۹ء میں یہ نتیجہ پیش کیا کہ ہاں یہ تحقیقات صحیح هےں،اور مردوں کی روح سے رابطہ کرکے ان سے بہت سی چیزوں کے بارے میں سوال کیا جاسکتا هے۔

چنانچہ مختلف ممالک کے بہت سے مادی ماہرین اس سلسلہ میں تحقیق و بررسی میں مشغول هوگئے جس سے انهوں نے یهی نتیجہ نکالا کہ انسان کے پاس ایک روحانی طاقت هوتی هے جو مادہ سے خالی هوتی هے اور وہ جسم کی موت فنا نهیں هوتی، اپنی مکمل نشاط کے ساته خاکی جسم کے بغیر هی کارکردگی میں مشغول رہتی هے، اگرچہ یہ لوگ پہلے اس بات کے منکر تهے لیکن بعد میں روح کے همیشہ باقی رہنے کے معترف هوگئے، ان ماہرین میں سے کچه نام اس طرح هیں:

آلفرڈ روسل ڈلس، برٹش یونیورسٹی کے صدر اور استاد کروکس ، برہنگم یونیورسٹی کے صدر اور ماہر طبیعات مسٹر سیراولیفر، ڈاکٹر جورج سکسٹون برطانوی، ڈاکٹر شامبیر، ڈاکٹر هوڈسن، مشهور و معروف نجومی کامیل فلامریون [86] برطانوی فلسفی مسٹرسیرجون کوکس ، جیولوجی استاد بارکس وغیرہ، اور ان لوگوں کی روح کے سلسلہ میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے جد جہد جاری هے۔

۲۔ "مقناطیسی نیند " (ہپنوتیزم Hypnotism)

یہ ایک ایسی نیند هے جس کے بارے میں ماہرین نے تحقیق کی هے کہ کسی شخص کو ایک گہری نیند میں سلادیا جاتا هے جس سے اس کا جسم بے حرکت اور بے حس هوجاتا هے، سونے والا شخص سلانے والے کی آواز کو سنتا هے، اس کے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اراده و افکار کے سامنے تسلیم ہوجاتا ہے اور بغیر کسی چون و چرا کے اس کے حکم کی اطاعت کرتا ہے، اس عجیب و غریب کام کا نتیجہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی روح جسم سے الگ چیز ہے ، اس کی روح دور دراز کے علاقے میں جاتی ہے، اور ایسے ایسے راز کشف کرتی ہے جو بیداری کی حالت میں بھی معلوم نہیں ہوتے، اور ایسی زبان میں گفتگو کرتی ہے جن کو صاحب روح بھی نہیں جانتا، نیز ایسی چیزوں کے بارے میں خبر دیتی ہے کہ اس کو ذرا بھی اس کی اطلاع نہیں ہوتی۔

فلاسفہ کے بعض گروہ نے اس سلسلہ میں تدریس کرنا شروع کی جس کے عجیب و غریب نتائج برآمد ہوئے جیسا کہ کمبرج یونیورسٹی کے استاد میارس برطانوی ،صاحب کتاب ”انسانی شخصیت“ نے بعض ماہرین کے تجربات اور مشاہدات کو بیان کیا ہے، اور اس کو تحربی مسائل میں قرار دیا ہے جن کی تعلیل وظائف اعضاء کے ذریعہ نہیں کی جاسکتی، بلکہ یہ ثابت کیا ہے کہ انسان مادی جسم کے ساتھ ایک روحانی طاقت بھی رکھتا ہے اور عالم روحانی اور عالم ارضی سے مدد حاصل کرتا ہے اور یہی انسان کی انسانیت اور اس کی کرامت ہے۔

اس علم نے عالم روح میں بہت سے ماہرین کے ذریعہ بہت زیادہ ترقی کی ہے، جنھوں نے اس سلسلہ میں تحقیق و جستجو کی ہے اور جدید علمی نتائج حاصل کئے ہیں، انہیں ماہرین میں سے جیمس برائڈ برطانوی، نولز، شارکو، فیلیپ کارس وغیرہ ہیں [87]

قارئین کرام! ان تمام بیان شدہ دلائل کے پیش نظر واضح ہوجاتا ہے کہ انسان کی شخصیت جس کی طرف”میں“ کے ذریعہ اشارہ کیا جاتا ہے وہ جسم یا اعضاء جسم نہیں ہے کیونکہ انسان کی شخصیت علم و ادراک سے متصف ہوتی ہے جو جسم یا اعضاء جسم کے بدلنے سے نہیں بدلتی، اور نہ ہی جسم کی طرح زمان و مکان کی محتاج ہوتی ہے، بلکہ وہ دوسری خصوصیتوں سے امتیاز پیدا کرتی ہے جن کو جسم اور مادہ کی خصوصیات نہیں کھاجاسکتا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔

لیکن جسم و روح کا رابطہ ،آلات و وسائل کی طرح ہے جس سے انسان کا جسم حرکت کرتا ہے ، روح جسم پر اثر کرتی ہے اور جسم روح پر، خوف و وحشت شادمانی اور خوشی کے آثار جسم پر ظاہر ہوتے ہےں، مثلاً خوف کے وقت انسان کا بدن لرزجاتا ہے اور اس کا رنگ بدل جاتا ہے اسی طرح اگر جسم اور بدن میں کوئی مشکل یا بیماری لاحق ہوجاتی ہے تو اس سے انسان کی فکر اور عقل متاثر ہوتی ہے، اور جسم و روح کے درمیان یہ رابطہ روز قیامت تک جاری رہے گا جبکہ انسان کی روح اس کے بدن میں ڈال دی جائے گی، اور یہی انسان کے اعضاء و جوارح روح کے اعمال پر شاہد ہوں گے، جیسا کہ قرآن مجید کی صریح آیت اس بات پر دلالت کرتی ہیں جن میں سے خداوندعالم کا یہ فرمان:

< يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ > [88]

”قیامت کے دن ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں سب گواہی دیں گے کہ یہ کیا کررہے تھے“۔

اس کے علاوہ جسم و روح کے رابطہ کے بارے میں یقین سے نہیں کھاجاسکتا کہ روح و جسم دونوں ایک ساتھ ہونے کی بنا پر ہے یا دونوں ایک چیز ہیں، یا ان میں سے ہر ایک مستقل طور پر ہے ، یہ چیز تو خداوندعالم ہی جانتا ہے کیونکہ تمام چیزوں کے بارے میں باخبر ہے۔

دوسری بحث: حقیقت ِمعاد

تمام ہی مسلمان قیامت کے سلسلے میں اتفاق نظر رکھتے ہیں، جن میں بعض جید فلاسفہ بھی اسی عقیدہ کے قائل ہیں، البتہ معاد کی کیفیت میں دو طریقہ پر اختلاف نظر رکھتے ہیں:

جسمانی معاد

جسمانی معاد سے مراد یہ ہے کہ خداوندعالم روز قیامت انسانوں کو اسی جسم کے ساتھ محشور کرے گا، قیامت کے یہی معنی اصول دین کی ایک عظیم اصل ہے جس پر عقیدہ اور ایمان رکھنا واجب اور ضروری ہے کیونکہ اس کے ارکان ثابت ہیں، اور اس کا انکار کرنے والا تمام مسلمانوں کے نزدیک بالاجماع کافر ہے۔

قیامت کے وجود پردلیل یہ ہے کہ یہ ممکن ہے، اور صادق الوعد نے اس کے ثبوت کی خبر دی ہے، لہٰذا قیامت پر یقین رکھنا واجب ہے جس کی طرف سب کی بازگشت ہے۔

لیکن اس کے ممکن ہونے کی دلیل تو قیامت کا ممکن ہوناہے ، گزشتہ فصل میں ہم اس سلسلے میں بیان کرچکے ہیں، اورقیامت کے ثبوت کے لئے اخبار اور احادیث تمام انبیاء علیہم السلام نے بیان کی ہیں، جیسا کہ ہمارے نبی صادق الامین حضرت محمد مصطفی (ص)کے دین میں قیامت کے بارے میں اخبار اور حدیث بیان ہوئی ہیں، جیسا کہ قرآن کریم نے اس

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

بات کی وضاحت کی ہے، اور مخالفین کو بہت سی صریح آیات میں واضح الفاظ کے ساتھ جواب دیا ہے، جن میں اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ جب لوگوں کوقبروں سے نکالا جائے گا تو وہ تیزی سے حساب و کتاب کے لئے جائینگے، چاہے وہ افراد نیک ہوں یا برے ،ارشاد الٰہی ہوتا ہے:

< يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ سَرَابِيلُهُمْ مِنْ قَطِرَانٍ وَتَغْشَى وُجُوهَهُمْ النَّارُ لِيَجْزِيَ اللهُ كُلَّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ> [89]

"اس دن جب زمین دوسری زمین میں تبدیل ہوجائے گی اور آسمان بھی بدل دیئے جائیں گے اور سب خدائے واحد و قہار کے سامنے پیش ہوں گے اور تم اس دن مجرمین کو دیکھو گے کہ کس طرح زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہینان کے لباس قطران کے ہونگے اور ان کے چہروں کو آگ ہر طرف سے ڈھانکے ہوئے ہوگی تا کہ خدا ہر نفس کو اس کے کئے کا بدلہ دیدے کہ وہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے"۔

اسی طرح پیغمبر اکرم (ص)اور ائمہ معصومین علیہم السلام سے مروی احادیث متواترہ میں جسمانی معاد کے ثبوت پر واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

آیات قرآن کریم:

١۔< أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَلَّنْ نَجْمَعَ عِظَامَهُ بَلَى قَادِرِينَ عَلَى أَنْ نُسَوِّيَ بَنَانَهُ۔> [90]

"کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کرسکیں گے یقینا ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کے پور تک درست کرسکیں"۔

< وَضَرَبَ لَنَا مَثَلاً وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ> [91]

"اور ہمارے لئے مثل بیان کرتا ہے اور اپنی خلقت کو بھول گیا ہے کہ کہتا ہے کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتاھے آپ کہہ دیجئے کہ جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے وہی زندہ بھی کرے گااو روہ ہر مخلوق کا بہتر جاننے والا ہے"۔

٣۔وہ آیات جو مردوں کو قبر سے نکالے جانے پر دلالت کرتی ہیں، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہوتا ہے:

< وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنْ الْأَجْدَاثِ إِلَى رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ قَالُوا يَاوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ إِنْ كَانَتْ إِلاَّ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ فَالْيَوْمَ لاَتُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلاَتُجْزَوْنَ إِلاَّ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ > [92]

"اور پھر جب صور پھونکا جائے گا تو سب کے سب اپنی قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف چل کھڑے ہونگے۔ کہیں گے کہ آخریہ ہمیں ہماری خواب گاہ سے کس نے اٹھادیا ہے بیشک یہی وہ چیز ہے جس کا خدا نے وعدہ کیا تھا اور اس کے رسولوں نے سچ کہاتھا۔قیامت تو صرف ایک چنگھاڑ ہے اس کے بعد سب ہماری بارگاہ میں حاضر کردیئے جائیں گے۔پھر آج کے دن کسی نفس پر کسی طرح کا ظلم نہیں کیا جائے گااور تم کو صرف ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا جیسے اعمال تم کررہے تھے"۔

نیز ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

< مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى> [93]

"اسی زمین سے ہم نے تمھیں پیدا کیا ہے اور اسی میں پلٹا کر لے جائیں گے اور پھر دوبارہ اسی سے نکالیں گے"۔

۴۔جو آیات اس چیز پر دلالت کرتی ہیں کہ انسان اپنے تمام اعضاء و جوارح کے ساتھ حساب کے لئے حاضر ہوگا اور انسان کے اعضاء و جوارح اس کے اعمال کی گواہی دیں گے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

[94]

"آج ہم ان کے منھ پر مہر لگادینگے اور ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پاؤں گواہی دینگے کہ یہ کیسے اعمال انجام دیا کرتے تھے"۔

نیز ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

< حَتَّى إِذَا مَا جَاءُ وهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ > [95]

"یہاں تک کہ جب سب جہنم کے پاس آئیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور جلد سب ان کے اعمال کے بارے میں ان کے خلاف گواہی دیں گے"۔

۵۔ وہ آیات جن میں جسمانی معاد کی واقعی مثال پیش کی گئی ہے، [96]جیسا کہ جناب عزیر، بنی اسرائیل کے مقتول، اصحاب کہف اور جناب ابراہیم کے لئے پرندوں کا زندہ ہونا، جیسا کہ ہم نے قیامت کے دلائل میں بیان کیا ہے:

۶۔ وہ آیات شریفہ جو جنت میں لذت نعمت پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ جسمانی لذت اعضاء و جوارح کے بغیر حاصل نہیں

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ھوتی، اسی طرح وہ آیات جو دوزخیوں کے عذاب اور درد و غم پر دلالت کرتی ھیں جو ان کے اعضاء و جوارح سے متعلق ھے، ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

[97]

”موتی اور یاقوت سے جوڑے ھوئے تختو نپر ایک دوسرے کے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ھونگے ان کے گرد ھمیشہ نوجوان رہنے والے بچے گردش کررھے ھونگے۔ پیالے اور ٹونٹی دار کنڑ اور شراب کے جام لئے ھوئے جس سے نہ درد سر پیدا ھوگا اورنہ ھوش و ھواس گم ھونگے۔اور ان کی پسند کے میوے لئے ھونگے۔‘اور ان پرندوں کا گوشت جس کی انھیں خواہش ھوگی۔ اور کشادہ چشم حوریں ھونگی جیسے سربستہ موتی“۔

اسی طرح خداوندعالم اہل دوزخ کے بارے میں ارشاد فرماتا ھے:

< إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُہُمْ بَدَّلْنَاہُمْ جُلُودًا غَيْرَہَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ> [98]

”پس آپ کے پروردگا رکی قسم کہ یہ ہر گز صاحب ایمان نہ بن سکیں گے جب تک آپ کو اپنے اختلافات میں حَکم نہ بنائیں اور پھر جب آپ فیصلہ کردیں تو اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی کا احساس نہ کریں اور آپ کے فیصلے کے سامنے سراپا تسلیم ھوجائیں“۔

احادیث معصومین علیھم السلام

اسی طرح جسمانی معاد کے سلسلے میں بھی بہت سی احادیث موجود ھیں، ان میں سے حضرت علی علیہ السلام ”غرّہ“ نامی خطبہ میں ارشاد فرماتے ھیں:

”حتی اذا تصرمت الامور ،و تقضت الدھور ،و ازف النشور، اخرجھم من ضرائح القبور، و اوکار الطیور،واوجرة السباع، ومطارح المھالک ،سراعا الی امرہ ،مھطعین الی معادہ، رعیلاً صموتاً،قیاماً صفوفاً“۔ [99]

”یہاں تک کہ جب تمام معاملات ختم ھوجائیں گے، اور تمام زمانے بیت جائیں گے اور قیامت کا وقت قریب آجائے گا تو انھیں قبروں کے گوشوں، پرندوں کے گھونسلوں، درندوں کے بھٹوں اور ہلاکت کی منزلوں سے نکالا جائے گا، اس کے امر کی طرف تیزی سے قدم بڑھاتے ھوئے اور اپنی وعدہ گاہ کی طرف بڑھتے ھوئے ،گروہ درگروہ، خاموش، صف بستہ اور ایستادہ۔

اسی طرح علی بن ابراھیم اور شیخ صدوق نے امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ھے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا:

”اذا اراد اللھان یبعث الخلق ،امطر السماء علی الارض اربعین صباحا ،فاجتمعت الاوصال،ونبتت اللحوم“۔ [100]

”جب خداوندعالم مخلوقات کو مبعوث کرنا چاھے گا تو زمین پر چالیس روز تک بارش برسائے گا ، پس تمام چیزیں جمع ھوجائیں گی اور گوشت نمو پیدا کرے گا(یعنی مردوں کے بکھرے ھوئے اعضاء و جوارح اس کے بدن میں جمع ھوجائیں گے)۔

جسمانی معاد کی حقیقت

جسمانی معاد کے قائلین حضرات تمام اسلامی فقہاء کرام، علمائے کلام، اہل حدیث اور اہل عرفان ھیں،اور تمام ھی اس بات کے قائل ھیں کہ انسان روز قیامت اپنے اسی بدن کے ساتھ حاضر کیا جائے گا، جیسا کہ خداوندعالم نے بھی قرآن مجید میں بیان کیا ھے، لیکن علماء کے درمیان روح کے سلسلے میں اختلاف ھے بعض علماء کہتے ھیں کہ روح ایک جسمانی شئے ھے جو بدن میں سرایت کئے ھوئے ھے، جیسے پھول میں پانی یا کوئلہ میں آگ، اس بنا پر ان کے نزدیک معاد بدن او رروح کے ساتھ جسمانی ھوگی، ایسا نھیں ھے کہ صرف ان کے مردہ جسم بغیر روح کے حاضر کئے جائینگے، بلکہ ان کو زندہ کیا جائے گا یہ لوگ روح کو جسم کا ایک حصہ سمجھتے ھیں۔

لیکن بعض علماء روح کو جسم سے مجرد مانتے ھیں، پس ان کے نزدیک معاد روح کے لئے بھی ھوگی اور جسم کے لئے بھی، کیونکہ خداوندعالم روز قیامت ان کی روحوں کو ان کے جسموں میں پلٹادے گا، چنانچہ یہ عقیدہ رکھنے والوں مینسے جید علماء عرفان اور کلام ھیں، جیسے غزالی، کعبی، حلیمی، راغب اصفہانی، اسی طرح شیعہ علماء بھی اسی عقیدہ کے قائل ھینجیسے شیخ مفیدۺ، ابو جعفر طوسیۺ،سید مرتضیٰۺ، محقق طوسیۺ، علامہ حلّیۺ،ان سب علماء کا عقیدہ ھے کہ روح انسانی مجرد ھے اور روز قیامت انسان کے بدن میں واپس کردی جائے گی۔[101]

قارئین کرام! مستفیض احادیث سے پتہ چلتا ھے کہ روح، بدن کے علاوہ ایک لطیف اور نورانی جوہر ھے اور یہ(مومن)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

انسان کی روح، انسان کے مرنے کے بعد خوشحال باقی رہتی ھے، اور خداکی طرف سے رزق پاتی ھے، یا (غیر مومن) انسان کی روح عذاب اور درد و غم میں گرفتار باقی رہتی ھے [102]جیسا کہ هم نے پہلی بحث میں بہت سی آیات و احادیث بیان کی هیں، هم یہاں پر حضرت امام صادق علیہ السلام کی صرف ایک حدیث کے بیان پر اکتفاء کرتے هیں، جو حقیقت معاد کی مکمل طور پر وضاحت کرتی ھے:

ایک زندیق (ملحد) نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے قیامت کا انکار کرتے ہوئے کہا: کیسے قیامت کا تصور کیا جاسکتا ھے جبکہ انسان کا بدن مٹی هوجاتاھے اور اس کے اعضاء و جوارح ختم هوجاتے هیں، مثلاً ایک عضو کسی ملک میں کسی درندہ نے کھالیا ھے، اور بقیہ اعضاء دیگر حیوانات نے چیر پھاڑ ڈالے هیں، اور کوئی عضو مٹی بن کر دیوار سے لگادیا گیا ھے؟اس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا:

”إنّ الروح مقیمة فی مکانہا، روح المحسن فی ضیاء و فُسحة و روح المسیء فی ضیق و ظلمة، والبدن یصیر تراباً کمامنہ خلق، و ما تقذف بہ السباع و الهوام من أجوافهامما أکلتہ و مزقتہ، کلّ ذلک فی التراب محفوظ عند من لا یعزب عنہ مثقال ذرة فی ظلمات الارض، ویعلم عدد الأشیاء و وزنہا۔۔۔ فإذا کان حین البعث مطرت الأرض مطر النشور، فتربو الأرض، ثمّ تُمخَضوا مخض السقاء، فیصیر تراب البشر کمصیر الذہب من التراب إذا غُسِل بالماء، و الزبد من اللبن إذا مُخِض، فیجتمع تراب کل قالب إلی قالبہ، فینتقل بإذن اللہ القادر إلی حیث الروح، فتعود الصور بإذن المصوّر کھیئتهاو تلج الروح فیہا، فإذا قد استویٰ لاینکر من نفسہ شیئاً“۔ [103]

”بے شک روح اپنے (مخصوص) مقام پر رہتی ھے، مرد محسن کی روح وسعت اور نور میں رہتی ھے، جبکہ بدکار شخص کی روح تاریکی اور تنگی میں رہتی ھے، اور انسان کا بدن مٹی بن جاتا ھے جیسا کہ اس کی خلقت مٹی سے هوئی تھی، اور جو اعضاء بدن درندوں اور حیوانوں کے حوالۂ شکم هوگئے هینیہ تمام مٹی میں اپنے اس پروردگار کے پاس محفوظ رہتے هیں جس زمین کی تاریکی میں بھی کوئی ذرہ پوشیدہ نهیں ھے، وہ خدا تمام چیزوں کی تعداد حتی کے اس کے وزن کو بھی جانتا ھے۔۔۔ جب خداوندعالم معاد کا ارادہ فرمائے گا تو نشور(یعنی دوبارہ زندگی) کی بارش برسائے گا،جس سے زمین پھول جائے گی اور مکھن کی طرح سب چیزوں کو باہر نکال دے گی ، انسان کی مٹی ایسی هوجائے گی جس سے مٹی سے سونے کو دھوکر صاف کردیا جائے اور جس طرح دودھ بلوکر گھی الگ کردیا جاتا ھے، اس وقت تمام چیزوں کی مٹی ان کے بدن میں پہنچ جائے گی، اس وقت خداوندعالم کے حکم سے وہ روح کی طرف بڑھےں گے، دوبارہ صور پھونکا جائے گا اور ان میں روح واپس آجائے گی، اور جب حساب و کتاب هوگا تو کوئی اپنے نفس کا انکار نهیں کرپائے گا۔

دوسرا قول: معادِ روحانی

اکثر فلاسفہ کایہ عقیدہ ھے کہ معاد روحانی ھے، کیونکہ انهوں نے اس بات کو ممکن نهیں مانا ھے انسان کا بدن ختم هونے کے بعد دوبارہ اسی حالت میں پلٹ جائے، چنانچہ کہتے هیں کہ بے شک بدن اپنی صورت اور اعراض کے ساتھ معدوم (نابود) هوجاتا ھے اور روح و جسم کا رابطہ ختم هوجاتا ھے، لہٰذا دوبارہ وهی بدن نهیں لوٹ سکتا، کیونکہ ”المعدوم لایعاد“ (معدوم هونے والی شئے دوبارہ نهیں لوٹ سکتی)، لیکن روح انسانی غیر قابل فنا جوہر ھے [104] اسی وجہ سے ان لوگوں نے معاد کو صرف روحانی قرار دیا ھے، کیونکہ اس کو فنا نهیں هوتی۔

لیکن جیسا کہ آپ حضرات نے ملاحظہ فرمایا کہ قرآنی آیات اور احادیث نبوی اس سے هم آہنگ نهیں ھے، کیونکہ قرآن مجید اور سنت نبوی (ص)میں اس بات کی وضاحت هوئی ھے کہ انسان روز قیامت اپنے اسی بدن کے ساتھ محشور کیا جائے گا، لیکن بعض وہ مسلمان فلاسفہ جو معاد روحانی کے قائل هیں انهوں نے ثواب و عقاب کو بھی روحانی لذت یاروحانی اور عقلی عذاب مراد لیا ھے، انهوں نے دلائل شرعیہ (قرآن و احادیث) کے ظواہر کی تاویل و توجیہ کی ھے تاکہ ان کے عقلی قاعدہ سے مطابقت کرلے، لہٰذا انهوں نے ان قرآنی آیات کی بہت سی تاویل کرڈالی جو جنت یا دوزخ میں محسوس ثواب و عقاب پر دلالت کرتی هیں،انهوں نے عذاب و ثواب کو روحانی یا عقلی عذاب و ثواب کے لئے حسّی مثال کے عنوان سے مانا ھے، کیونکہ عوام الناس کا ذہن امور حسی کو درک کرتا ھے عقلی اور فلسفی امور کو سمجھنا مشکل هوتا ھے، تاکہ عوام الناس محسوس عذاب و ثواب سمجھ کر خداوندعالم کی اطاعت و فرمانبرداری کریں۔

شیخ الرئیس ابن سینا کے سلسلے میں مشهور ھے کہ وہ معاد جسمانی کے منکر تھے اور روحانی معاد کے قائل تھے [105] یہاں تک غزالی نے اپنی کتاب ”تہافت الفلاسفہ“ میں ابن سینااور بعض دوسرے فلسفی علماء کے کفر کا فتویٰ دیا کیونکہ ان لوگوں نے معاد جسمانی کے انکار کیا ھے [106]

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

لیکن حق اور انصاف یہ هے کہ ابن سینا نے اپنی معروف کتابوں میں معاد جسمانی کا صاف طور پر انکار نہیں کیا هے، بلکہ هم دیکھتے هیں ان کی کتاب ”الشفاء“ جو کہ ان کی سب بڑی کتاب هے اس میں جسمانی معاد کو قبول کیا هے اور اسی قول کو حق جانا هے، جس میں کسی طرح کا کوئی شک نہیں هے۔

محقق دوانی ”عقائد العضدیہ“ کی شرح مینتحریر کرتے هیں: شیخ الرئیس ابو علی نے اپنی کتاب ”معاد“ میں جسمانی معاد کا انکار کیا هے اور اس میں مبالغہ سے کام لیا هے اور اپنے زعم میں جسمادنی معاد کی نفی پر دلیل قائم کی هے، چنانچہ وہ کتاب ”النجاۃ و الشفاء“ میں تحریر کرتے هیں : معلوم هونا چاہئے کہ معاد سے وهی مراد هے جس کو شریعت میں بیان کیا گیا هے، اور معاد کے اثبات کے لئے سوائے آیات قرآنی کے کوئی دوسرا راستہ نہیں هے، لیکن روز قیامت ثواب و عذاب کیسے هوگا اس کا معلوم هونا ضروری نہیں هے ، شریعت اسلام میں همارے سید و سردار حضرت محمد مصطفی (ص)نے تفصیل بیان کی هے جو بدن سے مناسب هے، اور اسی کو عقل اور قیاس برہانی سے درک کیا جاتا هے، اور اسی کی تصدیق رسول اکرم نے فرمائی هے، اور یهی سعادت و شقاوت انسانی نفس کے لئے ثابت هیں، اگرچہ اس وقت هماری عقلیں اس کے تصور سے قاصر هیں ۔ [107]

استاد فتح اللہ خلیفة نے اپنے درس کے دوران ابن سینا کے لئے ثابت کیا هے کہ وہ معاد جسمانی کے قائل هیں اور اس میں کسی طرح کا کوئی شک وشبہ نہیں هے۔ [108]

جس طرح سے بعض لوگوں کا گمان هے کہ غزالی بهی معاد جسمانی کے منکر هیں جب کہ حق انصاف یہ هے کہ وہ جسمانی معاد کے قائل تھے بهر حال شارح مقاصد کہتے هیں:امام غزالی نے روحانی معاد کی تحقیق اور روح سے متعلق ثواب و عقاب کی قسموں کے بارے میں ایک حد تک مبالغہ سے کام لیا هے، جس کی وجہ سے بہت سارے اعتراض و اوہام نے جنم لے لیا هے یہاں تک کہ بعض عوام الناس کی زبانوں سے امام غزالی کی نسبت یہ بیان سنا گیا کہ آپ جسمانی معاد کے منکر تھے، حالانکہ امام غزالی نے اپنی کتاب

”الاحیاء“ اور دیگر کتابوں میں اس بات کی تصریح کردی هے کہ جسمانی معاد هے اور اس کا منکر کافر هے اور بعض کتابوں میں اس بات کی تشریح اس بنا پر نہیں کی هے کہ وہ جسمانی معاد کو ایک ظاہر و روشن مسئلہ سمجھتے تھے جس کی وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں هے۔ [109]

جسمانی معاد کا انکار

تمام انبیاء و مرسلین علیهم السلام کی قوم نے جب عقیدۂ معاد کاانکار کیا تو سبهی نے اپنے قوم کو سمجهایا هے، اور قیامت کے سلسلے میں دلائل قائم کئے هیں، اور اس سلسلے میں بہت سے مصائب اور ناروا تهمتیں برداشت کی هیں، ارشاد الٰهی هوتا هے:

[110]

”اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کا کہنا هے کہ هم تمهیں ایسے آدمی کا پتہ بتائیں جو یہ خبر دیتا هے کہ جب تم مرنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے هوجاؤ گے تو تمهیں نئی خلقت کے بهیس میں لایا جائے گا “۔

جبکہ معاد کے سلسلے میں وحی اور عقل کے ذریعہ واضح طور پر دلائل بیان کئے گئے هیں، یہاں تک کہ خداوندعالم نے معاد کے سلسلہ کهاهے(یعنی اس میں کوئی شک نہیں هے) جیسا کہ خداوند عالم نے جناب ابراهیم علیہ السلام کے لئے پرندوں کو زندہ کیا، مقتول بنی اسرائیل کو دوبارہ زندہ کیا، جناب عُزیر اور اصحاب کهف کو زندہ کیا وغیرہ وغیرہ یہ تمام زندہ مثالیں هیں تاکہ انسان یہ بات ذہن نشین کرلے کہ قدرت خدا اس بات پر قادر هے کہ وہ انسان کو دوبارہ بهی زندہ کرسکتا هے، پس معلوم یہ هوا جو لوگ معاد کا انکار کرتے هیں ان کی شدت کے ساتھ مذمت کرتی هے۔

گزشتہ اقوام معاد کو انکار کیا کرتے تھے لیکن ان کے پاس ایسی کوئی دلیل نہیں تهی جو حقیقت اور برہان کے مطابق هو، بلکہ ان کا انکار معاد کرنا صرف وهم و گمان کی بنا پر هوتا تها، جبکہ وهم و گمان ،انسان کو حق تک نہیں پہنچاسکتا، ارشاد الٰهی هوتا هے:

< وَقَالُوا مَا هِیَ إِلاَّ حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوتُ وَنَحْیَا وَمَا یُهْلِکُنَا إِلاَّ الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذَلِکَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلاَّ یَظُنُّونَ> [111]

”اور یہ لوگ کہتے هیں کہ یہ صرف زندگانی دنیا هے اسی میں مرتے هیں اور جیتے هیں اور زمانہ هی هم کو هلاک کردیتا هے او رانهیں اس بات کا کوئی علم نہیں هے کہ یہ صرف ان کے خیالات هےں اور بس“۔

گزشتہ اقوام صرف وجود معاد کو بعید سمجھتے تھے جس کی کوئی علمی ارزش نہیں هے، بلکہ یہ توان کی نافهمی پر خود دلیل هے کہ وہ حق و حقیقت تک پہنچنے کے لئے دلیل اور برہان کو سمجھنے سے قاصر تھے اور خداوندعالم کی موجود

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

نعمتوں اور ملک عظیم کو نہیں سمجھ پاتے تھے۔
گزشتہ اقوام کے نزدیک قیامت کے انکار کی اصل وجہ دنیاوی مقاصد اور شہوت پرستی وغیرہ جیسے بُرے مقاصد میں رکاوٹ تھی (کیونکہ قیامت کا عقیدہ دنیاوی مقاصد اور شہوت پرستی میں روکاٹ بنتا تھا)تاکہ ایمان و تقویٰ کے قید سے آزاد رہکر ہر برائی اور شہوت میں غرق رھیں،کیونکہ اگر ایمان قبول کرتے ھیں تو قیامت پر بھی عقیدہ رکھنا لازم تھا لہٰذا ان عقائد کو چھوڑ کر ہر برائی اور ظلم و جور کو اپنے لئے روا جانتے تھے؛

< بَلْ يُرِيدُ الْإِنسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ> [112]

”بلکہ انسان یہ چاہتا ھے کہ اپنے سامنے برائی کرتا چلا جائے۔وہ یہ پوچھتا ھے کہ یہ قیامت کب آنے والی ھے“۔
اسی وجہ سے ھم دیکھتے ھیں کہ وہ ظالم و جابر جنھوں نے دنیا میں ظلم و جور اور برائیاں پھیلائیں وہ لوگ اپنی ھوا و ھوس اور شہوت پرستی میں غرق رھے، لہٰذا انھوں نے روز قیامت کا اقرار نہیں کیا یھی نہیں بلکہ اپنی برتری اور فضیلت کو ثابت کرنے کے لئے قیامت کو بعید از عقل جانا، جیسا کہ جناب ھود علیہ السلام کی قوم کے بارے خداوندعالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ھے:

< وَقَالَ الْمَلَأُمِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْأَخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاہُمْ فِی الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا ہَذَا إِلاَّ بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا أَنَّكُمْ مُخْرَجُونَ ہَيْہَاتَ ہَيْہَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ إِنْ ہِیَ إِلاَّ حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ إِنْ ہُوَ إِلاَّ رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَہُ بِمُؤْمِنِينَ > [113]

”ان کی قوم کے ان رؤساء نے جنھوں نے کفر اختیار کیا تھا اور آخرت کی ملاقات کا انکار کردیا تھا اور ھم نے انھیں زندگانی دنیا میں عیش وعشرت کا سامان دےدیا تھا وہ کہنے لگے کہ یہ تو تمہارا ھی جیسا ایک بشر ھے جو تم کھاتے ھو وھی کھاتا ھے اور جو تم پیتے ھو وھی پیتا بھی ھے۔ اور اگر تم نے اپنے ھی جیسے بشر کی اطاعت کرلی تو یقینا خسارہ اٹھانے والو نمیں سے ھوجاؤ گے۔ کیا یہ تم سے اس بات کا وعدہ کرتا ھے کہ جب تم مرجاؤ گے او رخاک اور ہڈی ھوجاؤگے تو پھر دوبارہ نکالے جاؤ گے حیف صد حیف تم سے کس با ت کا وعدہ کیا جارھاھے۔ یہ تو صرف ایک زندگانی دنیا ھے جہاں ھم مرےں گے او رجئیں گے اور دوبارہ زندہ ھونے والے نہیں ھےں۔ یہ ایک ایسا آدمی ھے جو خدا پر بہتان باندھتا ھے اور ھم اس پر ایمان لانے والے نہیں ھیں“۔
خداوندعالم نے اس بات کی تاکید کی ھے کہ یہ لوگ مستکبر ھیں حق کے سامنے اپنا سر تسلیم کرنے والے نہیں ھیں اور نہ ھی دلیل و برہان کو قبول کرتے ھیں:

< فَالَّذِينَ لاَيُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُہُمْ مُنكِرَةٌ وَہُمْ مُسْتَكْبِرُونَ> [114]

”تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل ھی (اس وضع کے ھیں کہ ہر بات کا) انکار کرتے ھیں اوروہ برے مغرور ھیں“۔
اسی طرح حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفی (ص)کے ھم عصر جاہلوں نے آپ کی نبوت کا انکار کیا کیونکہ وہ بھی قیامت کے وجود کو اپنے وھم و گمان کی بنا پر بعید از عقل جانتے تھے، اور وہ کسی بھی دلیل اور برہان کو نہیں مانتے تھے:

< بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ قَالُوا إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَء نَّا لَمَبْعُوثُونَ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا ہَذَا مِنْ قَبْلُ إِنْ ہَذَا إِلاَّ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ> [115]

”بلکہ جو اگلے لوگ کہتے آئے ویسی ھی باتیں یہ بھی کہنے لگے ‘کہنے لگے کہ جب ھم مر جائیں گے اور (مر کر)مٹی (کا ڈھیر) اور ہڈیاں ھو جائیں گے تو کیا پھر دوبارہ (قبروں سے زندہ کرکے نکالے جائیں گے اس کا وعدہ تو ھم سے اور ھم سے پہلے ھمارے باپ داداؤنسے بھی کیا جاچکا ھے یہ تو بس اگلے لوگوں کے ڈھکوسلے ھیں“۔
اسی وجہ سے قرآن مجید کی آیات نازل ھوئیں تاکہ سختی کے ساتھ ان کی تردید کرےناور تین وجوہات سے ان کے شبہات کا جواب دیں:
پہلی جہت: عقل و وجدان کے مطابق دلائل و براھین قائم کئے، اور قیامت کے ضروری ھونے اور خداوندعالم کے وعدہ کے محقق ھونے کو ثابت کیا، تاکہ انکار کرنے والے کے ذہن سے قیامت کے بعید ھونے والے شبہہ کو دور کردیں،اور ان کے لئے بہترین دلائل بیان کئے، ان براھین میں برہان مماثلہ، برہان قدرت، برہان حکمت اور برہان عدالت ھے جنھیں ھم ”دلائل معاد“ میں مع مثال بیان کرچکے ھیں۔
دوسری جہت: انسانی حقیقت کو بیان کیاکیونکہ جاہلیت کے مشرکین،معاد جسمانی کا انکار کرتے تھے، جیسا کہ قرآن کریم نے ان کے انکار کو نقل کیا ھے:

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

[116]
”کفار کہتے هیں کہ کیا هم الٹے پاؤں(زندگی کی طرف)پھر لوٹیں گے ‘کیا جب هم کھوکھلی ہڈیاں هو جائیں گے ۔کہتے هیں کہ یہ لوٹنا تو بڑ ا نقصان دہ هے “۔
< وَقَالُوا أَءِ ذَا کُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَء نَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِیدًا> [117]
”اور یہ لو گ کہتے هیں کہ جب هم (مر نے کے بعد سڑ گل کر) ہڈیاں رہ جائیں گے اور ریزہ ریزہ (هو جائیں گے)تو کیا از سر نو پیدا کر کے اٹھا ئے جائیں گے“۔
< وَقَالُوا أَءِ ذَا ضَلَلْنَا فِی الْأَرْضِ أَءِ نَّا لَفِی خَلْقٍ جَدِیدٍ> [118]
”اور یہ لو گ کہتے هیں کہ جب هم زمین میں ناپید هو جائیں گے تو کیا هم پھر نیا جنم لیں گے “۔
ان کے جواب میں خداوندعالم نے حقیقت انسان کو بیان کیا اور مثال دی کہ ملک الموت تمہاری روح کو قبض کرلے گا:
< قُلْ یَتَوَفَّاکُمْ مَلَکُ الْمَوْتِ الَّذِی وُکِّلَ بِکُمْ ثُمَّ إِلَی رَبِّکُمْ تُرْجَعُونَ > [119]
”(اے رسول) کہہ دو کہ ملک الموت جو تمہارے اوپر تعینات هے وهی تمہاری روحیں قبض کرے گا اس کے بعد تم سب کے سب اپنے پرور دگار کی طرف لوٹا ئے جاؤگے“۔
یعنی تم لوگ موت کے ذریعہ معدوم (نابود) نهیں هوؤگے اور نہ هی زمین میں مٹی بن کر ختم هوجاؤگے کیونکہ ملک الموت تمہاری روح کو قبض کرے گا جو اس کے قبضہ میں رهے گی اور ناپید نهیں هوگی، اور پھر تمهیں خدا کی بارگاہ میں محشور کیا جائے گا تاکہ تمہارا حساب و کتاب هوسکے تو تمہاری روحوں کو تمہارے بدن میں لوٹایا دیا جائے گااور تم ”تم“ بن جاؤگے [120]
تیسری جہت: روز قیامت کے انکار پر منکرین کو شدید عذاب سے ڈرایا گیا هے، جیسا کہ ارشاد الٰهی هوتا هے:
< وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُہُمْ أَءِ ذَا کُنَّا تُرَابًا أَءِ نَّا لَفِی خَلْقٍ جَدِیدٍ أُوْلَئِکَ الَّذِینَ کَفَرُوا بِرَبِّہِمْ وَأُوْلَئِکَ الْأَغْلَالُ فِی أَعْنَاقِہِمْ وَأُوْلَئِکَ أَصْحَابُ النَّارِ ہُمْ فِیہَا خَالِدُونَ> [121]
”اور اگر تمهیں (اس بات پر) تعجب هوتا هے تو ان کفار کا یہ قول تعجب کی بات هے کہ جب هم (سڑگل) کر مٹی هوجائیں گے تو کیا هم (پھر دوبارہ) ایک نئے جنم میں آئیں گے ۔یہ وهی لوگ هیں جنهوں نے اپنے پرو ر دگار کے ساتھ کفر کیا ۔اور یهی لوگ هیں جن کی گردنوں میں (قیامت کے دن) طوق پڑے هوں گے اور یهی لوگ جهنمی هیں کہ یہ اس میں همیشہ رهیں گے“۔
نیز ارشاد خداوندی هوتا هے:
< وَأَنَّ الَّذِینَ لاَیُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَہُمْ عَذَابًا أَلِیمًا> [122]
”اور یہ بهی کہ بیشک جو لوگ آخرت پر ایمان نهیں رکھتے هیں ان کے لئے هم نے بہت بڑ ا درد ناک عذاب تیا ر کر رکھا هے “۔

ایضاً:
[123]
”اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی هے جو لوگ روز جزا کو جھٹلاتے هیں، اور اس کا انکار صرف وهی کرتے هیں جوحد سے گزرجانے والے گناہگار هیں “۔
جسمانی معاد پر کئے گئے اعتراضات اور ان کے جوابات
جسمانی معاد کے سلسلے میں قدماء او رمتاخرین فلاسفہ نے بہت سے اعتراض کئے هیں، جن کی بازگشت یا صفات خداوندی کی صحیح پہچان نہ هونا هے، خصوصاً ان لوگوں نے لامحدود قدرت خدا اور هر شئ پر محیط اس کے علم کو نهیں سمجھا هے، یا ان اعتراض کی بازگشت عالم آخرت کے صفات اور اس بدن کے خصائص سے جاهل هونا هے جو روز قیامت معبوث کیا جائے گا، چونکہ انهوں نے اس عالم (آخرت) اور اس بدن (جو کہ روز قیامت پلٹایا جائے گا)کو اس مادی عالم(دنیا)اور مادی بدن اور یہاں کے قوانین و نظریات سے مقایسہ کیا هے، لیکن ان کا مقایسہ کرنا صحیح نهیں هے، کیونکہ عالم آخرت ،عالم دنیا سے اپنی تمام ابعاد و جوانب اور خصائص کے لحاظ سے مختلف هے، کیونکہ عالم آخرت میں نظام کائنات بدل جائے گا، اور بساط منظومہ شمسی کو لپیٹ دیا جائے گایہ زمین ایک دوسری زمین میں تبدیل هوجائے گی، لیکن یہ انسان یهی انسان رهے گا اور ایک ایسی زندگی ملے گی کہ اس کے بعد کبهی فنا نهیں هوگی۔
جیسا کہ آپ حضرا ت نے ملاحظہ کیا کہ قرآن کریم اور سنت نبوی (ص)دلالت کرتی هیں کہ انسان کا بدن معدوم اور فنا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

نهیں ہوتا بلکہ ایک دن محشور کیا جائے گا اور اس کی روح اس کے بدن میں لوٹا دی جائے گی، تو وہ انسان بذات خود یہی انسان ہوگا، تاکہ روز جزاء اپنے اعمال کی جزا یا سزا پاسکے، لہٰذا ان تمام باتوں کے پیش نظر معاد کے سلسلے میں اعتراضات کرنا جہالت کی نشانی ہے، لیکن پھر بھی ہم چند اعتراضات بیان کرکے ان کے جوابات پیش کرتے ہیں:

پہلا اعتراض: آکل و ماکول [124]

یہ ایک قدیمی اعتراض ہے، جس کو افلاطون او ردوسرے قدماء اور متاخرین نے (مسلم و غیر مسلم) مختلف عبارتوں کے ذریعہ بیان کیا ہے، جن میں اہم عبارت یہ ہے کہ اگر انسان کسی دوسرے انسان کی غذا بن جائے[125] اور اس کے تمام اعضاء کھالے تو پھر ان دونوں میں سے ایک ہی کو محشور کیا جائے گا، کیونکہ پہلے انسان کے اجزاء باقی ہی نہینر ہے جن سے اس کے اعضاء خلق ہوئے تھے،پس روز قیامت محشور ہونے والا بدن دونوں وجود میں سے کس روح کے ساتھ متعلق ہے؟اگر بدنِ محشور صرف آکل کی روح سے متعلق ہو اور وہ آکل کافر ہو اور ماکول مومن تو اس صورت میں آکل جو کافر ہے اس کو عذاب دینے کے ساتھ مومن کو بھی عذاب دینا لازم آتا ہے اور اگر ماکول کا بدن محشور ہوگا جو مومن ہے تو مومن کو ثواب دینے کی صورت میں کافر کو بھی ثواب دینا لازم آتا ہے کیونکہ مومن کا بدن آکل کا جز بن چکا ہے۔

جواب :

اس اعتراض کا جواب چند طریقے سے دیا جاسکتا ہے:

۱۔ خداوندعالم ہر چیز کا عالم ہے، اور اس کا علم ہر ممکن شئے پر محیط ہے، کائنات کے ذرہ ذرہ کو جانتا ہے، انہیں میں آکل و ماکول کے اجزاء بھی ہیں، لہٰذا خداوندعالم اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے ذریعہ انسان کے تمام اعضاء کو جمع کردے گا، اور اس میں روح ڈال دے گا، چاہے انسان کا بدن کتنا ہی بدل جائے، اس میں نقص پیدا ہوجائے یا بالکل ہی فنا ہوجائے، ارشاد الٰہی ہوتا ہے:

< قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ > [126]

”(اے رسول)تم کہدو کہ اس کو وھی زندہ کردے گا جس نے ان کو (جب یہ کچھ نہ تھے)تو پہلی مرتبہ زندہ کر دکھایا وہ ہر طرح کی پیدائش سے واقف ہے“۔

نیز خداوندعالم نے معاد کا انکار کرنے والوں کے اسی اعتراض کے جواب میں فرمایا:

< أَءِ ذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذَلِكَ رَجْعٌ بَعِيدٌ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِيظٌ> [127]

”بھلا جب ہم مر جائیں گے اور (سڑ گل کر) مٹی ہو جائیں گے تو پھر یہ دوبارہ زندہ ہونا (عقل سے) بعید (بات) ہے ا ن کے جسموں سے زمین جس چیز کو (کھاکھا کر) کم کرتی ہے وہ ہم کو معلوم ہے اور ہمارے پاس تو تحریری یاد داشت کتاب(لوح) محفوظ (موجود)ہے“۔

نیز ارشاد الٰہی ہوتا ہے:

< قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَى قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لاَيَضِلُّ رَبِّي وَلاَيَنسَى> [128]

”فرعون نے پوچھا بھلا اگلے لوگوں کا حال (تو بتاؤ کہ) کیا ہواموسیٰ نے کہاان باتوں کا علم میرے پرور دگار کے پاس کتاب (لوح محفوظ)میں (لکھا) ہواھے پرور دگار نہ بہکتا ہے اور نہ بھولتا ہے “۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام حشر کے بارے میں فرماتے ہیں:

”حتی اذا تصرمت الامور ،و تقضت الدھور ،و ازف النشور، اخرجھم من ضرائح القبور،و اوکار الطیور،واوجرة السباع ،ومطارح المھالک ،سراعا الی امرہ ،مھطعین الی معادہ۔۔“۔[129]

”یہاں تک کہ جب تمام معاملات ختم ہوجائیں گے، اور تمام زمانے بیت جائیں گے اور قیامت کا وقت قریب آجائے گا تو انہیں قبروں کے گوشوں، پرندوں کے گھونسلوں، درندوں کے بھٹوں اور ہلاکت کی منزلوں سے نکالا جائے گا، اس کے امر کی طرف تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے اور اپنی وعدہ گاہ کی طرف بڑھتے ہوئے ،گروہ درگروہ، خاموش، صف بستہ اور ایستادہ۔

لہٰذا حضرت علی علیہ السلام کا فرمان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انسانوں کو روز قیامت محشور کیا جائے گا چاہے ان کو درندوں اور پرندوں ہی نے کھالیا ہو۔

۲۔ حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ایک حدیث میں بیان ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا:جب جناب ابراہیم علیہ السلام

نے دریا کے کنارے ایک میت دیکھی جس کو دریائی اور خشکی کے درندہ کھارهے تھے ، اور ایک دوسرے پر حملہ کررهے هیں تاکہ خود کھائیں اس وقت جناب ابراهیم علیہ السلام کو تعجب هوا اور عرض کی :
< وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى ،(اے میرے پرور دگار تو مجھے بھی دکھا دے کہ تو مردہ کو کیونکر زندہ کرتا هے ؟) تو اس وقت آواز قدرت آئی:
قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ ۔-> [130]
(خدا نے فرمایا کیا تمهیں (اس کا) یقین نهیں ،ابراهیم نے عرض کی (کیوں نهیں) مگر آنکھ سے دیکھنا اس لئے چاہتاهوں کہ میرے دل کو اطمینان هوجائے فرمایا (اچھااگر یہ چاہتے هو) تو چار پرندے لو،تو جناب ابراهیم علیہ السلام نے مور، مرغ، کبوتر او رکوّے کو پکڑا ، آواز قدرت آتی:
فَصُرْهُنَّ إِلَيْک،یعنی ان کو ذبح کرلو اور ان کے گوشت کو آپس میں مخلوط کرلو اور ان کو دس پہاڑوں پر رکھدو، لیکن ان کی چونچوں کو اپنے ہاتھوں میں لے لو، اور پھر ان کو بلاؤ تو وہ بہت تیز دوڑتے هوئے تمہارے پاس آئےں گے، چنانچہ جناب ابراهیم علیہ السلام نے ایسا هی کیا کہ ان پرندوں کے گوشت کو دس پہاڑوں پر رکھ دیا اور ان کوآواز دی، چنانچہ سب کا گوشت اور ہڈی وغیرہ جدا جدا هوکر جناب ابراهیم علیہ السلام کے پاس آگئے، اس وقت جناب ابراهیم علیہ السلام نے کہا:
< [131]
خدا بیشک غالب و حکمت والا هے“۔
کهاجاتا هے کہ یہ حدیث اس بات کے اوپر اشارہ هے کہ خداوندعالم ماکول کے اجزاء کو آکل (کھانے والے) کے بدن میں محفوظ رکھتا هے، اور انهیں کو روز حشرماکول کے بدن میں پلٹا دے گا، جیسا کہ چارپرندوں کے مخلوط اور ایک دوسرے میں ملے هوئے گوشت کو ان کو جسموں تک پہنچادیا۔[132]
۳۔ اس اعتراض کا جواب متکلمین اور فلاسفہ نے بھی دیا هے، جس کا خلاصہ یوں هے کہ روز قیامت انسان کو اصلی اعضاء میںزندہ کیا جائے گا، جن کے ذریعہ اس کی شروع میں خلقت کی گئی هے، اور یہ اعضاء اول عمر سے آخر عمر تک باقی رہتے هیں، مطلق طور پر تمام اعضاء کے ذریعہ روز قیامت انسان کو زندہ نهیں کیا جائے گا، اور ماکول کے وہ اعضاء کھانے والے کے بعد باہر نکل آتے هیں، لہٰذا کھانے والے کا اعادہ لازم نهیںرہتا بلکہ خود ماکول کا اعادہ کیا جائے گا، [133] کیونکہ خداوندعالم نے ان اعضاء کو محفوظ کرلیا هے لہٰذا ان کو کسی دوسرے کے بدن کا حصہ قرار نهیں دیتا۔
اسی جواب سے محقق طوسی رحمة اللہ علیہ نے اتفاق کرتے هوئے کتاب ”شرح تجرید“ میں فرمایا:”ولا يجب إعادة فواضل المكلف“۔علامہ حلّی رحمة اللہ علیہ اس کی شرح کرتے هوئے فرماتے هیں:مکلف کے سلسلے میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا هے، چنانچہ بعض کہتے هیںکہ مکلف نفس مجرد هے (یعنی انسان کی روح پر تکلیف و فرائض واجب کئے گئے هیں) اور محققین کی ایک جماعت کہتی هے کہ مکلف انسان کے وہ اصلی اعضاء هیں جن میں کوئی کمی و زیادتی نهیں هوتی، اورکمی و زیادتی ان اعضاء میں هوتی هے جو اصلی اعضاء سے ملحق هوتے هیں، لہٰذا روز قیامت میں انهیں اصلی اعضاء کو لوٹانا ضروری هے یا روح کو ان اصلی اعضاء کے ساتھ، لیکن ان اصلی اعضاء کے ساتھ ملے هوئے اجزاء کو بعینہ لوٹانا ضروری نهیں هے۔ [134]

دوسرا اعتراض: اعادہ معدوم
کہتے هیں: اعادہ معدوم محال هے [135] کیونکہ اس کا ملازمہ یہ هے کہ ایک وجود میں عدم حلول کرجائے، یعنی جوخود ایک چیز میں موجود هے اس میں عدم آجائے، اگر ایسا هو تو ایک چیز دو چیز بن جائے گی، دوسرے الفاظ میں یہ کهاجائے کہ موت انسان کی فنا هے، اگر دوبارہ اس کو زندہ کیا جائے تو یہ پہلے والے انسان کے علاوہ دوسرا انسان هوگا، اور یہ عدم کے بعد دوسری خلقت هے، اسی کو لوٹا یا نهیں گیاهے، اور مبداء و معاد کے درمیان کوئی رابطہ نهیں هے

جواب:
۱۔ قارئین کرام! فلاسفہ کے لحاظ سے معاد کے معنی یا فنا کے بعد وجود کا نام هے یا اجزاء منتشر هونے کے بعد ان کو جمع کرنے کے معنی میں هے، اور فناء کے بعد کسی چیز کے موجود هونے کو فلاسفہ محال مانتے هیں، لیکن ”لافوزی“ (ت ۱۷۹۴ء) نے مادہ کے سلسلے مینجو قانون مادہ معین کیا هے وہ فلاسفہ کے گزشتہ نظریہ کو باطل کرتا هے، کیونکہ وہ اس بات کی صراحت کرتا هے کہ مادہ فنا نهیں هوتا هے صرف اس کی صورت میں تبدیلی و تغیر پیدا هوتا هے جو اس پر

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

عارض ھوتی ھے،جیسا کہ فلاسفہ کے نزدیک وجود پر عدم طاری نہیں ھوتا اسی طرح مادہ پر عدم طاری نہیں ھوتا، لیکن بعض فلاسفہ اور متکلمین نے اعادہ معدوم کو جائز مانا ھے، چنانچہ بعض فلاسفہ کہتے ھیں: معدوم کا دوبارہ وجود میں آنا محال نہیں ھے، نہ ذات کے لحاظ سے اور نہ اس کے لوازم کے لحاظ سے، ورنہ اگر معدوم کا دوبارہ موجود ھونا محال ھوتا تو اول ھی سے موجود نہ ھوتا، شروع میں کسی چیز کو بنانا مشکل ھوتا ھے لیکن اس کو دوبارہ بنانا پہلے کی نسبت آسان ھوتا ھے، جیسا کہ معتزلی علماء نے ”احوال و ذوات اشیاء“ کا اثبات کیا ھے، چنانچہ کہتے ھیں کہ معدوم بھی ایک چیز ھوتی ھے، جب وہ موجودمعدوم ھوجاتا ھے، تو اس کی مخصوص ذات باقی رہتی ھے، لہٰذا اس کو دوبارہ لوٹانا ممکن ھے، کیونکہ اس کی ذات باقی ھے یہاں تک کہ عدم کی حالت میں بھی، لیکن کبھی اس پر وجود طاری ھوتا ھے اور کبھی عدم۔

اب رھی بات معاد کے دوسرے معنی کی کہ متفرق اعضاء کو دوبارہ ملانے کا نام معاد ھے، بعض مسلم فلاسفہ نے معاد جسمانی کا اقرار کرتے ھوئے کہا: معاد جسمانی اعادہ معدوم نہیں ھے بلکہ متفرق اعضاء کو جمع کرنے کا نام معاد ھے، جسموں کا نابود ھونا معدوم ھونا نہیں ھے بلکہ اعضاء متفرق اور دوسری چیزوں سے مل جاتے ھیں، لہٰذا ان اجزاء کو ایک جگہ جمع کرنا ممکن ھے، کیونکہ خداوندعالم ان اجزاء کو جانتا ھے اور ان کے جمع کرنے پر بھی قادر ھے، کیونکہ اس کا علم ہر ذرہ ذرہ پر محیط ھوتا ھے اور اس کی قدرت تمام ممکنات پر ھے۔ [136]

۲۔جیسا کہ ھم گزشتہ اعتراض کے جواب میں عرض کر چکے ھیں کہ بعض فلاسفہ اور متکلمین نے اس بات کی وضاحت کی ھے کہ انسان کے اصلی اعضاء میں نہ کوئی کمی ھوتی ھے اور نہ کوئی زیادتی، اور نہ ھی وہ فنا ھوتے ھیں، اسی مطلب پر حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی حدیث بھی دلالت کرتی ھے، جیسا کہ کتاب ”کافی“ میں عمار بن موسی نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ھے کہ امام علیہ السلام سے ایک ایسی میت کے بارے میں سوال کیا گیا جس کا بدن بوسیدہ ھوگیا تھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

”نعم حتی لا یبقی لحم ولا عظم الا طینتہ التی خلق منھا ،فانھا لا تبلی ،تبقی فی القبر مستدیرہ حتی یخلق منھا کما خلق اول مرۃ“۔ [137]

”ہاں انسان کا گوشت اور ہڈی باقی نہیں رہتے، لیکن اس کی طینت باقی رہتی ھے اور وہ بوسیدہ نہیں ھوتی، وہ قبر میں بھی باقی رہتی ھے، یہاں تک کہ اسی طینت کے ذریعہ انسان دوبارہ خلق کیا جائے گا جس طرح سے پہلی مرتبہ خلق کیا گیا ھے۔“

۳۔اگر ھم اعادہ معدوم کے محال ھونے کو قبول بھی کرلیں ، لیکن خداوندعالم نے انسان کو اس حال میں خلق کیا کہ ”لم یکن شیئاً مذکورا“ (یعنی انسان قابل ذکر بھی نہیں تھا) وھی خدا اس کو دوبارہ بھی لوٹا سکتا ھے اگرچہ وہ قابل ذکر بھی نہ ھو، چنانچہ ھم نے اس ”برہان قدرت“ کو دلائل قیامت میں بیان کیا ھے۔

۴۔ انسان کی شخصیت صرف روح ھوتی ھے اور وہ خدا کے نزدیک باقی رہتی ھے اور معدوم نہیں ھوتی،اور دوسرا وجود بدن کی خلقت اور روح سے رابطہ ھے، پس اس صورت میں یہ وھی انسان ھوگا نہ کہ اس کے مثل یا اس کے علاوہ، کیونکہ ان دونوں کے درمیان ماھیت (اور حقیقت)مشترک ھے۔

تیسرا اعتراض: تعدد ابدان

کہتے ھیں: دنیا میں انسان کے خُلیے تبدیل ھوتے رہتے ھیں، آج کی سائنس کہتی ھے کہ دس سال میں انسان کی تمام مادی ترکیب بدل جاتی ھیں، مثلاً اگر انسان ساٹھ سال کی عمر میں مرتا ھے تو اس کے بدن کی چھ مختلف ترکیبیں تھیں، تو اگر انسان کو انھیں چھ ترکیبوں کے ساتھ محشور کیا جائے گا تو پھر ایک انسان کے چھ بدن محشور کرنے لازم آئےں گے، او راگر ان میں سے ایک بدن محشور کیا جائے گا تو یہ عدل الٰھی کے خلاف ھے، کیونکہ یھی ایک بدن ان تمام اعمال کے لحاظ سے ثواب یا عذاب دیکھے گا جواس نے تمام عمر میں (مختلف بدن کے ساتھ) انجام دئے ھیں۔

جواب:

دنیا میں انسان کی زندگی خود ھی اس اعتراض کا جواب دیتی ھے کہ اگرچہ سائنس نے ثابت کیا ھے کہ انسان کا بدن دس سال میں بدل جاتا ھے، لیکن پھر بھی اس کی اپنی ایک شخصیت باقی رہتی ھے مثلاً اگر کسی شخص نے جوانی کے عالم میں کسی شخص کو قتل کرڈالا ھو، (اور وہ فرار ھوگیا ھو) تو اس کوبوڑھاپے میں بھی سزا دیتے ھیں ، کیونکہ قتل اسی نے کیا تھا، اور کوئی اس کو خلاف عدل و انصاف نہیں کہتا، یا کوئی یہ نہیں کہتا کہ وہ قاتل یہ نہیں ھے، لہٰذا اسی طرح

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

قیامت کا حساب و کتاب اور جزا یا سزا ھے، جبکہ انسان کی روح اس کے جسم میں دوبارہ ڈال دی جائے گی تو بدن ، وھی بدن ھے ، چاھے وہ جوان محشور کیا جائے یا بوڑھا۔
فیلسوف بزرگوار ملاصدراش کہتے ھیں: حق و انصاف یہ ھے کہ روز قیامت بعینہ انسان کا وھی بدن محشور کیا جائے گا جن اجزاء کے ساتھ اس کو موت آئی ھے، نہ کہ اس کے مثل، چنانچہ اگر کوئی اس کو دیکھے گا تو کھے گا کہ یہ شخص بعینہ وھی شخص ھے جو دنیا میں تھا، پس اگر کوئی شخص جسمانی معاد کا انکار کرے تو گویا اس نے شریعت کا انکار کیا، اور جو شریعت کا انکار کرے وہ عقلی اور شرعی طور پر کافر ھے۔ [138]
خلاصہ یہ ھوا کہ ہر انسان پر یہ عقیدہ رکھنا واجب ھے کہ خداوندعالم انسان کوروز قیامت حساب و کتاب کے لئے محشور کرے گا، لیکن خصوصیات اورکیفیت کیا ھوگی، حساب و کتاب کیسے ھوگا، جنت و دوزخ کیسی ھونگی؟ تو علماء کہتے ھیں ان چیزوں کا تفصیلی طور پر علم حاصل کرنا واجب نھیں ھے، بلکہ اجمالی اور مختصر طور پر عقیدہ رکھنا واجب ھے (کہ انسان کو روز قیامت حساب و کتاب کے لئے دوبارہ زندہ کیا جائے گا)، ھم نے اس کتاب میں مختلف اقوال و مختلف دلائل ذکر کردئے ھیں تاکہ قارئین کرام اس سلسلہ میں غور وفکر کریں چنانچہ جو کچھ ھم نے ذکر کیا ھے وہ صرف بحث و تحقیق کے لئے ھے،(اورقیامت کے سلسلے میں کوئی کسی طرح کا شک و شبہ ھو تو وہ دور ھوجائے اور اعتراض کرنے والوں کا جواب بھی دیا جاسکے۔)

----

[1] عرض اس چیز کو کہتے ھیں جو اپنے وجود کے لئے کسی دوسرے موضع (جگہ)کا محتاج ھوتا ھے (جیسے سیاھی کہ کسی کپڑے یا دیوار وغیرہ پر ھی پر وجود میں آتی ھے)اور جوہر اس چیز کو کہتے ھیں کہ جوبذات خود موجود ھوتا ھو جیسے قلم و دوات وغیرہ، رجوع فرمائیں: تجرید اعتقاد /نصیر الدین الطوسی :۱۴۳۔مکتب الاعلام الاسلامی ،دستور العلماء ۳القاضی الاحمد نگری۱: ۱۹۸ و۳۱۸۔ مؤسسہ الاعلامی ۔بیروت، المقابسات / ابو حیان :۲۵۹۔دار الادب ۔بیروت۔
[2] رجوع کریں :الروح / ابن القیم :۲۱۹و ۱۵۸و ۱۵۹ ۔دارالقلم ۔بیروت ،تفسیر رازی ۲۱:۴۰۔۵۳، روح المعانی / الالوسی ۱۵:۱۵۵۔داراحیاء التراث العربی ۔بیروت بحار الانوار ۶۱:۱۔۱۵۰،دائرۃ المعارف القرن العشرین /محمد فرید وجدی ، ج۳۴۰:۴۔۳۴۶۔دارالفکر ۔بیروت۔
[3] لسان العرب / ابن منظور ۔روح ۔۲:۴۶۳۔۴۶۴۔
[4] سورۂ اسراء آیت۸۵۔
[5] تفسیر رازی ۲۱:۳۸ ،روح المعانی / الالوسی ۱۵:۱۵۲،مجمع البیان / الطبرسی ۶:۶۷۵۔دارالمعرفۃ ۔ بیروت ،میزان / طباطبائی ۱۳/ ۱۹۹۔
[6] راجع :مجمع البیان / الطبرسی ۶:۶۷۴،روح المعانی / الالوسی ۱۵:۱۵۲۔
[7] تفسیر العیاشی ۲:۳۱۷/ ۱۶۳۔المکتبہ العلمیہ الاسلامیہ ۔تہران۔
[8] سورۂ یس آیت۸۲۔۸۳۔
[9] سورۂ قمر آیت۵۰۔
[10] المیزان /علامہ طباطبائی ،ج۱ص۳۵۱وج ۱۲ص۲۰۶وج۱۳ص۱۹۸۔
[11] الکشاف / الزمخشری ۲:۶۹۰۔نشر ادب الحوزہ ،مجمع البیان ی/ الطبرسی ج۶ص۶۷۵۔
[12] تفسیر رازی۲۱:۳۸، مجمع البیان / الطبرسی ۶:۶۷۵۔
[13] سورۂ حجر آیت۲۹۔
[14] سورۂ انبیاء آیت۹۱۔
[15] سورۂ نساء آیت۱۷۱ ۔
[16] تصحیح الاعتقاد /شیخ مفید ص۳۲۔نشر مؤتمر شیخ مفید ۔قم مفردات الراغب ۔روح۔:۲۰۵،روح المعانی / الآلوسی ۱۵:۱۵۶والایہ من سورہ ٔ حج ۲۶۔
(۲)کامل آیت اس طرح ھے: (سورۂ حج آیت۲۶۔)
”جب ھم نے (ابر کے ذریعہ سے) ابراھیم کے واسطے خانہ کعبہ کی جگہ ظاہر کر دی (اور ان سے کھاکہ) میرا کسی چیز کو شریک نہ بنانا اور میرے گھر کو طواف اور قیام اور رکوع اور سجود کرنے والوں کے واسطے صاف ستھرا رکھنا“۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

[17] سورۂ مریم آیت١٧۔
[18] تفسیر القمی ٢:٤٨۔دار الکتاب قم۔
[19] سورۂ شعراء آیت١٩٣۔١٩٤۔
[20] سورۂ نحل آیت١٠٢۔
[21] تفسیر قمی ج ١ص ٣٩٠۔
[22] تفسیر میزان / طباطبائی ج١٤ص٣٦۔
[23] سورۂ نباء آیت٣٨۔
[24] سورۂ قدر آیت٤۔
[25] بصائر الدرجات / الصفار :٤/٤٨٤مؤسسہ الاعلمی تہران۔
[26] تفسیر القمی ٢:٤٠٢۔
[27] سورۂ شوریٰ ٥٢۔"اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم کی روح (قرآن میں)تمہاری وحی کے ذریعہ بھیجی"۔
[28] اصول کافی، شیخ کلینی، ج ١/١:٢١٤۔
[29] سورۂ مجادلہ آیت ٢٢۔
[30] اصول کافی،شیخ کلینی ٢:١٢حدیث١،و٥/١٣۔
[31] اصول کافی، شیخ کلینی، ج ١١/٢:٢١٣۔
[32] قرب الاسناد / الحمیری :١٧ ۔مکتبہ نینوا، تہران۔
[33] سورۂ انعام آیت١٢٢۔ تفسیر میزان / طباطبائی ١٩:١٩٧۔
[34] سورۂ نحل آیت ٢۔
[35] سورۂ غافر آیت١٥۔
[36] تفسیر القمی ١:٣٨٢۔
[37] تفسیر رازی ٢١:٣٨، روح کی اصطلاحات کے سلسلے میںرجوع کریں،انباء بما فی کلمات القرآن من اضواء / الکرباسی ٣:١١٣۔مطبعہ الاداب ۔النجف ،مفردات الراغب ۔روح:٢٠٥،المصباح المنیر/ الفیومی ۔روح ۔١:٢٩٥،لسان العرب ۔روح ۔٢:٤٥٥۔نفس ۔٦:٢٣٣۔
[38] الاربعین /شیخ بہائی :٤٩٩۔جامعہ مدرسین ۔قم۔
[39] تفسیر میزان / طباطبائی ١:٣٦٤،المعاد / المطہری :٢٢٤۔مؤ سسہ ام القری۔
[40] تفسیر میزان / طباطبائی ١:٣٥٠۔
[41] بحار الانوار ٦١:٧٣۔٧٧عن شرح المواقف والصحائف الالہیہ ۔
[42] رجوع فرمائیں: دائرة معارف القرن العشرین / وجدی ٤:٣٣٠،الادلة الجلیة فی شرح الفصول النصیریہ / عبد الله نعمة :٨١٧۔
[43] الادلة الجلیة فی شرح الفصول النصیریہ / عبد الله نعمة :١٨٤۔١٨٥۔
[44] تفسیر رازی ٢١:٥٢۔٥٣،تفسیر میزان /طباطبائی ١:٣٦٥۔٣٧٠،دائرہ معارف القرن العشرین / وجدی ٤:٣٣٢،التفسیر الامثل ٩:١٠٥۔١٠٧ ۔مؤسسہ البعثہ ،بیروت ۔
[45] معاد / شہید مطہری :١٦٩۔١٧٨۔مؤ سسہ ام القری ،روح المعانی / آلوسی ١٥:١٥٧،دائرہ معارف القرن العشرین / وجدی ٤:٣٢٤۔٣٢٦۔
[46] دائرہ معارف القرن العشرین / وجدی ٤:٣٢٧۔
[47] سورۂ مومنون آیت١٤۔
[48] اعتقادات،شیخ صدوقبشش٥٠۔
[49] اعتقادات،شیخ صدوقبشش:٤٧۔
[50] کشف المراد فی شرح تجرید اعتقاد / علامہ حلّیش،ص١٩٥۔
[51] المسائل السرویہ /شیخ مفید :٥٩۔مؤ تمر شیخ مفید ۔قم،الاربعین ٣ البہائی :٤٩٩۔٥٠٠،بحار الانوار / علامہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

مجلسیش۱۳:۶۱و۷۵ـ۷۶،تفسیر رازی ۲۱:۴۵،روح البیان / الالوسی ۱۵:۱۵۶،دائرہ معرف القرن العشرین / وجدی ۴:۳۳۸۔
[52] حق الیقین / عبداللہ شبر ۲:۴۸۔
[53] معاد /علامہ مطہری :۱۶۹ـ۱۷۰،فلسفتنا/ شھید صدرش:۳۳۵ـدار التعارف ،بیروت ۔
[54] سورۂ بقرة آیت۱۵۴۔
[55] سورۂ آل عمران آیت۱۶۹۔
[56] سورۂ فجر آیت۲۶ـ۳۰۔
[57] المیزان ، علامہ طباطبائی ۱:۳۵۰،تفسیر رازی ۲۱:۴۰ـ۴۱۔
[58] سورۂ غافر آیت۴۵ـ۴۶۔
[59] سورۂ نوح آیت۲۵۔
[60] تفسیر رازی۲۱:۴۲۔
[61] سورۂ مومنون آیت۱۲ـ۱۴۔
[62] سورہ مومنون آیت ۱۴۔
[63] تفسیر رازی ، ج۲۱ص ۵۱، تفسیر المیزان، علامہ طباطبائی ج ۱ص ۳۵۲۔
[64] سورۂ سجدة آیت۷ـ۹۔
[65] سورۂ حجر آیت۲۹،سورۂ ص آیت۷۲۔
[66] تفسیر رازی ۲۱:۵۱۔
[67] سورۂ زمر آیت۴۲۔
[68] مجمع البیان /علامہ طبرسیش،ج ۸ص۷۸۱۔
[69] کاشف ، علامہ مغنیہ ۶:۴۱۹ـدار العلم للملایین ـبیروت ۔
[70] المیزان ، علامہ طباطبائی ۱:۳۵۱۔
[71] سورۂ اسراء آیت۸۵۔
[72] سورۂ یس آیت۸۲۔
[73] سورۂ یٰس آیت۸۲۔
[74] تفسیر میزان / طباطبائی ۱:۳۵۱ـ۳۵۲۔
[75] تصحیح اعتقاد ، شیخ مفیدش :۹۱ـ۹۲ـمؤتمر شیخ مفید۔
[76] تصحیح اعتقاد ، شیخ مفید :۹۱تا۹۲۔
[77] تصحیح اعتقاد ، شیخ مفید :۹۲۔
[78] السیرة النبویہ /ابن ہشام ۲:۲۹۲ـمصطفی البابی الحلبی ـمصر ۔
[79] تفسیر رازی ۲۱:۴۱۔
[80] تصحیح اعتقاد، شیخ مفید :۹۳۔
[81] کافی / کلینی ۳:۲۴۳/۱۔
[82] کافی / کلینی ۳:۲۴۵/۴۔
[83] کافی / کلینی ۳:۲۴۵/۱۔
[84] نہج البلاغہ / تحقیق صبحی الصالح :۵۰۵/ الحکمہ (۲۰۵)
[85] دائرة المعارف القرن العشرین /وجدی،ج ۴،ص۳۷۷ـ۳۷۸۔
[86] اس کی ” المجھول والمسائل الروحیہ “ نامی کتاب بھی ھے جس میں درج ذیل چند نظریات بھی بیان کئے گئے ھیں:
۱۔ روح ،جسم سے ایک مستقل موجود ھے۔
۲۔ روح کے سلسلہ میں اب تک بہت سی چیز نامعلوم ھیں۔
۳۔ روح بدن کے بغیر ھی موثر کرسکتی ھے یا موثر ھوسکتی ھے ۔
[87] رجوع کریں : اصول العقائد فی الاسلام ، تالیف لاری ۴:۸۹و۹۲ـ۹۴ـالدار الاسلامیہ ـبیروت ـ الحیاة بعد الموت /رضا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

المطوّف السماوی: ۲۹۷۔۳۱۵۔ دارالزہراء۔ بیروت ، دائرہ معارف القرن العشرین / وجدی ۳۶۵:۴۔۲۴۰۰ ۲۴۰۰ ۴۰۰:۱۰۔۴۰۹۔

[88] سورۂ نور آیت۲۴۔

[89] سورۂ ابراھیم آیت۴۸۔۵۱۔

[90] سورۂ قیامۃ آیت۳۔۴۔

[91] سورۂ یس آیت۷۸۔۷۹۔

[92] سورۂ یٰس آیت ۵۱۔۵۴۔

[93] سورۂ طہٰ آیت ۵۵۔

[94] سورۂ یٰس آیت۶۵۔

[95] سورۂ فصلت آیت ۲۰۔

[96] درج ذیل آیات کی طرف اشارہ ھے < فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَلِكَ يُحْيِي اللهُ الْمَوْتَى وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ> (سورۂ بقرۃ ۷۳)

< أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَہِیَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِہَا قَالَ أَنَّى يُحْيِي ہَذِهِ اللهُ بَعْدَ مَوْتِہَا فَأَمَاتَہُ اللهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّہْ وَانظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُہَا ثُمَّ نَكْسُوہَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَہُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاہِيمُ رَبِّ أَرِنِی كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِی قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنْ الطَّيْرِ فَصُرْہُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِنْہُنَّ جُزْءً ا ثُمَّ ادْعُہُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللهَ عَزِيزٌ حَكِيم> (سورۂ بقرہ ۲۵۹۔۲۶۰)

< سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَابِعُہُمْ كَلْبُہُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُہُمْ كَلْبُہُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُہُمْ كَلْبُہُمْ قُلْ رَبِّی أَعْلَمُ بِعِدَّتِہِمْ مَا يَعْلَمُہُمْ إِلاَّ قَلِيلٌ فَلاَتُمَارِ فِيہِمْ إِلاَّ مِرَاءً ظَاہِرًا وَلاَتَسْتَفْتِ فِيہِمْ مِنْہُمْ أَحَدًا وَلاَتَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّی فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا إِلاَّ أَنْ يَشَاءَ اللهُ وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَى أَنْ يَہْدِيَنِی رَبِّی لِأَقْرَبَ مِنْ ہَذَا رَشَدًا وَلَبِثُوا فِی كَہْفِہِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا> (سورۂ کہف۲۲۔۲۵۔)

[97] سورۂ واقعہ آیت۱۵۔۲۳۔

[98] سورۂ نساء آیت۶۵۔

[99] نہج البلاغہ/صبحی الصالح:۱۰۸۔خطبہ نمبر (۸۳)۔ترجمہ ص ۱۳۵، علامہ جوادیش۔

[100] امالی صدوق :۲۵۸/۲۴۳مؤ سسہ البعثۃ ۔قم ،حق الیقین / عبداللہ شبر ۵۴:۲،بحار الانوار / علامہ مجلسیش۳۳:۱/۷/۱عن الامالی و ۳۹:۸/۷/۸ عن اتفسیر علی بن ابراھیم ۔

[101] الا سفار / صدر المتالھین ۱۶۵:۹،المبدا و المعاد / صدر المتالھین :۳۷۵۔

[102] حق الیقن/عبد اللہ شبر ۳۸:۲۔۳۹۔

[103] الاحتجاج ۳ الطبرسی :۳۵۰۔

[104] الاسفار / صدر المتالھین ۱۶۵:۹،شرح الموقف ۳ الجرجانی ۲۹۸:۸۔۳۰۰۔

[105] الاضحویہ فی المعاد ی/ ابن سینا :۱۲۶۔ المؤ سسہ الجامعہ ۔بیروت۔

[106] تہافت الفلاسفہ / الغزالی :۲۳۵۔۲۵۳۔بیروت ۔۱۹۳۷۔

[107] الشفا ء ۔الالھیات / ابن سینا :۴۲۳۔القاہرہ بحار الانوار / علامہ مجلسیش،ج۷ص۵۰۔

[108] ابن سینا و مذھبہ فی النفس / فتح اللہ خلیفۃ :۱۱۷،بیروت ،۱۹۷۴۔

[109] بحار الانوار / علامہ مجلسیش۷: ۵۲۔

[110] سورۂ سباء آیت ۷۔۸۔

[111] سورۂ جاثیۃ آیت۲۴۔

[112] سورۂ قیامۃ آیت۵۔۶۔

[113] سورۂ مومنون آیت۳۳۔۳۸۔

[114] سورہ نحل آیت۲۲۔

[115] سورۂ مومنون آیت۸۱۔۸۳۔

[116] سورۂ نازعات آیت۱۰۔۱۲۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

[117] سورۂ اسراء آیت۴۹ و۹۸۔
[118] سورۂ سجدة آیت ۱۰۔
[119] سورۂ سجدة آیت۱۱۔
[120] تفسیر المیزان / علامہ طباطبائی ،ج۱۱ص۲۹۹۔
[121] سورۂ رعد آیت۵۔
[122] سورۂ اسراء آیت ۱۰۔
[123] سورۂ مطففین آیت ۱۰۔۱۲۔
[124] یعنی کھانے والا اور کھائی جانے والی چیز۔
[125] مثلاً انسان مرنے کے بعد مٹی بن جائے، اور مٹی ،پھلوں یا سبزیوں میں تبدیل ھوجائے اور ان سبزیوں اور پھلوں کو انسان کھالے۔
[126] سورۂ یس آیت۷۹۔
[127] سورۂ ق آیت۳۔۴۔
[128] سورۂ طہ آیت ۵۱۔۵۲۔
[129] نہج البلاغہ / صبحی الصالح :۱۰۸خطبہ نمبر (۸۳)ترجمہ،علامہ جوادی ش ص ۱۳۵ ۔
[130] سورۂ بقرہ آیت۲۶۰۔
[131] تفسیر قمی،ج۱،ص۹۱۔
[132] بحار الانوار / علامہ مجلسیش،ج۷،ص۳۷۔
[133] شرح المواقف ۳ الجرجانی ۸:۲۹۶۔مطبعہ السعادہ ۔مصر ،المبداء والمعاد / صدر الدین الشیرازی ۳۷۶۔
[134] کشف المراد /علامہ حلیش :۴۳۱۔۴۳۲۔
[135] معدوم (یعنی نابود) ھونے والی چیز کا دوبارہ پہلی والی چیز بننا محال اور ناممکن ھے۔
[136] شرح ا لمواقف / الجر جانی ،ج۸،ص۲۸۹۔۲۹۴۔مطبعہ السعادہ ۔مصر ۔ الادلہ الجلیہ فی شرح الفصول النصیریہ / عبد اللہ نعمة :۲۱۲۔۲۱۳۔
[137] اصول کافی / شیخ کلینی ،ج۳،ص۷/۲۵۱،بحار الانوار،ج ۷،ص۴۳، حدیث ۲۱۔
[138] المبداء والمعاد /ملا صدرا:۳۷۶۔

چوتھی فصل

منازل الآخرت

انسان کے مرنے کے بعد خدا کے حضور میں جانے تک متعدد سخت ترین منزلیں ھینجن سے گزرکر آخرت کی منزل تک پہنچنا ھے، اور یہ اتنی سخت منزلیں ھیں کہ اگر ان کو حالت احتضار (یعنی مرنے کے وقت) کے ساتھ مقایسہ کیا جائے تو موت کی منزل بہتر اور آسان دکھائی دے گی۔
مصحف ناطق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ھیں:
”ان بین الدنیا والاخرة الف عقبة ،اھو نہا و ایسرھا الموت“۔[1]
”(موت کے بعد) دنیا اور آخرت کے درمیان ہزار خطرناک گھاٹیاں ھیں (جن سے گزرکر جانا ھے) اور ان میں سب سے آسان مرحلہ موت ھے“۔
قارئین کرام! ھم یہاں پر مختصر طور پر ان منزلوں کو پانچ بحثوں مینبیان کرتے ھیں جنھیںانسان طے کرے گا۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

پہلی بحث : موت اور اس کی سختیاں

روز قیامت تک پہنچنے کے لئے سب سے پہلی منزل هے، اور یہ آخرت تک پہنچنے کے لئے پہلی نشانی هے۔ حضرت رسول اکرم (ص)فرماتے هیں:

”الموت القیامة ،اذا مات احدکم فقد قامت قیامتہ،یری ما لہ من خیر و شر“۔[2]

”موت هی قیامت هے، جب تم مینسے کوئی شخص مرتا هے تو اس کی قیامت آجاتی هے وہ اپنے کئے اعمال کی جزا یا سزا کو دیکھ لیتا هے۔“

اسی طرح حضرت علی علیہ السلام فرماتے هیں:

”الموت باب الاخرة“۔[3]

”موت آخرت کا دروازہ هے“۔

موت سے مراد انسان کی روح قبض هونا اور جسم و روح کے رابطہ کا خاتمہ هے، یا دنیاوی زندگی سے اُخروی دنیا تک منتقل هوجانے کا نام هے، اور یہ ”فعل اللہ“ یعنی اللہ کا کام هے، جیسا کہ ارشاد هوتا هے:

< ہُوَ الَّذِی یُحْیِي وَیُمِیتُ فَإِذَا قَضَی اٴَمْرًا فَإِنَّمَا یَقُولُ لَہُ کُنْ فَیَکُونُ>[4]

”وہ وهی خدا هے جو جلاتا اور مارتا هے پھر جب وہ کسی کام کو کرنے کی ٹھان لیتا هے تو بس اس سے کہہ دیتا هے کہ هوجا تو وہ فوراً هوجاتا هے“۔

بے شک خداوندعالم نے یہ ذمہ داری یعنی قبض روح کا کام ملک الموت کے حوالہ کررکھا هے، ملک الموت هی حکم خداوندی سے انسان کی روح کو قبض کرتا هے:

< قُلْ یَتَوَفَّاکُمْ مَلَکُ الْمَوْتِ الَّذِی وُکِّلَ بِکُمْ ثُمَّ إِلَی رَبِّکُمْ تُرْجَعُونَ >[5]

”(اے رسول) کہدو کہ ملک الموت جو تمہارے اوپر تعینات هے وهی تمہاری روحیں قبض کرے گا اس کے بعد تم سب کے سب اپنے پرور دگار کی طرف لوٹا ئے جاؤ گے ‘ ‘ ۔

اور خداوندعالم نے ملک الموت کے لئے دیگر فرشتوں کو اعوان و انصار مقرر فرمایا هے جو اسی کے حکم سے روح قبض کرتے هیں اور ان کا فعل خدا کا فعل هوتا هے، ارشاد هوتا هے:

< حَتَّی إِذَا جَاءَ اٴَحَدَکُمْ الْمَوْتُ تَوَفَّتْہُ رُسُلُنَا وَہُمْ لاَیُفَرِّطُونَ> [6]

”یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے تو همارے فرستادہ (فرشتے)اس کو(دنیا سے)اٹھا لیتے هیں اور وہ(همارے حکم میں ذرا بھی)کوتاهی نهینکرتے“۔

خداوندعالم ملک الموت کے ذریعہ انسان کو موت دیتا هے:

[7]

”اللہ هی هے جو روحوں کو موت کے وقت اپنی طرف بلا لیتا هے“۔

اسی مطلب کی طرف حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث اشارہ کرتی هے، جیسا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا هے:

”ان اللہ جعل لملک الموت اعوانا من الملائکة ،یقبضون الارواح،بمنزلة صاحب الشرطة لہ اعوان من الانس ،یبعثهم فی حوائجہ، فتتوفاهم الملائکة ،و یتوفاهم ملک الموت من الملائکة مع ما یقبض هو،و یتوفا ها اللہ تعالیٰ من ملک الموت “۔[8]

”خداوندعالم نے ملک الموت کے لئے دیگر فرشتوں کو ناصر و مددگار بنایا هے، جو انسانوں کی روحوں کو قبض کرتے هیں جیسے انسانوں میںداروغہ کے ساتھ پولیس اور دیگر ناصرو مددگار هوتے هیں، اور انهیں اپنی حاجتیں پورا کرنے کے لئے ادھر اُدھر بھیجتا هے اسی طرح ملک الموت دیگر فرشتوں کو روح قبض کرنے کے لئے بھجتا هے اور ان فرشتوں کی روح خود ملک الموت قبض کریں گے اور ملک الموت کو خود خدا موت دے گا“۔

موت کی سختیاں

موت وہ حقیقت هے جو عالم کائنات میں انسانی زندگی کی آخری منزل هے، جس سے کوئی بھی فرار نهیں کرسکتا، جیسا کہ ارشاد الٰهی هوتا هے:

< قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِی تَفِرُّونَ مِنْہُ فَإِنَّہُ مُلاَقِیکُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَی عَالِمِ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَةِ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنتُمْ تَعْمَلُونَ> [9]

”(اے رسول) تم کہدو کہ موت جس سے تم لوگ بھاگتے هو وہ تو ضرور تمہارے سامنے آئے گی پھر تم پو شیدہ اور ظاهر کے جاننے والے (خدا) کی طرف لوٹا دیئے جاؤگے پھر جو کچھ بھی تم کرتے تھے وہ تمهیں بتا دے گا“۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

موت اور اس کی سختیوں کے بارے میں بہت سی آیات و روایات میں تفصیل بیان ہوئی ہے، جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

”وان للموت لغمرات هی افظع من ان تستغرق بصفة ،او تعتدل علی عقول اهل الدنیا“-[10]

”بے شک موت کی سختیاں ایسی ہی ہیں جو اپنی شدت میں بیان کی حدوں میں نہیں آسکتی، اور اہل دنیا کی عقول کے اندازوں پر پوری نہیں اترسکتی ہیں“۔

ہم ذیل میں قرآن و حدیث کی روشنی میں موت کی بعض سختیوں کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

١۔ حالت احتضار(جانکنی): حالت احتضار سے مراد ملک الموت یا اس کے اعوان و انصار کا حاضر ہونا ہے چاہے وہ ملائکہ رحمت ہوں یا ملائکہ عذاب، تاکہ مرنے والے کی روح کو قبض کریں، اور یہ سب سے مشکل ترین مرحلہ ہے کیونکہ ملائکہ کو دیکھ کر اس پر بہت زیادہ خوف و وحشت طاری ہوتی ہے، حضرت امام زین العابدین علیہ الصلاة و السلام فرماتے ہیں:

”اشد ساعات ابن آدم ثلاث ساعات :الساعة التی یعاین فیها ملک الموت ،والساعة التی یقوم فیها من قبره ،والساعة التی یقف فیها بین یدی الله تبارک و تعالیٰ ،فاما الی الجنة ،واما الی النار“-[11]

”انسان کے لئے تین موقع بڑے سخت ہوتے ہیں: ایک موقع وہ جب انسان ملک الموت کا مشاہدہ کرتا ہے، دوسرا وہ موقع جب انسان کو قبر میں اتارا جاتا ہے، تیسرا موقع وہ ہے جب انسان روز قیامت حساب و کتاب کے لئے پیش ہوگا، چاہے جنت میں جائے یا دوزخ میں“۔

حالت احتضار کا خوف و وحشت تمام مرنے والوں کے لئے برابر نہیں ہے بلکہ اگر انسان نیک کردار ہوتا ہے تو اس کی جاں کنی آسانی سے ہوتی ہے اور اگر مرنے والے دیندار نہ ہو تو اس کے لئے سختیاں اور پریشانیاں زیادہ ہوتی ہیں،لہٰذا اگر مرنے والا مومن اور متقی ہے تو فرشتے بہت آسانی سے اس کی روح قبض کرتے ہیں اور اس کو جنت الفردوس کی بشارت دیتے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

< الَّذِینَ تَتَوَفَّاہُمْ الْمَلاَئِکَةُ طَیِّبِینَ یَقُولُونَ سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا کُنتُمْ تَعْمَلُونَ > [12]

”(یہ) وہ لوگ ہیں جن کی روحیں فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ (نجاست کفر سے)پاک و پاکیزہ ہوتے ہیں تو فرشتے ان سے (نہایت تپاک سے) کہتے ہیں سلام علیکم، جو نیکیاں دنیا میں تم کرتے تھے اس کے صلہ میں جنت میں (بے تکلف) چلے جاؤ“۔

لہٰذا ان کے مرنے اور بشارت میں کوئی فاصلہ نہیں ہوتا کیونکہ آیت کے دونوں جملوں میں کوئی حرف عطف بھی نہیں ہے ، پس موت کے ساتھ ساتھ بشارت ہوتی ہے۔

لیکن کفار و ظالموں کی موت کی سختیوں کے سلسلے بہت سی آیات قرآنی بہت زیادہ خوف و وحشت اور ہیبت کے بارے میں بیان کرتی ہیں کیونکہ ان کو دردناک اور سخت سے سخت عذاب کے بارے میں خبر دی جائے گی، خداوندعالم فرماتا ہے:

[13]

”اور کاش (اے رسول) تم دیکھتے جب فرشتے کافروں کی جان نکال لیتے تھے اور ان کے رخ اور پشت پر (کوڑے)مارتے جاتے تھے اور (کہتے جاتے تھے کہ)عذاب جہنم کے مزے چکھو یہ سزا اس کی ہے جو تمہارے ہاتھوں نے پہلے کیا کرایا ہے اور خدا بندوں پر ہر گز ظلم نہیں کیا کرتا “۔

٢۔ سکرات موت: خداوندعالم ارشاد فرماتا ہے:

[14]

”اور موت کی بیہوشی یقینا طاری ہوگی یہی وہ بات ہے جس سے تو بھاگا کرتا تھا“۔

سکرات موت سے وہ کرب و پریشانی مراد ہے جسے دیکھ کر مرنے والا بے ہوش ہوجاتا ہے،مرگ بار مصیبتیں ٹوٹ پڑتی ہیں، وہ حیرت زدہ رہ جاتا ہے ،شدید قسم کے آلام اور طرح طرح کے امراض و اسقام ہوتے ہیں.

”انة موجعة ،و جذبة مکربة و سوقة متعبةٍ“-[15]

انسان سکرات موت کی مدہوشیوں، شدید قسم کی بدحواسیوں، دردناک قسم کی فریادوں اور کرب انگیز قسم کی نزع کی کیفیتوں اور تھکادینے والی شدتوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

حضرت رسول اکرم (ص)ارشاد فرماتے ہیں:

”ادنی جبذات الموت بمنزلہ مائة ضربة بالسیف“-[16]

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

"موت کا معمولی سا درد تلوارکی سو ضربت کے برابر ھے"
ان سکرات موت اور غمرات موت کے آثار میں سے انسان کی زبان کا لڑکھڑانا ھے،یا مثلاً آنکھوں کی بینائی کم ھوجاتی ھے اور پہلو ہلنے لگتے ھیں، اس کے ھونٹ پپڑا جاتے ھیں، اس کی پسلیاں چڑھ جاتی ھیں، اس کا سانس پھول جاتا ھے، اس کا رنگ پیلا پڑجاتا ھے اور آہستہ آہستہ اس کے اعضاء و جوارح بے جان ھونے لگتے ھیں یہاں تک کہ اس کی رانیں، اس کا سینہ اور اوپری حصہ گلے تک ٹھنڈے پڑ جاتے ھیں، اس کے بعد دنیا سے رخصت ھوجاتا ھے اور اس کے بعد دنیا میں نہیں لوٹ سکتا:

< فَلَوْلاَإِذَا بَلَغَتْ الْحُلْقُومَ وَأَنْتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لاَتُبْصِرُونَ فَلَوْلاَإِنْ كُنتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنتُمْ صَادِقِينَ > [17]

"تو کیا جب جان گلے تک آپہنچی ھے اور تم اس وقت (کی حالت) پڑے ھوئے دیکھا کرتے ھو اور ھم (اس مر نے والے) سے تم سے بھی زیادہ نزدیک ھیں لیکن تم کو دکھائی نہیں دیتا تو اگر تم کسی کے دباؤ میں نہیں ھوتو اگر (اپنے دعوے میں) تم سچے ھو تو روح کو پھیر کیوں نہیں دیتے"۔

یھی وہ موقع ھے جس کو حالت احتضار کہتے ھیں جو واقعاً ایک وحشت ناک موقع ھے۔

(خدا وندعالم اس وقت ھماری مدد کرے، آمین)

حضرت علی علیہ السلام حالت احتضار کے بارے میں ارشاد فرماتے ھیں:

"اجتمعت علیھم سکرة الموت ،وحسرة الفوت ،ففترت لھا اطرافھم وتغیرت لھا الوانھم ،ثم ازداد الموت فیھم ولوجا فحیل بین احدھم وبین منطقہ ،وانہ لبین اھلہ ،ینظر ببصرہ ،ویسمع باذنہ ،علی صحة من عقلہ ،وبقا ء من لبہ ،یفکر فیم افنی عمرہ ،فیم اذھب دھرہ۔۔۔فھو یعض یدہ ندامة علی ما اصحر لہ عند الموت من امرہ،ویزھد فیما کان یرغب فیہ أیام عمرہ ۔۔۔فلم یزل الموت یبالغ فی جسدہ،حتی خالط لسانہ و سمعہ،فصار بین اھلہ لا ینطق بلسانہ ولا یسمع بسمعہ ،یردد طرفہ بالنظر فی وجوھم، یری حرکات ألسنتھم، ولا یسمع رجع کلامھم، ثم ازداد الموت التیاطاً بہ ،فقبض بصرہ کما قبض سمعہ ،و خرجت الروح من جسدہ ،فصار جیفة بین اھلہ ،قد او حشوا من جانبہ ،و تباعد وا من قربة ،لا یسعد باکیاً ،ولا یجیب داعیاً ، ثم حملوہ الی مخط فی الارض ،فاسلموہ الی عملہ، وانقطعوا عن زورتہ"۔[18]

"(تو اب اس مصیبت کا بیان بھی ناممکن ھے) جہاں ایک طرف موت کے سکرات ھیں اور دوسری طرف فراق دنیا کی حسرت، حالت یہ ھے کہ ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑگئے ھیں اور رنگ اڑگیا ھے، اس کے بعد موت کی دخل اندازی اور بڑھی تو وہ گفتگو کی راہ میں بھی حائل ھوگئی کہ انسان گھروالونکے درمیان ھے انھیں آنکھوں سے دیکھ رھاھے، کان سے ان کی آوازیں سن رھاھے، عقل بھی سلامت ھے اور ھوش بھی برقرار ھے، یہ سوچ رھاھے کہ عمر کو کہاں برباد کیا ھے اور زندگی کو کہاں گزارا ھے۔۔۔

ندامت سے اپنے ہاتھ کاٹ رھاھے اور اس چیز سے کنارہ کش ھونا چاہتا ھے جس کی طرف زندگی بھر راغب تھا اب یہ چاہتا ھے کہ کاش جو شخص اس سے اس مال کی بنا پر حسد کررھاتھا یہ مال اُس کے پاس ھوتا اور اس کے پاس نہ ھوتا۔

اس کے بعد موت اس کے جسم میں مزید دراندازی کرتی ھے اور زبان کے ساتھ کانوں کو بھی شامل کرلیتی ھے کہ انسان اپنے گھروالوں کے درمیان نہ بول سکتا ھے اور نہ سُن سکتا ھے، ہر ایک کے چہرہ کو حسرت سے دیکھ رھاھے ، ان کی زبان کی جنبش کو بھی دیکھ رھاھے لیکن الفاظ نہیں سن سکتا ۔

اس کے بعد موت اور چپک جاتی ھے، توکانوں کی طرح آنکھوں پر بھی قبضہ ھوجاتا ھے، اور روح جسم سے پرواز کرجاتی ھے اب وہ گھروالوں کے درمیان ایک مُردار ھوتا ھے، جس کے پہلو میں بیٹھنے سے بھی وحشت ھونے لگتی ھے اور لوگ دور بھاگنے لگتے ھیں، یہ اب نہ کسی رونے والے کو سہارا دے سکتا ھے اور نہ کسی پکارنے والے کی آواز پر آواز دے سکتا ھے، لوگ اسے زمین کے ایک گڑھے تک پہنچادیتے ھیں اور اسے اس کے اعمال کے حوالہ کردیتے ھیں کہ ملاقاتوں کا سلسلہ بھی ختم ھوجاتا ھے۔

لیکن بعض اعمال صالحہ جیسے صلہ رحم، والدین کے ساتھ نیکی کرنا وغیرہ حالت احتضار کے وقت مشکل آسان کرتے ھیں، جیسا کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایاھے:

"من احب ان یخفف اللہ عز وجل عنہ سکرات الموت ،فلیکن لقرابتہ وصولاً،وبوالدیہ باراً۔۔۔"۔[19]

"جو شخص چاہتا ھے کہ خداوندعالم سکرات موت اور اس سختیوں کو آسان کردے تو اس کو چاہئے کہ صلہ رحم کرے اور اپنے والدین کے ساتھ نیکی اور احسان کرے"۔

۳۔ قبض روح : احادیث میں بیان ھوا ھے کہ انسان کی جان کنی اس کے اعمال کے لحاظ سے آسانی سے یا سختی کے ساتھ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

هوگی، وہ مومنین جن کا ایمان راسخ ھے، جنھوں نے اپنے اعضاء و جوارح کو گناھوں سے روکا ھے، ان کو لقاء پروردگار کی آرزو رہتی ھے، تو ملائکہ رحمت ان کی روح بہت آسانی سے قبض کریں گے، لیکن کفار جن کو دنیا نے دھوکہ میں ڈال دیا ھے، اور فسق و فجور کے دلدل میں پھنس گئے ھیں، نیز لقاء پروردگار سے روگرانی کرتے ھیں تو عذاب و غضب کے فرشتے ان کی روح شدت اور سختی سے قبض کرتے ھیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ھیں:

”ان آیة المؤمن اذا حضره الموت ان یبیض وجهه اشد من بیاض لونه ،و یرشح جبینه ،و یسیل من عینیه کهیئة الدموع ،فیکون ذلک آیة خروج روحه ،وان الکافر تخرج روحه سلاًمن شدقه کزبد البعیر۔۔۔“۔[20]

”جان کنی کے عالم مینمومن کی نشانی یہ ھے کہ اس کے چھرے کا رنگ سفید ھوجاتا ھے، اس کی پیشانی سے پسینہ جاری ھوجاتا ھے اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ھوجاتا ھے، پس روح نکلنے کی یھی نشانیاں ھیں، لیکن کافر کی روح بڑی سختی سے اس طرح نکالی جاتی ھے جیسے اونٹنی کے دودھ سے گھی نکالا جاتا ھے“۔

قارئین کرام! احادیث معصومین علیھم السلام سے یہ بات ظاہر ھوتی ھے کہ مذکورہ قاعدہ (جان کنی میں سختی اور آسانی سے کسی کے ایمان یا کفر کا پتہ لگانا)مسلم نھیں ھے ،کیونکہ اگر کسی شخص کی جان کنی سختی کے ساتھ ھورھی ھو تو وہ عذاب میں مبتلا ھے اور جس کی آسانی سے روح نکل جائے وہ ثواب اور اکرام کی حالت میں ھے، کیونکہ کبھی مومن کی روح سختی سے قبض کی جاتی ھے تاکہ یہ سختی اس کے گناھوں کا کفارہ بن جائے، اور وہ آخرت میں پاک ھوکر جائے، اور کبھی کبھی کافر کی روح آسانی سے نکل جاتی ھے تاکہ اس کی نیکیوں کی جزا دنیا ھی میں مل جائے[21]، جیسا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ھم دیکھتے ھیں کہ کسی کافر کی روح آسانی سے اس حال میں نکل جاتی ھے کہ ، وہ باتیں کررھاتھا ہنس رھاتھا ، اور مومنین کے لئے بھی ایسا ھی ھوتا ھے، بہر حال ھم کس طرح مومنین اور کفار میں سکرات موت اور سختیوں کا اندازہ لگائیں؟ تب امام علیہ السلام نے فرمایا:

”ماکان من راحة للمؤمن هناک فهو عاجل ثوابه ،وماکان من شدة فهو تمحیصه من ذنوبه ،لیرد الاخرة نقیاً نظیفاً ،مستحقاً لثواب الابد، لامانع له دونه ،وماکان من سهولة هناک علی الکافر فلیوفی اجر حسناته فی الدنیا ،لیرد الاخرة ولیس له الا ما یوجب علی العذاب، وماکان من شدة علی الکافر هناک فهو ابتداء عذاب الله له بعد نفاد حسناته ،ذلک بان الله عدل لایجور“۔[22]

”جس مومن کے لئے حالت احتضار میں راحت و سکون ھوتا ھے وہ اس بنا پر ھے کہ اس کو آخرت میں ثواب ملنے ولاھے اور اس کا ثواب اس قدر ھے کہ اس دنیا میں ھی وہ ثواب سے محظوظ ھونے لگتا ھے یعنی تعجیل ثواب میں اس کو یھیں سے راحت و سکون دیدیا جاتا ھے،او راگر اسے حالت احتضار میں سختیاں پیش آئیں تو وہ اس کو گناھوں سے پاک کرنے کے لئے ھیں تاکہ وہ آخرت میں گناھوں سے پاک و صاف ھوکر جائے، اور ھمیشہ کے لئے ثواب اور نعمتیں ملتی رھیں، اور اس کے ثواب میں کوئی مانع درپیش نہ آئے، لیکن کفار کے لئے موت کے وقت آسانی دنیا میں کی ھوئی نیکیوں کی وجہ سے ھے تاکہ آخرت میں اس کے لئے عذاب ھی عذاب رھے اور اگر کافر پر سختیاں ھیں تو یہ عذاب خدا کی ابتداء ھے کیونکہ اس کے پاس نیکیاں نھیں ھے، یہ سب اس وجہ سے ھے کہ خداوندعالم عادل ھے کسی پر ظلم نھیں کرتا“۔

۴۔ آخرت کی منزل میں داخل ھونا:جب انسان موت کو دیکھتا ھے تو اس کی پریشانیاں بڑھ جاتی ھیں، اس کی روح نکلنے کے لئے تیار ھوتی ھے اور موت کے ذریعہ اس کے سامنے سے زندگی میں موجود پردے ہٹ جاتے ھیں جیسے سوتا ھوا انسان کچھ نھیں دیکھتا اور جاگتے میں سب کچھ دیکھتا ھے کیونکہ جاگتے میں وہ پردہ ہٹ جاتا ھے گویا کہ انسان کی زندگی ایسی ھے جیسے کہ ”لوگ سوئے ھوئے ھیں جب مرجاتے ھیں تو متوجہ ھوتے ھیں“،تووہ ان چیزوں کا مشاھدہ کریں گے جو زندگی میں نھیں کرسکے تھے، ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

< لَقَدْ کُنْتَ فِی غَفْلَةٍ مِنْ ہَذَا فَکَشَفْنَاعَنْکَ غِطَاءَ کَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیدٌ> [23]

”(اس سے کھاجائے گا)کہ اس (دن) سے تو غفلت میں پڑا تھا تو اب ھم نے تیرے سامنے سے پر دے کو ہٹا دیا تو آج تیری نگاہ بڑی تیز ھے“۔

انسان موت کے وقت کن چیزوں کا مشاھدہ کرتا ھے، احادیث کے مطابق ھم ان کا ذکرکرتے ھیں:

الف۔ جنت یا جھنم میں اپنا مقام: حضرت رسول اکرم (ص)ارشاد فرماتے ھیں:

”اذا مات احدکم عرض علیه مقعد ہ بالغداة و العشي،ان کان من اهل الجنة فمن اهل الجنة، وان کان من اهل النار فمن اهل النار، ویقال: هذا مقعدک حتی یبعثک الله الیه یوم القیامة“۔[24]

”جب انسان مرجاتا ھے تو اس کواس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ھے ، اگر وہ اہل جنت سے ھے تو اس کو جنت میں اس کا مقام

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

دکھایا جاتا ھے او راگر جہنمی ہے تو دوزخ میں اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ھے، اور اس سے کھاجاتا ھے: یہ تیرا ٹھکانا ھے یہاں تک کہ روز قیامت خدا سے ملاقات کرے“۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے جب محمد بن ابی بکر کو مصر کا والی بنایا تو آپ نے ایک تحریر لکھی:

”لیس احد من الناس تفارق روحہ جسدہ حتی یعلم ای المنزلتین یصل ؛الی الجنة ،ام الی النار، اعدو ھو ﷲ ام ولی ،فان کان ولیاﷲ فتحت لہ ابواب الجنہ ،و شرعت لہ طرقھا،وری ما اعداﷲ لہ فیھا ففرغ من کل شغل ،ووضع عنہ کل ثقل ،وان کان عدواً ﷲ فتحت لہ ابواب النار، و شرعت لہ طرقھا، و نظر الی ما اعدا ﷲ لہ فیھا ،فاستقبل کل مکروہ و ترک کل سرور، کل ھذا یکون عندالموت ،و عندہ یکون الیقین“۔[25]

”جب تک انسان کو جنت یا جہنم میں اس کا مقام نھیں دکھادیا جاتا اس وقت تک اس کی روح مفارقت نھیں کرتی، اور یہ کہ وہ دشمن خدا ھے یا دوست خدا، اگر وہ دوست خدا ھے تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ھیں اور اس کے راستے کھول دئے جاتے ھیں اور وہ خداوندعالم کی طرف سے تیار کردہ نعمتوں کو دیکھ لیتا ھے، وہ ہر کام سے فارغ ھوجاتا ھے او راس کی ہر مشکل دور ھوجاتی ھے، اگر وہ مرنے والا دشمن خدا ھے تو اس کے لئے جہنم کے دروازے کھول دئے جاتے ھیں اور اس کے راستے بتادئے جاتے ھیں، اور وہ خدا کی طرف سے تیار کردہ عذاب کو دیکھ لیتا ھے، تو اس کی پریشانیوں میں اضافہ ھوجاتا ھے اور ساری خوشیاں ختم ھوجاتی ھیں، یہ تمام چیزیں موت کے وقت ھوتی ھیں، اور وہ ان باتوں کا یقین کرلیتا ھے“۔

ب۔ مال و اولاد اور اعمال کا مجسم ھونا: حضرت علی علیہ السلام فرماتے ھیں:

”ان العبد اذا کان فی آخر یوم من الدنیا ،واول یوم من آلاخرة،مثل لہ مالہ وولدہ وعملہ، فیلتفت الی مالہ ویقول :واﷲ انی کنت علیک حریصا شحیحاً فما لی عندک ؟فیقول :خذ منی کفنک ۔قال فیلتفت الی ولدہ ،فیقول :واﷲ انی کنت لکم محبا ،وانی کنت علیکم محامیا، فماذا لی عندکم؟ فیقولون :نؤدیک الی حفرتک ونواریک فیھا۔ فیلتفت الی عملہ فیقول :واﷲ انک کنت علي لثقیلا ،وانی کنت فیک لزاھد ا،فماذا عندک ؟فیقول :انا قرینک فی قبرک ویوم نشرک حتّیٰ اعرض انا وانت علی ربک“۔[26]

”جب انسان کی زندگی کا آخری روز اور آخرت کا پہلا دن ھوتا ھے تو اس کا مال ، اس کی اولاد اور اس کے اعمال مجسم ھوجاتے ھیں، چنانچہ اپنے مال کی طرف متوجہ ھوکرکہتا ھے: خدا کی قسم میں تیرے سلسلے میں بہت زیادہ حریص او رلالچی تھا، (تجھے حاصل کرنے کے لئے کتنی زحمتیں اٹھائیں ھیں؟) تو میری کیا مدد کرسکتا ھے؟ اس وقت مال کھے گا: میں تجھے کفن دے سکتا ھوں (اور بس) اس کے بعد اپنی اولاد کی طرف متوجہ ھوکر کہتا ھے: قسم خدا کی میں تم سے بہت محبت کیا کرتا تھامیں تمہاری حمایت او رمدد کیا کرتا تھا، آج تم میری کیا مدد کرسکتے ھو؟ تو اولاد کھے گی: ھم تجھے تیری قبر تک پہنچا سکتے ھیں اور تجھے قبر میں چھپا سکتے ھیں، اس کے بعد اپنے اعمال کی طرف متوجہ ھوکر کہتا ھے: قسم خدا کی، تم میرے لئے ثقیل اور گراں تھے اور میں تم سے دور رہتا تھا، آج تم کیا کروگے؟ اس وقت انسان کے اعمال کھیں گے کہ ھم تیرے ساتھ رھیں، قبر میں بھی اور روز محشر بھی، یہاں تک کہ ھم دونوں بارگاہ الٰھی میں پیش ھوں“۔

۴۔ نبی اکرم (ص)اور ائمہ علیھم السلام کا دیدار: شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ھیں کہ اس سلسلے میں شیعہ امامیہ کا اتفاق ھے ، امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیھم السلام سے متواتر احادیث بیان ھوئی ھیں، نیز حضرت علی علیہ السلام نے حارث ھمدانیش سے مشھور اشعار میں فرمایا:

یا حارِ ھمدان من یمُت یرني
من مؤمن أو منافقٍ قبلا

یعرفني طرفہ و أعرفہ
بعینہ و اسمہ وما فعلا[27]

ابن ابی الحدید معتزلی نے حضرت علی علیہ السلام کے درج ذیل قول کے بعد چھ مصرعہ بیان کئے ھیں:

”فانکم لو قد عاینتم ما قد عاین من مات منکم،لجزعتم و وھلتم، وسمعتم واطعتم ولکن محجوب عنکم ما قد عاینوا ،و قریب ما یطرح الحجاب“۔[28]

اس کے بعد ابن ابی الحدید کہتے ھیں: ممکن ھے کہ اس کلام سے حضرت علی علیہ السلام نے اپنے نفس کا ارادہ کیا ھو کہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اس وقت تک کوئی انسان نہیں مرتا جب تک کہ علی (علیہ السلام) اس کے پاس حاضر نہ ہوجائے۔
اس کے بعد ابن ابی الحدید اس قول کے صحیح ہونے پر استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں: یہ کوئی عجیب چیز نہیں ہے اگر حضرت نے یہ بات اپنے بارے میں کہی ہو کیونکہ قرآن مجید کی آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اہل کتاب اس وقت تک نہیں مرتے جب تک وہ حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کی تصدیق نہ کردیں، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:
< وَإِنْ مِنْ أَہْلِ الْكِتَابِ إِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِہِ قَبْلَ مَوْتِہِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْہِمْ شَہِيدًا> [29]
چنانچہ بہت سے مفسرین کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اور گزشتہ امت کے مرنے والے لوگ حالت احتضار میں حضرت عیسیٰ مسیح کو دیکھتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں جس نے فرائض اور تکالیف کے وقت جناب عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی ہو۔[30]
لیکن دیدار کی کیفیت کے کا صحیح علم ہمارے پاس نہیں ہے بلکہ اس مسئلہ میں اور اس جیسے غیبی مسائل میں صرف اجمالی تصدیق کافی ہے، اور اسی چیز پر ایمان رکھنا کافی ہے کیونکہ اس سلسلے میں ائمہ معصومین علیہم السلام سے صحیح احادیث بیان ہوئی ہیں۔

دوسری بحث : برزخ اور اس کا عذاب
برزخ کے معنی: دو چیزوں کے درمیان حائل چیز کو برزخ کہتے ہیں [31]یہ موت اور قیامت کے درمیان کا واسطہ ہے ، او راسی عالم برزخ میں روز قیامت کے لئے انسان نعمتوں سے نوازا جائے گا یا اس پر عذاب ہوگا[32]خداوندعالم ارشاد فرماتا ہے:
< مِنْ وَرَائِہِمْ بَرْزَخٌ إِلَی يَوْمِ يُبْعَثُونَ > [33]
”اور ان کے مرنے کے بعد (عالم) برزخ ہے (جہاں)سے اس دن تک کہ دوبارہ قبروں سے اٹھائے جائےں گے “۔
یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ عالم برزخ دنیاوی زندگی اور روز قیامت کے درمیان ایک زندگی کا نام ہے۔
عالم برزخ کے بارے میں حضرت امام صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:
”البرزخ:القبر ،وفیہ الثواب والعقاب بین الدنیا وآلاخرة“۔[34]
وحشت برزخ: جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہینکہ عالم آخرت کی زندگی موت سے شروع ہوتی ہے، انسان موت کے ذریعہ عالم آخرت میں پہنچ جاتا ہے، اور موت کے بعد درج ذیل قبر کے خوف و وحشت سے روبرو ہوتا ہے:
۱۔ وحشت قبر اور قبر کی تاریکی: قبر، معادکی وحشتناک منزلوں میں سے ایک منزل ہے، جب انسان کو ایک تاریک و تنگ کوٹھری میں رکھ دیا جاتا ہے جہاں پر اس کے مددگار صرف اس کے اعمال اور عذاب یا ثواب کے فرشتے ہوں گے۔
حضرت علی علیہ السلام اہل مصر کے نام ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:
”یا عباد اللّٰہ،ما بعد الموت لمن لا یغفر لہ اشد من الموت؛القبر فاحذروا ضیقہ و ضنکہ وظلمتہ و غربتہ،ان القبریقول کل یوم :انابیت الغربة،انا بیت التراب،انا بیت الوحشة ،انا بیت الدود و الھوام--- “۔[35]
”اے بندگان خدا! اگر انسان کی بخشش نہ ہو تو پھر موت کے سے سخت کوئی چیز نہیں ہے، (لہٰذا قبر کی تاریکی، تنگی اور تنہائی سے ڈرو!! بے شک قبر ہر روز یہ آواز دیتی ہے: میں تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، میں خوف و حشت کا گھر ہوں، میں کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں--“۔(اے کاش ہم اس آواز کو سن لیں)
قارئین کرام! یھی وہ جگہ ہے کہ جب انسان زمین کے اوپر سے اس کے اندر چلا جاتا ہے، اہل و عیال اور دوستوں کو چھوڑ کر تنہاھوجاتا ہے، روشنی کو چھوڑ کر تاریکی میں چلا جاتا ہے، دنیا کے عیش و آرام کو چھوڑ کر تنگی اور وحشت قبر میں گرفتار ہوجاتا ہے، اور اس کا سب نام و نشان ختم ہوجاتا ہے اور اس کا ذکر مٹ جائے گا اس کی صورت متغیر ہوجائے گی اور اس کا جسم ابدان بوسیدہ اور جوڑ جوڑ جدا ہوجائیں گے۔
حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:
”فکم اکلت الارض من عزیز جسد ،وانیق لون ،کان فی الدنیا غذی ترف ،وربیب شرف، یتعلل بالسرور فی ساعة حزنہ و یفزع الی السلوة ان مصیبة نزلت بہ ،ضنا بغضارة عیشہ وشحاحة بلھوہ و لعبہ--“۔[36]
”اُف! یہ زمین کتنے عزیزترین بدن اور حسین ترین رنگ کھاگئی ہے جن کو دولت و راحت کی غذامل رھی تھی اور جنھیں شرف کی آغوش میں پالا گیا تھا جو حزن کے اوقات میں بھی مسرت کا سامان کیا کرتے تھے اور اگر کوئی مصیبت آن پڑتی تھی تو اپنے عیش کی تازگیوں پر للچائے رہنے واور اپنے لھو و لعب پر فریفتہ ہونے کی بنا پر تسلی کا سامان فراھم کرلیا کرتے تھے“۔

(زمیں کھاگئی آسماں کیسے کیسے؟!!)

۲۔ فشار قبر: احادیث میں وارد ھوا ھے کہ میت کو اس قدر فشار قبر ھوگا کہ اس کاگوشت پارہ پارہ ھوجائے گا، اس کا دماغ باہر نکل آئے گااس کی چربی پگھل جائے گی، اس کی پسلیاں آپس میں مل جائیں گی، اس کی وجہ دنیا میں چغل خوری اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ بداخلاقی، بہت زیادہ (بے ھودہ) باتیں کرنا، طہارت ونجاست میں لاپرواھی کرنا ھے، اور کوئی انسان اس(فشار قبر) سے نہیں بچ سکتا مگر یہ کہ ایمان کے ساتھ دنیا سے جائے اور کمال کے درجات پر فائز ھو۔

ابو بصیر کہتے ھیں کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا کوئی شخص فشار قبر سے نجات پاسکتا ھے؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

”نعوذ باللہ منھا ۔ما اقل من یفلت من ضغطة القبر۔۔“۔[37]

”ھم اللہ کی پناہ مانگتے ھیں فشار قبر سے، بہت ھی کم لوگ فشار قبر سے محفوظ رھیں گے“۔

صحابی رسول سعد بن معاذ /کو بھی فشار قبر کے بارے میں روایت میں ملتا ھے کہ جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو ملائکہ تشییع جنازہ کے لئے آئے اور خود رسول اکرم (ص)آپ کی تشییع جنازہ میں پابرہنہ اور بغیر عبا کے شریک ھوئے، یہاں تک کہ قبر تک لے آئے اور قبر میں رکھ دیا گیا تو امّ سعد نے کہا: اے سعد تمھیں جنت مبارک ھو ، تو اس وقت رسول اکرم نے فرمایا:

”یا ام سعد! مَہ لاتجزمي علی ربک ،فان سعدا قد اصابتہ ضمة“۔وحینما سُئل عن ذلک، قال(ص) ”انہ کان فی خلقہ مع اھلہ سوء“۔ [38]

”اے مادر سعد یہ نہ کھو ، تم اپنے رب کے بارے میں یہ یقینی نہیں کہہ سکتی، سعد پر اب فشار قبر ھورھاھے“۔

اور جب رسول اکرم (ص)سے اس کی وجہ معلوم کی گئی تو آنحضرت (ص)نے فرمایا کہ سعد اپنے اہل و عیال کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آتے تھے“۔

رسول اکرم (ص)نے یہ بھی فرمایا:

”ضغطة القبر للمؤمن کفارة لما کان منہ من تضییع النعم“۔[39]

”فشار قبر مومن کے لئے کفارہ ھے تاکہ اس کی نعمتوں میں کمی نہ ھو۔“

۳۔ سوال منکر و نکیر: خداوندعالم، انسان کی قبر میں دو فرشتوں کو بھیجتا ھے جن کا نام منکر و نکیر ھے، یہ دوفرشتے اس کو بٹھاتے ھیں اور سوال کرتے ھیں کہ تیرا رب کون ھے ؟ تیرا دین کیا ھے؟ تیرا نبی کون ھے؟ تیری کتاب کیا ھے؟ تیرا امام کون ھے جس سے تو محبت کرتا تھا، تو نے اپنی عمر کو کس چیز میں صرف کیا، تونے مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیاھے؟ اگر اس نے صحیح اور حق جواب دیا تو ملائکہ اس کوراحت و سکون اور جنت الفردوس کی بشارت دیتے ھیں اور اس کی قبر کو تا حد نظر وسیع کردیتے ھیں، لیکن اگر اس نے جواب نہ دیا یا ناحق جواب دیا، یا اس کا جواب نامفھوم ھوا تو ملائکہ اس کی کھولتے ھوئے پانی سے میزبانی کرتے ھیں اور اس کو عذاب کی بشارت دیتے ھیں۔

بے شک اس سلسلے میں نبی اکرم (ص)اور اہل بیت علیھم السلام سے صحیح روایت منقول ھےں جن پر سبھی مسلمین اتفاق رکھتے ھیں [40]اور اس مسئلہ کو ضرورت دین میں سے مانتے ھیں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ھیں:

”من انکر ثلاثة اشیاء ،فلیس من شیعتنا المعراج ،والمساء لة فی القبر ، والشفاعة “۔[41]

”جو شخص تین چیزوں کا انکار کرے وہ ھمارا شیعہ نہیں ھے، معراج، سوال منکر و نکیر، اور شفاعت“۔

۴۔ قبر میں عذاب و ثواب:یہ عذاب و ثواب عالم برزخ میں ایک مسلم حقیقت ھے ، اور لامحالہ واقع ھوگا، کیونکہ اس کا امکان پایا جاتا ھے، آیاتِ قرآن مجید اور نبی اکرم اور ائمہ معصومین علیھم السلام سے احادیث میں متواتر بیان ھوا ھے ، نیز اس سلسلے میں علماء کرام کا گزشتہ سے آج تک اجماع بھی ھے[42]

قرآنی دلائل: وہ آیات جن میں قبر میں ثواب و عذاب کے بارے میں بیان ھوا یا بعض آیات کی تفسیر عذاب و ثواب کی گئی ھے، جن میں سے بعض کو ھم نے ”روح کے مجرد ھونے“ کی بحث میں بیان کیا ھے، ھم یہاں پر دو آیتوں کو پیش کرتے ھیں:

< وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ> [43]

”اور فرعونیوں کو برے عذاب نے(ہر طرف سے)گھیر لیا (اور اب تو قبر میں دوزخ کی) آگ ھے کہ وہ لوگ (ہر)صبح و شام اس کے سامنے لا کرکھڑے کئے جاتے ھیں اور جس دن قیامت برپا ھوگی (حکم ھوگا کہ)فرعون کو لوگوں کے سخت سے سخت عذاب میں جھونک دو“۔

یہ آیہ شریفہ وضاحت کرتی ھے کہ قبر میں ثواب و عذاب ھوگا کیونکہ اس آیت میں ”واو“کے ذریعہ عطف کیا گیا ھے جو اس بات کا تقاضا کرتا ھے کہ اس سے پہلے بیان شدہ ایک الگ چیز ھے اور اس کے بعد بیان ھونے والا مطلب الگ ھے، کیونکہ پہلے صبح و شام آگ نے گھیر رکھا ھے، اور اس کے بعد روز قیامت کے عذاب کے بارے میں بیان کیا گیا ھے، اسی وجہ سے پہلے جملے میں (گھیرنے کے معنی) ھیں اور دوسرے جملہ میں (داخل ھوجاؤ)کا لفظ استعمال ھوا ھے۔[44]
اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ھے کہ آپ نے فرمایا:
”ان کانوا یعذبون فی النار غدوا و عشیا ففیما بین ذلک ھم من السعداء ۔لا ولکن ھذا فی البرزخ قبل یوم القیامة ،الم تسمع قولہ عزوجل:؟“۔[45]
” اگر وہ صبح و شام عذاب مینھوں گے اگرچہ ان کے درمیان کچھ نیک افراد بھی ھوں لیکن یہ سب برزخ میں ھوگا قبل از قیامت، کیا تو نے خداوندعالم کے اس فرمان کو نھیں سنا: ”اور جب قیامت برپا ھوگی تو فرشتوں کو حکم ھوگا کہ فرعون والوں کو بدترین عذاب کی منزل میں داخل کردو“۔
۲۔ خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:
< وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِى فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى> [46]
”اور جس نے میری یاد سے منھ پھیرا تو اس کی زندگی بہت تنگی میں بسر ھوگی اور ھم اس کو قیامت کے دن اندھا(بنا کے) اٹھائیں گے“۔
بہت سے مفسرین کہتے ھیں کہ ”سخت اور تنگ زندگی“ سے مراد عذاب قبر اور عالم برزخ میں سختیاں اور بدبختی ھے، قرینہ یہ ھے کہ حرف عطف ”واو“ کے ذریعہ حشر کا ذکر کیا جو اس بات کا تقاضا کرتا ھے کہ یہ دونوں چیزیں الگ الگ ھوں۔ سخت زندگی سے دنیا کی پریشانیاں مراد نھیں لی جاسکتیں کیونکہ دنیا میں بہت سے کفار کی زندگی مومنین سے بہتر ھوتی ھے، اور ایسے چین و سکون کی زندگی بسر کرتے ھیں کہ اس میں کسی طرح کی کوئی پریشانی نھیں ھوتی ھے۔[47]
حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ھیں:
”واعلموا ان المعیشة الضنک التی قالھا تعالیٰ :ھی عذاب القبر“۔[48]
جان لو کہ (مذکورہ بالا) آیت میں سخت اور تنگ زندگی سے مراد عذاب قبر ھے“۔
احادیث سے دلائل: قبر کے عذاب و ثواب پر دلالت کرنے والی متعدد احادیث شیعہ سنی دونوں طریقوں سے نقل ھوئی ھیں،[49] اور بڑی تفصیل کے ساتھ بیان ھوئی ھیں، بعض کو ھم نے ”روح کے مجرد ھونے“ کی بحث میں بیان کیا ھے، یہاں پر ان میں سے صرف تین احادیث کو بیان کرتے ھیں:
۱۔ حضرت رسول اکرم (ص)ارشاد فرماتے ھیں:
”القبر اما حفرة من حفرالنیران او روضة من ریاض الجنة“۔[50]
”قبر یا دوزخ کے گڈھوں میں سے ایک گڈھا ھے یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ھے“۔
۲۔ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ھیں:
”یسلط علی الکافر فی قبرہ تسعة و تسعین تنینا،فینھشن لحمہ ، و یکسرن عظمہ ،و یترددن علیہ کذلک الی یوم یبعث ،لوان تنینا منھا نفخ فی الارض لم تنبت زرعا ابدا۔۔“۔[51]
”خداوندعالم کافر کی قبر میں ۹۹ اژدھے مسلط کرتا ھے، جو اس کے گوشت کو ڈستے ھوں گے اور اس کی ہڈیوں کو کاٹ کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کردیں گے،اور روز قیامت تک وہ اژدھے اس پر عمل کرتے رھیں گے کہ اگر وہ ایک پھونک زمین پر ماردیں تو کبھی بھی کوئی درخت اور سبزہ نہ اُگے“۔
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے درج ذیل آیت کے بارے میں سوال کیا گیا:
< مِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ > [52]
”اور ان کے مرنے کے بعد (عالم) برزخ ھے (جہاں)سے اس دن تک کہ دوبارہ قبروں سے اٹھایے جائےں گے “۔
تو آپ نے فرمایا:
”ھوالقبر،وان لھم فیہ لمعیشة ضنکا ، واللہ ان القبر لروضة من ریاض الجنة،اوحفرة من حفر النیران“۔[53]
”اس آیت سے مراد قبر ھے،اور کفار کے لئے سخت اور تنگ زندگی ھے، قسم بخدا، یھی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ھے یا جہنم کے گڈھوں میں سے ایک گڈھا ھے ‘ ‘ ۔
اعتراضات: قبر کے ثواب و عذاب کے بارے میں بعض اشکالات و اعتراضات کئے گئے ھیں جن میں سے اکثر عذاب و

ثواب کی کیفیت کے بارے میں ھیں، کہ اس میں ثواب و عذاب کی کیفیت کیا ھوگی، لیکن اس سلسلے میں تفصیل معلوم کرنا ھمارے اوپر واجب نھیں ھے، بلکہ اجمالی طور پر قبر کے ثواب و عذاب پر عقیدہ رکھنا واجب ھے، کیونکہ یہ ممکن امر ھے، اور معصومین علیھم السلام نے اس سلسلے میں بیان کیا ھے، اور تمام غیبی امور اسی طرح ھیں کیونکہ غیبی امور عالم ملکوت سے تعلق رکھتے ھیں جس کو ھماری عقل اور ھمارے حواس نھیں سمجھ سکتے۔

ھم یہاں پر عالم برزخ پر ھونے والے بعض اھم اعتراضات بیان کرکے قرآن و حدیث کے ذریعہ جوابات پیش کرتے ھیں:

۱۔ جب انسان کا بدن ھی روح تک عذاب پہنچنے کا وسیلہ ھے تو بدن سے روح نکلنے کے بعد انسان پر کس طرح عذاب یا ثواب ھوگا، جب کہ بدن بوسیدہ ھوچکا ھوگا۔

جواب: احادیث اس بات پر دلالت کرتی ھیں کہ خداوندعالم انسان کو منکر نکیر کے سوالات کے لئے دوبارہ زندہ کرے گا، اور اگر وہ مستحق نعمت ھے تو اس کو ھمیشہ کے لئے حیات دےدی جائے گی، اور اگر عذاب کا مستحق ھے تو بھی ھمیشہ کے لئے اس کو عذاب میں باقی رکھا جائے گا، عذاب ھونے والا بدن ،یھی دنیاوی بدن ھوگا یا اس بدن کے مثل ایک بدن ھوگا۔ احادیث میں ان دونوں کے سلسلے میں بیان کیا گیا ھے:

اول: یھی دنیاوی بدن زندہ کیا جائے گا: یعنی خداوندعالم انسان کی قبر میں اس کے بدن میں روح لوٹادے گا، اور متعدداحادیث اس بات پر دلالت کرتی ھیں، جیسا کہ حضرت رسول اکرم (ص)سے (ایک حدیث کے ضمن) مروی ھے کہ آنحضرت (ص)نے فرمایا:

”تعاد روحہ فی جسدہ ،ویاتیہ ملکان فیجلسانہ“۔[54]

”(انسان کی)روح اس کے بدن میں لوٹا دی جائے گی اور دو فرشتے اس کو بٹھاکر سوال و جواب کریں گے“۔

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ھیں:

”فاذادخل حفرتہ ،ردت الروح فی جسدہ ،وجاء ہ ملکا القبر فامتحناہ“۔[55]

”جب انسان کو اس کی قبر میں اتاردیا جائے گا تو اس کی روح اس کے بدن میں واپس لوٹا دی جائے گی اور دو فرشتے اس کے امتحان کے لئے آئیں گے“۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ھیں:

”ثم یدخل ملکا القبر ،وھما قعیدا القبر منکر و نکیر ،فیقعد انہ و یلقیان فیہ الروح الی حقویہ“۔[56]

”۔۔۔ اس کے بعد قبر میںدومنکر و نکیر آئیں گے، اور قبر کے دونوں کناروں پر بیٹھیں گے اس کو بٹھائیں گے اور اس کے جسم میں ھنسلیوں تک روح داخل کردےں گے“۔

اسی وجہ سے کھاگیا ھے کہ قبر کی حیات ،حیاتِ برزخی اور ناقص ھے، اس میں زندگی کے تمام آثار نھیں ھوتے سوائے احساس درد و الم اور لذت کے، یعنی عالم برزخ میں روح کا بدن سے کمزور سا رابطہ ھوتا ھے، کیونکہ خداوندعالم قبر میں صرف اتنی زندگی عطا کرتا ھے جس سے درد و الم اور لذت کا احساس ھوسکے۔[57]

دوم: مثالی بدن کو عذاب یا ثواب دیا جائے گا: احادیث میں وارد ھوا ھے کہ

خداوندعالم انسان کے لئے عالم برزخ میں ایک لطیف جسم مثالی میں روح کو قرار دے گا، ایسا مثالی بدن جو دنیا کے بدن سے مشابہ ھوگا، تاکہ قبر میں اس سے سوالات کئے جاسکیں اور اس کو ثواب یا عذاب دیا جاسکے، پس اسی عالم میں روز قیامت تک کے لئے اس کو ثواب یا عذاب دیا جائے گا، اور روز قیامت اسی بدن میں انسان کی روح لوٹائی جائے گی۔[58]

ابو بصیر سے روایت ھے کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے مومنین کی ارواح کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

”فی الجنة علی صورا بدانھم ،لورایتہ لقلت فلان“۔[59]

”جنت میں ان کی روح ان کے جسم میں لوٹائی جائے گی کہ اگر تم روح کو دیکھو گے تو کھوگے کہ یہ فلاں شخص ھے“۔

یونس بن ظبیان سے مروی ھے کہ میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، تو آپ نے فرمایا: مومنین کی ارواح کے سلسلے میں لوگ کیا کہتے ھیں؟ تو میں نے کہا: کہتے ھیں : عرش کے نیچے پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ھےں، اس وقت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

”سبحان اللہ ! المؤمن اکرم علی اللہ من ان یجعل روحہ فی حوصلة طیر۔یا یونس ،المؤمن اذاقبضہ اللہ تعالیٰ صیر روحہ فی قالب کقالبہ فی الدنیا ،فیا کلون و یشربون ،فاذاقدم علیھم القادم عرفوہ بتلک الصورة التی کانت فی الدنیا“۔[60]

”سبحان اللہ! مومن خدا کے نزدیک اس سے کھیں زیادہ باعظمت ھے کہ اس کی روح کو پرندہ کے پوٹے میں رکھاجائے، اے یونس! جب خداوندعالم مومن کی روح قبض کرتا ھے تو اس کو دنیا کی طرح ایک قالب میں ڈال دیتا ھے، جس سے وہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کھاتا اور پیتا ھے، جب کوئی (دنیا سے جاتا ھے تو)اس کو پہچانتا ھے اور وہ اسی صورت میں رہتا ھے جس میں دنیا میں رہتا تھا“۔

اسی طرح امام صادق علیہ السلام سے ایک دوسری حدیث میں وارد ھوا ھے کہ آپ نے فرمایا:

”المؤمن اکرم علی اللہ من ان یجعل روحہ فی حوصلة طیر،ولکن فی ابدان کابدانھم“۔[61]

”مومن خدا کے نزدیک اس سے کھیں زیادہ باعظمت ھے کہ اس کی روح کو پرندہ کے پوٹے مینرکھے، بلکہ انسان کی روح دنیا کی طرح ایک بدن میں ھوتی ھے“۔

اس کے علاوہ بھی بہت سی احادیث ھیں جو ھماری عرض کی ھوئی بات پر دلالت کرتی ھیں ۔[62]

قارئین کرام! مذکورہ باتوں کے پیش نظر احادیث میں بیان شدہ قبر کے ثواب و عذاب سے مراد عالم برزخ میں دوسری زندگی ھے جس میں انسان کی روح بدنِ مثالی میں قرار دی جائے گی ، لہٰذا آیات قرآن اور احادیث میں بیان شدہ روح کے مجرد ھونے اور عذاب و ثواب والا مسئلہ حل ھوجاتا ھے، کہ انسان کی روح مجرد بھی ھے لیکن اس پر عذاب و ثواب بھی ھوتا ھے اور اس کی روح پرواز بھی کرتی ھے اور اپنے اہل و عیال اور دوسروں کو دیکھتی بھی ھے۔

سائنس جسم مثالی کی تائید کرتا ھے :احضار روح کے ماہرین کے تجربوں سے اجسام مثالی کی حقیقت کا پتہ چلتا ھے جیسا کہ اس سلسلہ میں مشھور ماہرین کہتے ھیں: در حقیقت موت کچھ نھیں ھے مگر یہ کہ ایک مادی جسم سے دوسرے مادی جسم میں منتقل ھوجانا، لیکن وہ دوسرا (مادی جسم) اس دنیاوی جسم سے زیادہ واضح اور لطیف ھوتا ھے۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ھے کہ روح کے لئے ایک بہت زیادہ شفاف اور لطیف مادہ ھوتا ھے ، لہٰذا اس پر مادہ کے قوانین جاری نھیں ھوسکتے۔[63]

کیا یہ باطل تناسخ نھیں ھے؟

بعض لوگوں نے گمان کیا ھے کہ انسان کی روح کا اس دنیاوی بدن سے جدا ھونے کے بعد اسی جیسے بدن میں چلاجانا یہ وھی باطل تناسخ ھے ، جو صحیح نھیں ھے، کیونکہ ضرورت دین اور اجماع مسلمین تناسخ کی نفی کرتے ھیں حالانکہ بہت سے متکلمین اور محدثین جسم مثالی کے قائل ھوئے ھیں، اور ائمہ معصومین علیھم السلام کی احادیث میں بیان ھوا ھے، لیکن تناسخ کے قائل لوگوں نے اس کا انکار کیا ھے اور اسی وجہ سے معاد اور ثواب و عذاب کا انکار کرتے ھیں، کہتے ھیں کہ یہ روح دوبارہ اسی دنیا میں دوسرے بدن میں آجاتی ھے، لہٰذا قیامت کا کوئی وجود نھیں ھے، نیز یہ لوگ تناسخ کے ذریعہ خالق اور انبیاء علیھم السلام کا بھی انکار کرتے ھیں، نیز لازمہ تناسخ وظائف اور تکالیف کا بھی انکار کرتے ھیں، اور اسی طرح کی دوسری بے ھودہ باتیں ھیں[64]

۲۔ اس سلسلے میں دوسرا اعتراض یہ ھے کہ قبر میں کس طرح ثواب و عذاب ھوگا حالانکہ جنت یا دوزخ موجود نھیں ھے۔

جواب: وہ قرآنی آیات اور احادیث جن کو ھم نے قبر کے ثواب و عذاب کے دلائل کے عنوان سے بیان کیا ھے وہ اس بات پر دلالت کرتی ھیں کہ جنت اور دوزخ مخلوق (اور موجود)ھیں،اسی طرح امام صادق علیہ السلام سے مروی روایت بھی اس بات پر دلالت کرتی ھے کہ جب آپ سے مومنین کی روحوں کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

”فی حجرات فی الجنة ،یاکلون من طعامھا ،و یشربون من شرابھا“۔[65]

”(مومنین کی روحیں) جنت کے بالا خانوں میں رہتی ھیں جنت کا کھانا کھاتی ھیں اور جنت کا شربت پیتی ھیں“۔

اسی طرح امام صادق علیہ السلام کی دوسری حدیث:

”ان ارواح الکفار فی نارجھنم یعرضون علیھا“۔[66]

”کفار کی ارواح کوجہنم کی آگ کی سیر کرائی جاتی ھے“۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ھیں: جنت و جہنم کے سلسلے میں ھمارا یہ عقیدہ ھے کہ یہ دونوں مخلوق ھیں اور ھمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی شب جنت کی سیر فرماچکے ھیں، اور جہنم کو بھی دیکھ چکے ھیں، اور اس وقت تک انسان اس دنیا سے نھیں جاتا جب تک جنت یا دوزخ میں اپناٹھکانا،نہ دیکھ لے“۔[67]

علامہ خواجہ نصیر الدین طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ھیں:آیات و روایات جنت و دوزخ کے مخلوق ھونے پر دلالت کرتی ھیں، (یعنی جنت و نار اس وقت بھی موجود ھیں) لہٰذا جو روایات اس مفھوم کے مخالف اور متعارض ھیں ان کی تاویل کی جائے گی، علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اپنی شرح میں اختلاف کو بیان کرتے ھوئے فرمایاھے:لوگوں کے درمیان یہ اختلاف ھے کہ جنت و نار اس وقت موجود اور مخلوق ھیں یا نھیں؟ بعض لوگوں کا عقیدہ ھے کہ جنت و نار مخلوق شدہ ھیں اور اس وقت موجود ھیں، اس قول کو ابوعلی اختیار کرتے ھیں، لیکن ابو ہاشم اور قاضی قائل ھیں کہ غیر مخلوق ھے (یعنی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اس وقت موجود نہیں ھے۔
پہلانظریہ رکھنے والوں نے درج ذیل آیات سے استدلال کیا ھے:
< أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ>[68]
”اور ان پرھیزگاروں کے لئے مہیا کی گئی ھے“۔
< أُعِدَّتْ لِلْکَافِرِینَ> [69]
”اور کافروں کے لئے تیار کی گئی ھے“۔
< یَاآدَمُ اسْکُنْ أَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ> [70]
”اے آدم تم اپنی بیوی سمیت بہشت میں رھاسھاکرو اور جہاں تمہارا جی چاھے“۔
[71]
”اسی کے پاس تو رہنے کی بہشت ھے“۔
جنة الماوی یھی دار ثواب ھے جو اس بات پر دلالت کرتا ھے کہ یہ اس وقت آسمان میں موجود ھے۔
ابو ہاشم نے اپنے نظریہ کے اثبات کے لئے درج ذیل آیت سے استناد کیا ھے:
[72]
”اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ھونے والی ھے “۔
چنانچہ ابوہاشم نے کھاھے کہ اگر اس وقت جنت موجود ھوتی تو اس (روز قیامت) کا ہلاک اور نابود ھونا ضروری ھوتا، لیکن یہ نتیجہ باطل ھے، چونکہ خداوندعالم فرماتا ھے:
< أُکُلُہَا دَائِمٌ>[73]
”اور اس کے پھل دائمی ھونگے“۔
چنانچہ علامہ حلّی علیہ الرحمہ نے جواب دیتے ھوئے فرمایا: اس کے پھل دائمی ھونے کا مطلب یہ ھے کہ اس قسم کے پھل ھمیشہ رھیں گے، کیونکہ اس طرح کے پھل ھمیشہ پیدا ھوتے رھیں گے، اور جنت کے پھل کھانے سے ختم ھوجاتے ھیں لیکن خداوندعالم دوبارہ ان جیسے پھل پیدا کردیتا ھے، یہاں پر ہلاک ھونے کے معنی ”فائدہ پہنچانے سے رک جانا“ ھیں، بے شک مکلفین کے ہلاک ھونے سے جنت بھی غیر قابل انتفاع ھوجائے گی، پس اس معنی کے لحاظ سے جنت بھی ہلاک ھوجائے گی۔[74]

تیسری بحث: قیامت کی نشانیاں
اشتراط الساعة کے لغوی معنی تمام شرائط کا جمع ھونا ھے، یہاں پر نشانی مراد ھے، لہٰذا اشتراط الساعة کے معنی قیامت کی نشانیاں یا قیامت پر دلالت کرنے والی علامتیں ھیں،ابن عباس سے مروی ھے کہ قیامت کی نشانیاں جیسا کہ خداوندعالم نے ارشاد فرمایا ھے:
< فَہَلْ یَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِیَہُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُہَا فَأَنَّی لَہُمْ إِذَا جَاءَ تْہُمْ ذِکْرَاہُمْ>[75]
”تو کیا یہ لوگ بس قیامت ھی کے منتظر ھیں کہ ان پر اک بارگی آجائے تو اس کی نشانیاں آھی چکی ھیں تو جس وقت قیامت ان (کے سر) پر آپہنچے گی پھرانھیں نصیحت کہاں مفید ھو سکتی ھے“۔
یہ آیہ شریفہ قیامت کی دو نشانیاں بیان کرتی ھیں:
۱۔ قیامت اچانک او رناگہانی طور پر آئے گی، جیسا کہ ارشاد الٰھی ھوتا ھے:
[76]
”وہ تمہارے پاس بس اچانک آجائے گی“۔
یہ آیت اس بات پر (بھی) دلالت کرتی ھے کہ قیامت کے آنے کا وقت صرف خداوندعالم کے پاس ھے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ھوتا ھے:
< قُلْ إِنَّمَا عِلْمُہَا عِنْدَ رَبِّی لاَیُجَلِّیہَا لِوَقْتِہَا إِلاَّ ہُوَ>[77]
”تم کہہ دو کہ اس کا علم بس فقط میرے پروردگار ھی کو ھے وھی اس کے معین وقت پر اس کو ظاہر کردے گا “۔
۲۔ جس وقت قیامت کے آثار نمایاں ھوجائیں اور اس کی نشانیاں دکھائی دینے لگیں تو پھر ایمان لانا یا گناھوں سے توبہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ھوگا، جیسا کہ خداوندعالم فرماتا ھے:
[78]

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

”یہ صرف اس بات کے منتظر ھیں کہ ان کے پاس ملائکہ آجائیں یا خود پروردگار آجائے) یا اس کی بعض نشانیاں آجائیں تو جس دن اس کی بعض نشانیاں آجائیں گی اس دن جو نفس پہلے سے ایمان نہیں لایا ھے یا اس نے ایمان لانے کے بعد کوئی بھلائی نہیں کی ھے اس کے ایمان کا کوئی فائدہ نہ ھوگا“۔
قیامت کی نشانیاں ظاہر ھونے کے بعد کسی کی توبہ قبول نہیں ھوگی اور نہ ھی کسی کا ایمان لانا مفیدھو گا۔

نشانیوں کے اقسام:
قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں قیامت کی نشانیوں کو دو قسموں پر تقسیم کیا جاسکتا ھے:
اول: پہلی نشانی آخر الزمان میں لوگوں کے کردار سے مخصوص ھے، اور اسی سے متعلق ھے، چاھے اس سلسلے میں متعدد احادیث میں آخر الزمان میں لوگوں کے اعمال اور کردار کی باتیں کی گئی ھوں یا حوادث اور جنگوں کے بارے میں بیان کیا گیا ھو، (لہٰذا ھم ذیل میں چند ایک احادیث بیان کرتے ھیں:)
۱۔ابن عباس ، حضرت رسول اکرم (ص)سے روایت کرتے ھیں کہ آنحضرت نے فرمایا:
”من اشراط الساعة :اضاعة الصلوات ،واتباع الشهوات والمیل الی الاهواء،و تعظیم اصحاب المال، و بیع الدین بالدنیا ، فعندهایذاب قلب المؤمن فی جوفہ کما یذاب الملح بالماء ،مما یری من المنکر فلا یستطیع ان یغیرہ“۔[79]
”قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ھیں: نماز کو ضایع کیا جائے گا، شہوت پرستی کی پیروی کی جائے گی، ھوا و ھوس کی طرف رغبت ھونے لگے گی، مالدار لوگوں کا (ان کے مال کی وجہ سے)احترام کیا جائے گا، دین کو دنیا کے بدلے فروخت کیا جائے گا، پس وقت مومن کا دل اس کے اندراس طرح ذوب (پانی) ھوجائے گا جس طرح پانی میننمک ، اس وقت برائیوں کو دیکھنے والا ان کو بدل نہیں سکے گا“۔
۲۔ اسی طرح حضرت رسول اکرم ﷺنے فرمایا:
”اذا عملت امتی خمس عشرة خصلة حل بها البلاء“۔ قیل: یا رسول اللہ وما هی؟ قال:”اذاکانت المغانم دولا،والامانة مغنما،والزکاة مغرما، وأطاع الرجل زوجتہ و عق امہ، وبر صدیقہ ،وکان زعیم القوم ارذلهم ،و اکرمہ القوم مخافة شرہ ،و ارتفعت الاصوات فی المساجد،ولبسوا الحریر ،واتخذوا القینات ،وضربوا بالمعازف ،ولعن آخر هذہ الامة اولها، فلیرتقب عند ذلک الریح الحمراء اوالخسف اوالمسخ “۔[80]
”جب میری امت میں ۱۵ /عادتیں پیدا ھوجائےں تو ان پر بلائیں نازل ھونا جائز ھے“۔ تو لوگوں نے سوال کیا یا رسول اللہ وہ کیا ھیں؟ تو آنحضرت (ص)نے فرمایا: جب مال غنیمت کا ناجائز استعمال کیا جانے لگے، اور امانت کو غنیمت سمجھا جانے لگا، زکوٰة کی ادائیگی نہ کی جائے، جب شوہر اپنی زوجہ کی اطاعت اور اپنے والدین کی نافرمانی کرنے لگے ، دوست سے نفرت کی جائے، پست و ذلیل لوگ قوم کی سرپرستی کریں، شریف ترین لوگ ان کے خوف سے سھم جائیں، مسجد میں آوازیں بلند ھونے لگے، حریر کا لباس پہنا جانے لگے، ناچ گانے کا سازو سامان جمع کیا جانے لگے، اس امت کے بعد والے پہلے والوں پر لعنت کرنے لگےں، اس وقت سرخ آندھی ، سورج گرہن اور مسخ ھونے کا انتظار کرو“۔
دوم : قیامت کی دوسری نشانی زمینی اور فلکی حوادث ھیں جیسا کہ بعض احادیث میں بیان ھوا ھے:
۱۔ حیوان کا نکلنا، جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:
[81]
”اور جب ان لوگوں پر (قیامت کا) وعدہ ھوگا تو ھم ان کے واسطے زمین سے ایک چلنے والا نکال کھڑا کریں گے جو ان سے یہ باتیں کرے گا کہ(فلاں فلاں) لوگ ھماری آیتونپر یقین نہیں رکھتے تھے“۔
۲۔ امام مہدی (عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف) کا ظھور ، قیامت سے پہلے امام زمانہ (عج) کے ظھور کے سلسلے میں بہت (ھی)زیادہ احادیث بیان ھوئی ھیں، جن میں حضرت رسول اکرم (ص)کی مشھورومعروف یہ حدیث ھے:
”لاتقوم الساعة حتی یخرج رجل من عترتی (اوقال من اهل بیتی) یملؤ ها قسطا و عدلاً کما ملئت ظلما و عدواناً“۔[82]
”اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک میری عترت میں سے ایک شخص قیام نہ کرے، جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ھوگی“۔
۳۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا (آسمان سے) نزول ھوگا، جیسا کہ درج ذیل آیت کی تفسیر میں یہ بات کھی گئی ھے:[83]
< وَإِنَّہُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلاَتَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ہَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِیمٌ>[84]
”اور وہ تو یقینا قیامت کی ایک روشن دلیل ھے تم لوگ اس میں ہر گز شک نہ کرو اور میری پیروی کر وےھی سیدھا راستہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ھے“۔
مذکورہ بالا حدیث کے سلسلے میں بہت سے مفسرین نے کھاھے کہ یہ آیت حضرت عیسی علیہ السلام کے آخر الزمان میں نزول سے مخصوص ھے۔[85]
۴۔ یاجوج و ماجوج کا خروج،[86]جیسا کہ ارشاد الٰھی ھوتا ھے:
[87]
”بس اتنا (توقف توضرور ھوگا)کہ جب یاجوج و ماجوج (سد سکندری کی قید سے) کھول دیئے جائیں اور یہ لوگ (زمین کی) ہر بلندی سے دوڑتے ھوئے نکل پڑیں اور قیامت کا سچاوعدہ نزدیک آجائے پھر تو کافروں کی آنکھیں ایک دم سے پتھرا ھی جائیں“ ۔
۵۔ بہت زیادہ دھواں اٹھے گا، خداوندعالم کا فرمان ھے:
< فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ ہَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ >[88]
”تو تم اس دن کا انتظار کرو کہ آسمان سے ظاھر بظاھر دھواں نکلے گا(اور) لوگونکو ڈھانک لے گا یہ درد ناک عذاب ھے “۔
احادیث میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ھے کہ(قیامت سے پہلے) مشرق و مغرب تک دھواں پھیل جائے گا اور یہ دھواں چالیس دن تک رھے گا۔[89]
۶۔ ان کے علاوہ قیامت کے سلسلے میں احادیث میں دوسری بہت سی نشانیاں بھی ذکر ھوئی ھیں، جیسے قعر عدن سے ایسی آگ کا نکلنا،جو لوگوں کو محشر کی طرف ڈھکیلے گی، جس کے پیچھے کوئی نہیں رہ جائے گا، اور جب لوگ رکےں گے تو وہ بھی رک جائے گی اور جب لوگ چلنے لگےں گے تو بھی چلنے لگے گی،مغرب سے سورج نکلے گا، تین سورج گہن ھوں گے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرہ عرب پر، دجال [90] ظاھر ھوگا، فالج کی بیماری اور اچانک موتیں زیادہ ھوں گی[91] (دمدار) ستارہ طلوع کرے گا، بے موسم میں بارشیں ھوگی[92] اور کالی آندھی چلے گی۔[93]

چوتھی بحث : روز قیامت کا مشاہدہ
قیامت، یعنی وہ روز جب تمام مخلوق خدا کے حضور میں حاضر ھوں گے، کھاگیا ھے کہ لفظ قیامت نحوی اعتبار سے مصدر ھے ، جیسے کھاجاتا ھے: قام الخلق من قبورھم قیامةً“ ایک قول یہ ھے کہ یہ سریانی زبان کا لفظ ”قِیمثا“ ھے جس کو عربی بنالیا گیا ھے۔[94]
حضرت رسول اکرم (ص)سے سوال کیا گیا کہ قیامت کو ”قیامت“ کیوں کہتے ھیں تو آنحضرت (ص)نے فرمایا: ”لان فیھا قیام الخلق للحساب“۔[95]
”کیونکہ اس روز مخلوق ،حساب کے لئے جمع کی جائے گی“۔
قرآن مجید میں بہت سے الفاظ کے ذریعہ قیامت کی طرف اشارہ کیا گیا ھے جیسا کہ الازفة، والحاقة، والقارعة، والطامة الکبریٰ، والواقعة، والصاخّة، والساعة،و یوم الجمع، ویوم التغابن،ویوم الموعود، ویوم المشھود، ویوم التلاقی، ویوم التنادی، ویوم الحساب، ویوم الفصل،و یوم الحسرة،و یوم الوعید۔
قیامت انسان کے لئے ایک سخت منزل ھے کیونکہ اس دن خوف و ہراس، نالہ و فریاد اور طولانی مدت تک قیام ھوگا، جیسا کہ ارشاد الٰھی ھوتا ھے:
[96]
”اے لوگواپنے پروردگار سے ڈرتے رھو (کیونکہ) قیامت کا زلزلہ (کوئی معمولی نہیں) ایک بڑی سخت چیز ھے جس دن تم اسے دیکھ لوگے تو ہر دودھ پلانے والی (ڈر کے مارے)اپنے دودھ پیتے (بچے) کو بھول جائیں گی ا ور ساری حاملہ عورتیں اپنے اپنے حمل (دہشت سے) گرادیں گی اور(گھراہٹ میں)لوگ تجھے متوالے معلوم ھونگے حالانکہ وہ متوالے نہیں ھیں بلکہ خدا کا عذاب بہت سخت ھے“۔
حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ھیں:
”کل شيء من الدنیا سماعہ اعظم من عیانہ ،وکل شيء من آلاخرة عیانہ اعظم من سماعہ ۔فیکفیکم من العیان السماع ومن الغیب الخبر“۔[97]
”(یارکھو!) دنیا میں ہر شے کا سننا اس کے دیکھنے سے عظیم تر ھوتا ھے او رآخرت میں ہر شے کا دیکھنا اس کے سننے

سے بڑھ چڑھ کر ہوتا ھے لہٰذا تمہارے لئے دیکھنے کے بجائے سننا اور غیب کے مشاہدہ کے بجائے خبر ھی کو کافی ہوجانا چاہئے“۔
قیامت کے مواقف (قیام کی جگہ) زیادہ ہوں گی اور دیر دیر تک کھڑا ہونا پڑے گا، جس کے مختلف مقامات ھیں، جیسا کہ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ھیں:
”حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا علیها ،فان للقیامة خمسین موقفا،کل موقف مقداره الف سنة“، ثم تلا قوله تعالیٰ:< تَعْرُجُ الْمَلاَئِکَةُ وَالرُّوحُ إِلَیْہِ فِی یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہُ أَلْفَ سَنَةٍ>[98]
”اپنے نفس کا حساب کرو قبل اس کے تمہارا حساب کیا جائے، کیونکہ قیامت کے پانچ موقف ہوں گے، اور ہر موقف ایک ہزار سال کا ہوگا، اس کے بعد آنحضرت نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:
”جس طرف فرشتے اور روح الامین چڑھتے ھیں (اور یہ) ایک دن میں (اتنی مسافت طے کرتے ھیں) جس کا اندازہ ہزار برس کا ہوگا“۔
قارئین کرام !ھم ذیل میں قیامت کے مواقف کو بیان کرتے ھیں کہ جب صور پھونکی جائے گی اور اس کو یا جنت میں سعادت اور کامیابی یا جہنم میں بدبختی کا پیغام سنایا جائے گا:
۱۔ صور پھونکا جائے گا: جیسا کہ ارشاد الٰھی ھے:
< وَنُفِخَ فِی الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِی الْأَرْضِ إِلاَّ مَنْ شَاءَ اللهُ>[99]
”اور(جب پہلی بار)صور پھونکا جائے گاتو جو لوگ آسمانوں میں ھیں اور جو لوگ زمین میں ھیں (موت سے) بیھوش ھو کر گر پڑینگے (ہاں) جس کو خدا چاھے(وہ البتہ بچ جائے گا)“۔
نیز ارشاد الٰھی ہوتا ھے:
< مَا یَنظُرُونَ إِلاَّ صَیْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُہُمْ وَہُمْ یَخِصِّمُونَ فَلاَیَسْتَطِیعُونَ تَوْصِیَةً وَلاَإِلَی أَہْلِہِمْ یَرْجِعُونَ>[100]
”(اے رسول) یہ لوگ ایک سخت چنگھاڑ (صور) کے منتظر ھیں جو انھیں (اس وقت) لے ڈلے گی جب یہ لوگ باھم جھگڑ رھے ہوں گے پھر نہ تو یہ لوگ وصیت ھی کرنے پائیں گے اور نہ اپنے اہل و عیال ھی کی طرف لوٹ کر جا سکیں گے “۔
تفاسیر میں بیان ہوا ھے کہ” صور “سے مراد وہ قرن(سنکھ)ھے جس سے(صور) پھونکا جائے گا، اور یہ بھی کھاگیا ھے کہ ”صور“صورت کی جمع ھے یعنی خداوندعالم قبر میں انسانوں کی صورت خلق فرمائے گا جس طرح سے شکم مادر میں انسانوں کی صورت خلق کرتا ھے، اور پھر ان میں روح پھونکے گا جیسا کہ صورت بننے کے بعد شکم مادر میں روح پھونکتا ھے۔[101]
لیکن قرآن مجید کی آیتوں کے ظھور اور احادیث کی صراحت پہلے معنی پر دلالت کرتے ھیں، جیسا کہ متضافرہ (یعنی تواتر کے حد سے کم اور واحد کے حد سے زیادہ) احادیث میں وارد ہوا ھے کہ خداوندعالم نے اسرافیل کو خلق فرمایا تو اس کے ساتھ ایک صور کو بھی خلق فرمایا جس کے دو گوشے ھیں ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں، اور اسرافیل اس صورکو لئے حکم خدا کے منتظر ھیں، جس وقت خدا وندعالم حکم فرمائے گا تواسرافیل صور پھونک دیں گے۔[102]
صورپھونکنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ زمین و آسمان کے درمیان تمام ذی روح کو موت آجائے گی، کوئی زندہ نھیں بچے گا زندگی کے کوئی آثار نھیں بچےں گے، مگر جو خدا وندعالم چاھے:
< لاَإِلَہَ إِلاَّ ہُوَ کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ إِلاَّ وَجْہَہُ لَہُ الْحُکْمُ وَإِلَیْہِ تُرْجَعُونَ >[103]
”اس کے سوا کوئی قابل پرستش نھیں اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ھے، اس کی حکومت ھے اور تم لوگ اسی کی طرف (مرنے کے بعد)لوٹائے جاؤگے “۔
حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ھیں:
”وانہ سبحانہ یعود بعد فناء الدنیا وحدہ لا شیء معہ کما کان قبل ابتداء ھا ،کذلک یکون بعد فناء ھا بلا وقت ولا مکان ،ولا حین ولا زمان ،عدمت عند ذلک الاجال و الاوقات،وزالت السنون والساعات، فلا شیء الا الله الواحد القھار الذی الیہ مصیر جمیع الامور“۔[104]
”وہ خدائے پاک و پاکیزہ ھی ھے جو دنیا کے فنا ہوجانے کے بعد بھی رہنے والا ھے،اس کے ساتھ کو ئی رہنے والا نھیں ھے جیساکہ ابتداء میں بھی ایسا ھی تھا اور انتھامیں بھی ایسا ھی ہونے والا ھے، اس کے لئے نہ وقت ھے نہ مکان، نہ ساعت ھے نہ زمان، اس وقت مدت اور وقت سب فنا ہوجائیں گے، اور ساعت و سال سب کا خاتمہ ہوجائے گا، اس خدائے واحد و قہار کے علاوہ کوئی خدا نھیں ھے اسی کی طرف تمام امور کی بازگشت ھے“۔(ص ۳۶۵ترجمہ علامہ جوادی)

۲۔ نظام کائنات کی تبدیلی: عالم آخرت کی زندگی ایک نئے نظام کے تحت ہوگی جو ہمیشہ کے لئے ہوگی، یا فقط سعادت و نیک بختی ہوگی یا عذاب و بدبختی، اور یہ نظام اس دنیاوی نظام کے خاتمہ پر ہوگا، جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ہے:

< يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ>[105]

"(مگر کب) جس دن یہ زمین بدل کر دوسری زمین کر دی جائے گی اور(اسی طرح) آسمان (بھی بدل دیئے جائیں گے) اور سب لو گ یکتا قہار خدا کے روبرو (اپنی اپنی جگہ سے) نکل کھڑے ہوں گے"۔

خداوندعالم نے قرآن مجید کی متعدد آیات میں زمین و آسمان کے تبدیلی کا ذکر فرمایا ہے،جن کا مضمون اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ چھوڑدیں گے اور بیابان بن جائیں گے یا ریتیلے ٹیلے کی شکل اختیار کرلیں گے اور دھنکی ہوئی روئی کی طرح اڑنے لگےں گے،سمندروں میں طوفان پیدا ہونے لگے گا زمین چٹیل میدان بن جائے گی، کچھ بھی دکھائی نہیں دے گا، زلزلہ آئے گا ، زمین میں لرزش پیدا ہوجائےگی، سورج چاند میں گہن لگ جائے گا ستارے ڈوب جائیں گے، نور چلا جائے گا آسمان سرخ ہوجائے گا، چاروں طرف دھواں ہی دھواں پھیلا ہوگا ، آسمان گرجائے گا، اور ایک طومار کی طرح لپیٹ دیا جائے گا۔

حضرت علی علیہ السلام اس دن کے متعلق یوں فرماتے ہیں:

"یوم عبوس قمطریر،ویوم کان شره مستطیرا، ان فزع ذلک الیوم لیرهب الملائکة الذین لا ذنب لهم و ترعد منه السبع الشداد ،والجبال الاوتاد ،والارض المهاد ، وتنشق السماء فهی یومئذ واهیة،و تتغیر فکانها وردة کالدهان ،و تکون الجبال کثیبا مهیلا بعد ما کانت صما صلاباً۔۔"۔[106]

"قیامت کا دن وہ دن ہوگا جب انسان کی شکل بگڑ جائے گی اور ہوائیاں اڑنے لگےں گی، اس کی سختی ہر طرف پھیل جائے گی، اس روز کے خوف و وحشت سے بے گناہ فرشتے بھی ڈرنے لگیں گے، شدید قسم کی بھوک و پیاس ہوگی، پہاڑوں کی کیلیں ہلنے لگے گی، زمین خاک بن جائے گی، آسمان پھٹ جائے گا، آسمان تیل کی طرح سرخ ہوجائے گا، پہاڑریت کے ٹیلوں اور موج کی طرح ہوجائیں گے، جبکہ اس سے پہلے وہ بہت قوی ہوں گے"

۳۔ زندگی کا صور پھونکاجانا: دوسری مرتبہ جب صور پھونکا جائے گا تو تمام مخلوق عالم آخرت کے لئے زندہ ہوجائے گی، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہوتا ہے:

< وَنُفِخَ فِی الصُّورِ فَإِذَا ہُمْ مِنْ الْأَجْدَاثِ إِلَی رَبِّہِمْ یَنسِلُونَ# قَالُوا یَاوَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا ہَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ# إِنْ کَانَتْ إِلاَّ صَیْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا ہُمْ جَمِیعٌ لَدَیْنَا مُحْضَرُونَ >[107]

"اورپھر(جب دوبارہ)صور پھونکا جائے گا تو اسی دم یہ سب لوگ (اپنی اپنی) قبروں سے (نکل نکل کے)اپنے پروردگار (کی بارگاہ) کی طرف چل کھڑے ہوں گے اور حیران ہوکر کہیں گے کہ ہائے افسوس ہم تو پہلے سو رہے تھے ہمیں ہماری خوابگاہ سے کس نے اٹھا یا (جواب آئے گا)کہ یہ وہی (قیامت کا)دن ہے جس کا خدا نے (بھی)وعدہ کیا تھااور انبیاء نے بھی سچ کہاتھا(قیامت تو) بس ایک سخت چنگھاڑ ہوگی پھر ایکا ایکی یہ لوگ سب کے سب ہمارے حضور میں حاضر کئے جائیں گے "۔

نیز ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

< وَنُفِخَ فِی الصُّورِ ذَلِکَ یَوْمُ الْوَعِیدِ وَجَاءَ تْ کُلُّ نَفْسٍ مَعَہَا سَائِقٌ وَشَہِیدٌ>[108]

"اورصور پھونکا جائے گا یہی (عذاب کے) وعدہ کا دن ہے اور ہر شخص (ہمارے سامنے اس طرح حاضر ہو گا کہ اس کے ساتھ ایک (فرشتہ)ہنکانے والا ہوگا اور ایک (اعمال کا) گواہ "۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"لا تنشق الارض عن احد یوم القیامة الا و ملکان آخذان بضبعیه، یقولان :اجب رب العزة"۔[109]

"روز قیامت زمین پھٹتے ہی فرشتے اس کے بازو پکڑلیں گے اور کہیں گے: چلو اپنے پروردگار کے سامنے حساب و کتاب دو"۔

" پس اس وقت منادی پکارے گابعد اس کے کہ زمین پھٹنے لگے گی، حساب و کتاب کی طرف جلدی چلو ، حالانکہ ان کی آنکھیں دھنسی ہوں گی رسوائی چھائی ہوگی، ٹڈی دل کی طرح منتشر ہوجائیں گے۔

< یَوْمَ یَخْرُجُونَ مِنْ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا کَأَنَّہُمْ إِلَی نُصُبٍ یُوفِضُونَ# خَاشِعَةً أَبْصَارُہُمْ تَرْہَقُہُمْ ذِلَّةٌ ذَلِکَ الْیَوْمُ الَّذِی کَانُوا یُوعَدُونَ>[110]

"اسی طرح یہ لوگ قبروں سے نکا ل کر اس طرح دوڑیں گے گویا وہ کسی جھنڈے کی طرف دوڑے چلے جا تے ہیں (ندامت سے) ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہو ں گی ان پر رسوائی چھائی ہوئی ہوگی یہ وہی دن ہے جس کا ان سے وعدہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کیا جاتا تھا“۔
۴۔ حشر: حشر کے معنی جمع کرنے کے هیں، یہاں پر حشر سے مراد یہ هے کہ تمام مخلوق بغیر کسی استثناء کے جمع هوگی کوئی باقی نهیں بچے گا، جیسا کہ ارشاد خداوندی هوتا هے:
[111]
”اور هم ان سبھو ں کو اکٹھا کریں گے تو ان میں سے ایک کو نہ چھوڑیں گے“۔
پرندے، حیوانات اور درندے سبھی محشور کئے جائیں گے، چنانچہ خداوندعالم ارشادفرماتا هے:
[112]
”اور جس طرح وحشی جانور اکٹھاکئے جائیں گے“۔
نیز خدا وندعالم کا یہ فرمان:
< وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِی الْاٴَرْضِ وَلاَطَائِرٍ یَطِیرُ بِجَنَاحَیْہِ إِلاَّ اٴُمَمٌ اٴَمْثَالُکُمْ مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ إِلَی رَبِّہِمْ یُحْشَرُون>[113]
”زمین میں جو چلنے والے پھرنے والا (حیوان) یا اپنے دونوں پروں سے اڑنے والا پرندہ هے ان کی بھی تمہاری طرح جماعتیں هیں (اور سب کے سب لوح محفوظ میں موجود هیں) هم نے کتاب (قرآن) میں کوئی بات فرو گذاشت نهیں کی هے پھر سب کے سب (چرند هوں یا پرند) اپنے پرور دگار کے حضور میں لائے جائیں گے“۔
حشر اس مقام کا نام هے کہ جہاں پر عقلیں حیران هوجائیں گی اور انسان کے دل ہل جائیں گے اس طرح کہ انسان ہر طرف بری طرح سے چیخ پکار کرتا هوگا، ننگے پاؤں بے کسی کے عالم میں تھکا هوگا اور پسینہ سے شرابور هوگا۔
حضرت علی علیہ السلام فرماتے هیں:
”وذلک یوم یجمع اللہ فیہ الاولین والاخرین ،لنقاش الحساب و جزاء الاعمال، خضوعا، قیاما، قد الجمهم العرق ،و رجفت بهم الارض، فاحسنهم حالاً من وجد لقدمیہ موضعا ولنفسہ متسعاً “۔[114]
”(روز قیامت) وہ دن هوگا جب پروردگار اوّلین و آخرین کو دقیق ترین حساب اور اعمال کی جزا کے لئے اس طرح جمع کرے گا کہ سب خضوع و خشوع کے عالم میں کھڑے هوں گے، پسینہ ان کے دہن تک پهونچا هوگا اور زمین لرز رهی هوگی، بہترین حال اس کا هوگا جو اپنے قدم جمانے کی جگہ حاصل کرلے گا اور جسے سانس لینے کا موقع مل جائے گا“۔
حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی هے کہ آپ نے فرمایا:
”مثل الناس یوم القیامة اذا قاموالرب العالمین ،مثل السهم فی القرب ،لیس لہ من الارض الا موضع قدمہ کالسهم فی الکنانة ،لا یقدر ان یزول هاهنا ولا ها هنا“۔[115]
”انسان روز قیامت اس طرح اپنے پروردگار کے سامنے حاضر هوگا جیسے پہلو میں تیر، کہ صرف کھڑے هونے کی جگہ هوگی، جس طرح ترکش میں تیر هوتا هے کہ وہ ادهر آسکتا هے اور نہ اُدهر جاسکتا هے“۔
تمام لوگ اپنے رب کے فیصلہ کے منتظر هوں گے وہاں پر نہ مال کام آئے گا اور نہ مقام، اور نہ نهی ان کی کوئی چیز پوشیدہ هوگی:
< یَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لاَتَخْفَی مِنْکُمْ خَافِیَة>[116]
”اس دن تم سب کے سب (خدا کے سامنے)پیش کئے جاؤ گے اور تمہاری کوئی پوشیدہ بات چھپی نهیں رهے گی“۔
مخفی چیزیں ظاہر هوجائیں گی، اور سب راز کھل جائیں گے:
[117]
”جس دن دلوں کے بھید جانچے جائیں گے“۔
اس وقت انسان کے تمام اعمال و عقائد بالکل ظاہر هوجائیں گے جن کا وہ دنیا میں مالک تھا:
< یَوْمَ ہُمْ بَارِزُونَ لاَیَخْفَی عَلَی اللهِ مِنْہُمْ شَیْءٌ>[118]
”جس دن وہ لوگ (قبروں سے) نکل پڑیں گے (اور)ان کی کوئی چیز خدا سے پوشیدہ نهیں رهے گی“۔
لیکن روز قیامت کا حال انسان کے اعمال کے لحاظ سے هوگا، اس روز (مومن و) متقی افراد سواری پر محشور هوں گے:
< یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِینَ إِلَی الرَّحْمَنِ وَفْدًا>[119]
”جس دن پرهیزگاروں کو (خدا ئے) رحمان کے سامنے مهمانوں کی طرح جمع کریں گے “۔
اور ان کے چهروں پر خوشی و مسرت کے آثار ظاہر هوں گے:
[120]
”بہت سے چهرے تو اس دن خنداں شادماں اور چمکتے هوں گے (یهی نیکوکار هیں) ‘ ‘۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کیونکہ انھوں نے دنیا میں رہ کر ثواب و عظیم کامیابی کا راستہ اپنایا تھا، ان کے لئے ایک نور ہوگا جس کے سہارے وہ اہل قیامت کے سامنے سے گزر جائیں گے:

< يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ>[121]

”جس دن تم مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کانور ان کے آگے آگے اور دا ہنی طرف چل رھاھوگا“۔

لیکن کافر و مشرک مجرمین اپنے شیطان و ستم گر دوستوں کے ساتھ محشور کئے جائیں گے:

< فَوَرَبِّکَ لَنَحْشُرَنَّہُمْ وَالشَّیَاطِینَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّہُمْ حَوْلَ جَہَنَّمَ جِثِیًّا>[122]

”(اے رسول) تمہارے پرور دگار کی (اپنی) قسم ھم ان کو اور شیطانوں کو اکٹھا کریں گے پھر ان سب کو جہنم کے گردا گرد گھٹنو ں کے بل حاضر کریں گے“۔

اور خدا کو چھوڑ کر جس کی وہ عبادت کرتے تھے، ان کے ساتھ محشور کیا جائے گا:

< وَیَوْمَ یَحْشُرُہُمْ وَمَا یَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ>[123]

”اور جس دن خدا ان لوگوں کو اور جس کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر پرستش کیاکرتے ھیں“۔

اہل محشر ان کے سیاہ چہروں اور ظاہری صورت کو دیکھ کر سمجھ جائیں گے (کہ یہ لوگ جہنمی ھیں):

[124]

”اور بہت چہرے ایسے ہوں گے جن پر گرد پڑی ہوگی ۔ان پر سیاھی چھائی ہوئی ہوگی“۔

ان کے چہروں کو دوزخ کی طرف گھسیٹا جائے گا اور وہ حواس باختہ ہوں گے:

< وَنَحْشُرُہُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَلَی وَجُوہِہِمْ عُمْیًا وَبُکْمًا وَصُمًّا>[125]

”اور قیامت کے دن ھم ان لوگونکو منھ کے بل اوندھے اندھے اور گونگے اور بہرے قبروں سے آٹھائیں گے “۔

۵۔عدالت الٰھیہ: خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:

[126]

”اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی اور (اعمال کی) کتاب (لوگوں کے سامنے) رکھدی جائے گی ،اور پیغمبر اور گواہ لاحاضر کئے جائیں گے اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر (ذرہ برابر) ظلم نھینکیا جائے گا ۔اور جس شخص نے جیسا کیا ھو اسے ا س کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور جو کچھ یہ لوگ کرتے ھیں وہ اس سے خوب واقف ھے“۔

یہ عدالت الٰھیہ ہوگی جو دنیاوی عدالتوں کی طرح نہیں ہوگی، کیونکہ روز قیامت کا قاضی خائن آنکھ کو پہچانتا ھے اور دلوں کے راز سے آگاہ ھے، اس کے گواہ انبیاء و مرسلین (علیھم السلام) ہوں گے، اور انسان کے اعضاء و جوارح اس کی گواھی دیں گے نیز اس کے کئے اعمال بھی وہاں اس کے سامنے مجسم ہوں گے، اور اس کا نامہ اعمال اس کے سامنے موجود ہوگا جس میں سب کچھ لکھا ہوگا، کوئی چھوٹی بڑی چیز ایسی نہ ہوگی جو اس میں لکھی نہ گئی ھو، اس وقت انسان (اپنے اعمال کا) انکار کیسے کرے گا؟ جبکہ اس کے اعمال حاضر ہوں گے، نامہ اعمال پیش نظر ہوگا، گواہ، گواھی دے چکے ہوں گے اور اعضاء و جوارح بول چکے ہوں گے؟!

قارئین کرام! ذیل میں ھم ان چیزوں کو بیان کرتے ھیں جن کے ذریعہ عدالت الٰھی ھمیں فیصلہ ہوگا، کیا کیا سوال ہوگا، کیسا حساب ہوگا اور کون کون گواھی دےں گے:

۱۔ سوال : تمام ھی مخلوقات سے سوال ہوگا:

[127]َ

”تو(اے رسول)تمہارے ھی پرور دگار کی (اپنی) قسم کہ ھم ان سے جو کچھ یہ کرتے تھے (اس کے متعلق بہت سختی سے)ضرور باز پرس کرینگے“۔

نیز ارشاد ہوتا ھے:

[128]

”پھر ھم تو ضروران لوگوں سے جن کی طرف پیغمبر بھیجے گئے تھے ،سوال کریں گے اور خود پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے“۔

یعنی دین کے بارے میں سوال ہوگا، لیکن گناھوں کے بارے میں سوال نہیں ہوگا مگر جس کا حساب ہوچکا ھو اور جس کا حساب ہوگا اس پر عذاب ضرور ہوگا چاھے طولانی مدت تک کا قیام ھی کیوں نہ ہوں۔[129]

اعضاء و جوارح سے سوال هوگا جیسا کہ درج ذیل آیت :
[130]
”(کیونکہ) کان اور آنکھ اور دل ان سب کی(قیامت کے دن)یقینا باز پرس هوتی هے “۔
کے بارے میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا:
”یسال السمع عما سمع ،والبصر عما یطرف ،والفواد عما یعقد علیہ“۔[131]
”آنکھوں سے سوال هوگا کہ انهوں نے کیا دیکھا، کانوں سے سوال هوگا کہ انهوں نے کیا سنا اور دل سے سوال هوگا کہ اس نے کس چیز پر عقیده رکھا“۔
یہ سوال انسان کے پورے وجود اور اس کے اعتقاد سے هوگاجیسا کہ رسول اکرم سے مروی هے کہ آنحضرت (ص)نے فرمایا:
”لا تزول قدما عبد یوم القیامة حتی یسال عن اربع :عن عمره فیما افناه ۔وعن جسده فیما ابلاه و عن مالہ مما اکتسبہ وفیم انفقہ ، وعن حبنا اهل البیت“۔[132]
”روز قیامت انسان سے چار چیزوں کے بارے میں سوال هوگا: (الف) کس چیز میں عمر گزاری،(ب) اعضاء و جوارح سے کیا کام لیا،(ج) مال کو کس طرح جمع کیا اور کہاں خرچ کیا، (د) اور هم اہل بیت کی محبت کے بارے میں سوال هوگا“۔
جن اہل بیت علیهم السلام کی محبت کے بارے میں سوال هوگا، وهی اہل بیت علیهم ا لسلام هیں جن کی عصمت کے بارے میں خدا وندعالم نے آیہٴ تطهیر میں وضاحت فرمائی هے:
[133]
”اے (پیغمبر کے)اہل بیت خدا تو بس یہ چاہتا هے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دور رکھے اور جو پاک و پاکیزه رکھنے کا حق هے ویسا پاک و پاکیزه رکھے“۔
وهی اہل بیت علیهم السلام جن کے ذریعہ پیغمبر اکرم (ص) نے نصاری نجران کے مقابلہ میں مباہلہ کیا، ارشاد هوتا هے:
< فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَائَنَا وَأَبْنَائَکُمْ وَنِسَائَنَا وَنِسَائَکُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَہِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللهِ عَلَی الْکَاذِبِینَ>[134]
”تو کهو کہ (اچھا میدان میں)آوٴ هم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو اور هم اپنی عورتوں کو (بلائیں) اور تم اپنی عورتونکو اور هم اپنی جانوں کو (بلائیں) اور تم اپنی جانوں کو اس کے بعد هم سب مل کر خدا کی بارگاه میں گڑ گڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں “۔
اہل بیت رسول خدا ﷺ، حضرت علی علیہ السلام، جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیها، امام حسن علیہ السلام ،امام حسین علیہ السلام اور آپ کی ذریت کے نو امام معصوم علیهم السلام هیں، ان کے علاوه کوئی اہل بیت میں شامل نهیں هے۔
انهی اہل بیت علیهم السلام کی محبت کے بارے میں خداوندعالم سوال کرے گا کیونکہ اس نے محبت اہل بیت کو مخلوق پر واجب قرار دیا هے، جیسا کہ ارشاد خداوندی هوتا هے:
[135]
”اور (اے رسول)تم کہدو کہ میں اس تبلیغ رسالت کا اپنے قرابتداروں (اہلبیت) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نهیں مانگتا“۔
جس طرح پیغمبر اکرم (ص)نے دل و جان سے اسلام اور ایمان کے قبول کرنے کی دعوت دی هے اور آنحضرت (ص)نے اہل بیت علیهم السلام سے محبت کرنے پر زور دیا هے جیسا کہ بہت سی احادیث میں بیان هوا هے، آنحضرت (ص)فرماتے هیں:
”احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمہ ،وا حبونی لحب اللہ ،و احبوا اهل بیتی لحبی“۔[136]
”خدا سے محبت کرو کیونکہ وهی تمهارے لئے رزق کا انتظام کرتا هے، اور مجھ سے خدا کی محبت کے لئے محبت کرو اور میرے اہل بیت (علیهم السلام) سے میری محبت کی وجہ سے محبت کرو“۔
صرف ان کی محبت کے بارے میں سوال نهیں هوگا بلکہ رسول اکرم (ص)کے بعد ان کی ولایت و امامت اور وصی برحق هونے کے اعتقاد کے سلسلے مینسوال هوگا، جیسا کہ آنحضرت (ص)سے درج ذیل آیت :
[137]
”اور (ہاں ذرا)انهیں ٹھهراوٴ توا ن سے کچھ پوچھنا هے“۔
کے بارے میں سوال کیا کہ روز قیامت کس چیز کے بارے میں سوال هوگا تو آنحضرت (ص)نے فرمایا:
”یعنی عن ولایة علی بن ابی طالب“۔[138]

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

”ولایت علی بن ابی طالب کے بارے میں سوال هوگا“۔
٢۔ حساب: جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا هے:
[139]
”بیشک ان کو هماری طرف لوٹ کر آنا هے ،پھر ان کا حساب همارے ذمہ هے“۔
حساب کے معنی یہ هیں کہ انسان کے اعمال اور اس کی جزا کو تولا جائے گا، تاکہ نیک اعمال پر جزا دی جائے اور بُرے اعمال پر سزا دی جائے، جس کے نیک اعمال هوں اس کی مدح و ثنا هوگی، اور اس کو نیک جزا کا مستحق قرار دیا جائے گا۔[140]
خداوندعالم اولین و آخرین سے اپنے حساب کے لئے ایک آواز دے گا جس کو سب سنیں گے لیکن سوچیں گے کہ میرے علاوه کسی دوسرے کو کھاجار هاهے، اور خداوندعالم کا خطاب میرے علاوه کسی دوسرے سے هے، اور خدا کو کوئی مشغول نهیں کرسکتا، خداوندعالم تمام اولین و آخرین کا حساب دنیا کے ایک گھنٹے میں کرلے گا۔[141]
جب معصوم سے < وَاللهُ سَرِیعُ الْحِسَابِ>[142] (”اور خدا بہت جلد حساب لینے والا هے “۔) کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ اس سے مراد پلک جھپکتے هی خداوندعالم حساب کرلے گا یا ایک روایت کے مطابق بکری کو دوهنے کے برابر وقت میں حساب کرے گا۔[143]
حضرت امام صادق سے درج ذیل آیہ شریفہ کے بارے میں سوال کیا:
< فِی یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِینَ أَلْفَ سَنَةٍ >[144]
”ایک دن میں ،جس کا اندازه پچاس هزار سال کا هوگا“۔
تو امام علیہ السلام نے جواب دیا:
”لو ولی الحساب غیر الله لمکثوا فیہ خمسین الف سنة من قبل ان یفرغوا ،والله سبحانہ یفرغ من ذلک فی ساعة“۔[145]
”اگر الله کے علاوه کوئی دوسرا حساب کرے تو واقعاً وه پچاس هزار سال سے پہلے حساب نهیں کرسکے گا، لیکن خداوندعالم ایک ساعت میں تمام مخلوق کے حساب و کتاب سے فارغ هوجائے گا“۔
حضرت امیرے المومنین علی علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اتنی کثیر مخلوق کا کس طرح حساب کرے گا تو امام علیہ السلام نے فرمایا:
”کما یرزقهم علی کثرتهم “ قیل: فکیف یحاسبهم ولایرونہ؟ قال: ”کما یرزقهم ولا یرونہ“۔[146]
”جس طرح وه ان کی کثرت کے باوجود ان کو رزق دیتا هے“،سوال کیا گیا کہ خدا کس طرح حساب کرے گا حالانکہ وه ان کو دیکھ بھی نهیں رهاهوگا؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ”جس طرح ان کو رزق پہنچاتا هے اور ان کو دیکھنے کی ضرورت نهیں هوتی“۔
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی هے:
”ان اول ما یحاسب بہ العبد الصلاة،فان قبلت قبل ما سواها “۔[147]
”سب سے پہلے (روز قیامت) بندوں سے نماز کے بارے میں سوال هوگا اگر نماز قبول هے تو دوسرے اعمال بھی قبول هیں“۔
روز قیامت کے خوف و هراس سے کوئی نجات نهیں پائے گا مگر وه شخص جس نے دنیا میں اپنے اعمال و اقوال کو شریعت کی میزان میں پرکھ لیا هو، جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے هیں:
”عباد الله زنوا انفسکم من قبل ان توزنوا ،و حاسبوها من قبل ان تحاسبوا وتنفسوا قبل ضیق الخناق ،و انقادوا قبل عنف السیاق“۔[148]
”بندگان خدا! اپنے آپ کو تول لو قبل اس کے کہ تمهارا وزن کیا جائے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرو قبل اس کے تمهارا حساب کیا جائے،گلے کا پھندا تنگ هونے سے پہلے سانس لے لو اور زبردستی لے جائے جانے سے پہلے از خود جانے کے لئے تیار هوجاؤ۔۔۔“۔
٣۔ شهود اور تطائر کتب: یہ بھی قیامت کی وحشت و خوف و هراس کی منزل میں هے، کیونکہ اس وقت انسان بہت سے گواهوں کے مدمقابل هوگا جن کی دلیل کو ردّ نهیں کرسکتا، اور نہ هی ان کو جھٹلاسکتا هے، لہٰذا اسے اپنے گناهوں اور خطاؤں کا اقرار کرنا هوگا، گواهی کون کون دےں گے:
الف: خداوندعالم خود گواه هوگا: کیونکہ وه هر چیز کاعلم رکھتا هے، اس کا علم سب چیزوں پر احاطہ کئے هوئے هے، انسان کی خلوت کو بھی دیکھتا هے اور اس کے دل میں پوشیده اسرار سے بھی آگاه هے، وه انسان کی رگ گردن سے بھی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

زیادہ قریب ھے، چنانچہ خداوندعالم فرماتا ھے:

[149]

”اور (لوگو) تم کوئی سا بھی عمل کر رھے ھو ھم (ھمہ وقت)جب تم اس کام میں مشغول ھوتے ھو تم کو دیکھتے رہتے ھیں “۔

نیز ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

< مَا یَکُونُ مِنْ نَجْوَی ثَلَاثَةٍ إِلاَّ ہُوَ رَابِعُہُمْ وَلاَخَمْسَةٍ إِلاَّ ہُوَ سَادِسُہُمْ وَلاَأَدْنَی مِنْ ذَلِکَ وَلاَأَکْثَرَ إِلاَّ ہُوَ مَعَہُمْ أَیْنَ مَا کَانُوا ثُمَّ یُنَبِّئُہُمْ بِمَا عَمِلُوا یَوْمَ الْقِیَامَةِ إِنَّ اللهَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیمٌ >[150]

”جب تین (آدمیوں)کا خفیہ مشورہ ھوتا ھے تو وہ (خدا) ان کا ضرور چوتھا ھے اور جب پانچ کا (مشورہ) ھوتا ھے تو وہ ان کا چھٹا ھے اور اس سے کم ھوں یا زیادہ اور چاھے جہاں کھیں ھوں وہ ان کے ساتھ ضرور ھوتا ھے پھر جو کچھ وہ (دنیامیں) کرتے رھے قیامت کے دن ان کو اس سے آگاہ کر دے گا بیشک خدا ہر چیز سے خوب واقف ھے“۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ھیں:

”اتقوا معاصی اللہ فی الخلوات ،فان الشاھد ھو الحاکم“۔[151]

”تنہائی میں بھی خدا کی نافرمانی سے ڈرو کہ جو دیکھنے والا ھے وھی فیصلہ کرنے والاھے“ ۔

ب: انبیاء اور اوصیاء الٰھی: قرآن کریم کی آیات اس بات پر دلالت کرتی ھیں کہ خداوندعالم کے سامنے ہر نبی اپنی امت کے اعمال پر گواھی دے گا،اور ھمارا نبی اکرم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے اعمال کی گواھی دیں گے، جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتاھے:

< فَکَیْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ أُمَّةٍ بِشَہِیدٍ وَجِئْنَا بِکَ عَلَی ہَؤُلاَءِ شَہِیدًا>[152]

”بھلا اس وقت کیا حال ھوگا جب ھم ہر گروہ کے گواہ طلب کریں گے اور (اے محمد) تم کو ان سب پر گواہ کی حیثیت میں طلب کریں گے“۔

نیز خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:

< وَیَوْمَ نَبْعَثُ فِی کُلِّ أُمَّةٍ شَہِیدًا عَلَیْہِمْ مِنْ أَنفُسِہِمْ وَجِئْنَا بِکَ شَہِیدًا عَلَی ہَؤُلاَءِ>[153]

”اور (وہ دن یاد کرو جس دن ھم ہر ایک گروہ میں سے ا نھیںمیں کا ایک گواہ ان کے مقابل لا کھڑا کریں گے اور (اے رسول)تم کو ان لوگوں پر (ان کے)مقابل میں گواہ بنا کر لاکھڑا کریں گے“۔

قارئین کرام! یہ آیہٴ مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ھے کہ ہر زمانہ میں ایک ایسی شخصیت کا ھونا ضروری ھے جس کا قول اس زمانہ کے افراد کے لئے حجت ھو اور وہ خدا کے نزدیک عدل (بہت زیادہ عادل) ھو، اسی مطلب کو جبّائی صاحب اور اکثر اہل عدل مانتے ھیں، اور یھی قول علمائے شیعہ کی نظر کے موافق ھے، اگرچہ اختلاف پایا جائے جاتا ھے کہ وہ عدل اور حجت (خدا) کون ھے؟۔[154]

یہ بات واضح ھے کہ تمام امت کا انتخاب نھیں کیا جاسکتا اور نہ تمام امت عادل ھوسکتی ھے جن کو لوگوں کے لئے گواہ بنایا جاسکے، بہت سے ایسے ھیں کہ جن کی حالت لوگوں پر مخفی نھیں ھے، لہٰذا یہ صفات بعض افراد سے مخصوص ھےں ، پس انھیں بعض لوگوں کو انتخاب کیا جائے گا۔

تفسیر عیاشی میں درج ذیل آیت :

< وَکَذَلِکَ جَعَلْنَاکُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَکُونُوا شُہَدَاءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُونَ الرَّسُولُ عَلَیْکُمْ شَہِیدًا>[155]

”(اور جس طرح تمہارے قبلہ کے بارے میں ہدایت کی)اسی طرح تم کو عادل امت بنایا تاکہ اور لوگوں کے مقابلہ میں گواہ بنیں “۔

کی تفسیر میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ھے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا:

”فان ظننت أن اللہ تعالیٰ عنی بہذہ الآیة جمیع أہل القبلة من الموحّدین، أفتری أن من لاتجوز شہادتہ فی الدنیا علی صاع من تمر، یطلب اللہ شہادتہ یوم القیامة، و یقبلھامنہ بحضرة جمیع الأمم الماضیة؟ کلا لم یعن اللہ مثل ہذا من خلقہ، یعنی الأمة التي وجبت لھادعوة ابراھیم علیہ السلام< کُنْتُمْ خَیْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ>[156]

وھم الأمة الوسطیٰ، وھم خیر اُمّة اُخرجت للناس“۔[157]

”کیا تم یہ گمان کرتے ھو کہ خداوندعالم کی اس آیت سے تمام اہل قبلہ مراد ھیں، واقعاً یہ بہتان ھے کہ جس کی گواھی دنیا میں ایک صاع خرمہ کے بارے میں قبول نہ ھو خداوندعالم روز قیامت اس کو گواہ قرار دے، اور اس کی تمام گزشتہ امتوں کے بارے میں گواھی قبول کرے، ہرگز خدا نے (تمام اہل قبلہ) کاارادہ نھیں کیا ھے، یعنی وہ امت جس پر ملت ابراھیم علیہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

السلام کی پیروی کرنا واجب ھے،(ترجمہ آیت:)”تم اچھے گروہ ھو کہ لوگوں کی ہدایت کے واسطے پیدا کئے گئے ھو“۔ وہ امت وسطیٰ ھے اور یہی لوگوں کی ہدایت کے واسطہ بہترین افراد ھیں“۔
حضرت امام باقر علیہ السلام سے مروی ھے :
”نحن الا مة الوسطی ، ونحن شهداء الله علی خلقہ،و حججہ فی ارضہ“۔[158]
”ھم امت وسطیٰ ھیں، ھم اللہ کی طرف سے لوگوں پر گواہ ھیں اور زمین پر اس کی حجت ھیں“۔
ج۔ ملائکہ اور فرشتے: خداوندعالم نے ہر انسان کے لئے دو فرشتوں کو مقرر کیا ھے کہ ھمیشہ اس کے ساتھ رھیں اور اس کے تمام اعمال کولکھتے رھیں، جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:
< إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنْ الْيَمِينِ وَعَنْ الشِّمَالِ قَعِيدٌ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلاَّ لَدَيْہِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ>[159]
”جب (وہ کوئی کام کرتا ھے تو)دولکھنے والے (کراماً کاتبین)جو(اس کے) داہنے بائیں بیٹھے ھیں لکھ لیتے ھیں کوئی بات اس کی زبان پر نھیں آتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس تیار رہتا ھے “۔
یہی ملائکہ روز قیامت انسان کے کئے اعمال (چاھے وہ نیک اعمال ھوں یا بُرے اعمال) کی گواھی دیں گے، ارشاد خداوندعالم ھے:
< وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ذَلِکَ يَوْمُ الْوَعِيدِ وَجَاءَ تْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَہِيدٌ۔>[160]
”اور صور پھونکا جائے گایہی (عذاب کے)وعدہ کا دن ھے اور ہر شخص (ھمارے سامنے اس طرح)حاضر ھوگا کہ اس کے ساتھ ایک (فرشتہ)ہنکا نے والا ھوگا اور ایک (اعمال کا)گواہ“۔
حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ھیں:
”سائق یسوقها الی محشر ها ،و شهید یشهد علیها بعملها“۔[161]
”انسان کے لئے قیامت کی طرف ایک(فرشتہ) ہکانے والا ھے اور ایک گواہ ھے جو روز قیامت اس کے اعمال کی گواھی دے گا“۔
د: اعضاء و جوارح: خداوندعالم قیامت میں بعض مقامات پر انسان کے منہ پر مہر لگادے گا اور خود انسان کے ہاتھ اور تمام اعضاء و جوارح ان سے کئے ھوئے اعمال کی گواھی دیں گے، جیسا کہ ارشاد ھوتا ھے:
< يَوْمَ تَشْہَدُ عَلَيْہِمْ أَلْسِنَتُہُمْ وَأَيْدِيہِمْ وَأَرْجُلُہُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ >[162]
”جس دن ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کی کارستانیوں کی گواھی دینگے“۔
یہاں پر اعضاء و جوارح کی بُرائیوں پر گواھی سے مراد انھیں (اعضاء) کے لحاظ سے ھوگی پس جو گناہ انسان نے زبان سے کئے ھیں جیسے کسی پر قذف، جھوٹ کی تہمت لگانا یا کسی کی غیبت کرنا وغیرہ تو ان کی گواھی خود زبان دے گی، (یعنی اس زبان کی مہر ہٹالی جائے گی) اور اگر دوسرے اعضاء و جوارح سے گناہ کئے ھیں جیسے چوری، چغل خوری کے لئے جانا یا تہمت وغیرہ کے لئے جانا تو انسان کے دوسرے اعضاء گواھی دیں گے“۔[163]
ھ: نامہ اعمال: جیساکہ ھم نے پہلے بھی ذکر کیا کہ انسان کے تمام اعمال و اقوال فرشتوں کے ذریعہ نامہ اعمال میں لکھے جاتے ھیں، جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:
[164]
”حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ھیں بزرگ(فرشتے سب باتوں کے)لکھنے والے (کراماً کاتبین)جو کچھ تم کرتے ھو وہ سب جانتے ھیں “۔
یہ نامہ اعمال قیامت کے روز انسان کے سامنے پیش کردئے جائیں گے، اس وقت خداوندعالم ہر امت کے لئے ایک کتاب نکالے گا جو تمام لوگوں کے اقوال و افعال کی حقیقت کے بارے مینبولے گی جیسا کہ ارشاد خداوندی ھے:
< وَتَرَى كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَى إِلَى كِتَابِہَا الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ہَذَا كِتَابُنَا يَنطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنسِخُ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ>[165]
”اور (اے رسول)تم ہر امت کو دیکھو گے کہ (فیصلہ کی منتظر ادب سے)گھٹنوں کے بل بیٹھی ھوگی اور ہر امت اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلائی جائے گی جو کچھ تم لوگ کرتے تھے آج تم کو اس کا بدلہ دیا جائےگا یہ ھماری کتاب (جس میں اعمال لکھے ھیں)تمہارے مقابلہ میں ٹھیک ٹھیک بول رھی ھے جو کچھ بھی تم کرتے تھے ھم لکھتے جاتے تھے “۔
ہر انسان کا نامہ اعمال جس میں تمام چھوٹے بڑے اعمال کو لکھا گیا ھے اس کے سامنے پیش کردیا جائے گا، خداوندعالم ہر انسان کو اپنے نفس کے حساب کے لئے قاضی اور حاکم قرار دے گا، جیسا کہ ارشاد خداوندی ھے:
< وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِہِ وَنُخْرِجُ لَہُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا اقْرَأْ كِتَابَکَ كَفَى بِنَفْسِکَ الْيَوْمَ عَلَيْکَ حَسِيبًا>[166]

”اور هم نے ہر آدمی کے نامۂ اعمال کو اس کے گلے کا ہار بنا دیا هے (کہ اس کی قسمت اس کے ساتھ رهے)اور قیامت کے دن هم اس کے سامنے نکال رکھ دیں گے کہ وہ اس کو ایک کھلی هوئی کتاب اپنے روبرو پائے گا (اور هم اس سے کھیں گے کہ)اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے اور آج اپنا حساب لینے کے لئے آپ هی کافی هے“۔
چنانچہ کفار و مشرکین اس دقیق حساب و کتاب کو دیکھ کر دنگ رہ جائیں گے:
< وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَاوَيْلَتَنَا مَالِ هَذَا الْكِتَابِ لاَيُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلاَكَبِيرَةً إِلاَّ أَحْصَاهَا>[167]
”اور لوگوں کے اعمال کی کتاب (سامنے) رکھی جائے گی تو تم گنہگارونکو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) هے (دیکھ کر) سھمے هوئے هیں اور کہتے جاتے هیں ہائے هماری شامت یہ کیسی کتاب هے کہ نہ چھوٹے هی گناہ کو بے قلمبند کئے چھوڑتی هے نہ بڑے گناہ کو“۔
و: خوداعمال کا ظاہر اور مجسم هونا: جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا هے:
[168]
”اس دن لوگ گروہ گروہ (اپنی قبروں سے)نکلیں گے تاکہ اپنے اعمال کو دیکھیں“۔
نیز ارشادالٰهی هوتا هے:
< يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا>[169]
”(اور اس دن کو یاد رکھو)جس دن ہر شخص جو کچھ اس نے (دنیا میں) نیکی کی هے‘ اور جو کچھ برائی کی هے ‘اس کو موجود پائے گا(اور)آرزو کرے گا کہ کاش اس کی بدی اور اس کے درمیان میں زمانہ دراز(حائل)هو جاتا “۔
پس معلوم یہ هوا کہ انسان کے یهی اعمال روز قیامت خود گواهی دیں گے، البتہ مفسرین کے درمیان اختلاف هے کہ یہ اعمال کس طرح مجسم هوں گے، چنانچہ بعض افراد نے کهاهے کہ انسان کے اعمال جزا یا سزا کی شکل میں حاضر هوں گے یا نامہ اعمال حاضر کئے جائےں گے جس میں تمام نیکیاں اور بُرائیاں موجود هیں، اس چیز پربنا رکھتے هوئے کہ اعمال ”اعراض“ هیں جو نابود هوجاتے هیں[170] یا خود اعمال ظاہر هوں گے ، کیونکہ اعمال کا مجسم هونا اس بات پر دلالت کرتا هے کہ خود اعمال موجود اور محفوظ هیں ،لیکن وہ اس دنیا میں دکھائی نهیں دیتے، جن کو خداوندعالم روز قیامت حاضر کرے گا، اسی وجہ سے کهاگیا هے کہ نامہ اعمال میں خود اعمال کی حقیقت موجود هوگی۔[171]
پس خود اعمال کا ظاہر هونا اس بات پر دلالت کرتا هے کہ یہ اعمال غائبانہ طور پر ایک عالم خارجی میں محفوظ هوجاتے هیں، اسی بات کو ذہن قبول کرتا هے، اور یهی اعمال روز قیامت انسان کے سامنے پیش هوں گے جن کو وہ ظاہر بظاہر دیکھے گا اور اس کے لئے کوئی بہانہ باقی نهیں رهے گا۔
۶۔ میزان: لغت میں میزان ، اس شئے کو کہتے هیں جس کے ذریعہ مختلف چیزوں کو تولا جاسکے، جس سے مختلف چیزوں کے معیار کاپتہ چلتا هے، قیامت میں بھی تما م لوگوں کے لئے میزان قرار دے گا جس سے اہل ایمان و اہل اطاعت کو کفار اور گناہگاروں سے جدا کرے گا، ارشاد هوتا هے:
[172]
”اور هم قیامت کے روز انصاف کی ترازو قائم کریں گے اور کسی نفس پر ادنیٰ ظلم نهیں کیا جائے گا اور کسی کا عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی هے تو هم اسے لے آئیں گے اور هم سب کا حساب کرنے کے لئے کافی هیں“۔
اور قیامت میں کفار و مشرکین کے اعمال کا وزن هی نهیں کیا جائے گابلکہ ان کے اعمال باطل هوجائینگے،اور ان کو فوج در فوج جہنم میں بھیج دیاجائےگا،ارشاد الٰهی هوتا هے :
< أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلاَنُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا >[173]
”یهی وہ لوگ هیں جنهوں نے اپنے پرور دگار کی آیتوں سے اور (قیامت کے دن) اس کے سامنے حاضر هونے سے انکار کیا تو ان کا سب کیا کرایا اکارت هو اتو هم اس کے لئے قیامت کے دن میزان حساب بھی قائم نہ کریں گے “۔
حضرت امام سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام ایک حدیث کے ضمن میں فرماتے هیں:
”اعلموا عباد الله ان اهل الشرک لا تنصب لهم الموازین ،ولا تنشرلهم الدواوین ،وانما یحشرون الی جهنم زمرا ،وانما نصب الموازین و نشر الدواوین لاهل الا سلام ،فاتقواالله عباد الله“[174]
”اے بندگان خدا! جان لو کہ (کفار و)مشرکین کی میزان نصب نهیں کی جائے گی ، اور نہ هی ان کے لئے فیصلہ کیا جائے گا بلکہ ان کو فوج در فوج جہنم میں بھیج دیا جائے گا ، میزان اور فیصلہ تو اہل اسلام کے بارے میں هوگا پس اے بندگان خدا ، خدا سے ڈرو۔()
اصل ِمیزان کی حقیقت کے بارے میں امت کے مختلف فرقوں میں کوئی اختلاف نهیں پایا جاتا، کیونکہ قرآن مجید کی آیات

اور احادیث معصومین علیهم السلام اس کے وجود پر دلالت کرتی هیں،لیکن اس کے معنی اور مفهوم کے بارے میں اختلاف پایا جاتا هے، جن میں سے بعض کو احادیث سے مستند کیاجاتا هے جن میں سے چند اهم یہ هیں:

پهلا قول: قیامت کی میزان بهی دنیا کی میزان کی طرح هے، ہر میزان میں ایک زبان هوتی هے اور دوپلڑے،چنانچہ اسی میزان میں انسان کے اعمال (اچهائیوں اور برائیوں) کو تولا جائے گا، اس قول میں صرف اس لفظ "میزان" کے ظاہر کو لیا گیا هے، لیکن تُلنے والی چیز کے بارے میں اختلاف هے کہ وہ اعمال هیں یا نامہ اعمال هیں یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز هے-[175]

دوسرا قول: میزان "عدل الٰهی" کی طرف،کنایہ اور اشارہ هے یعنی خداوندعالم کسی ایک پر بهی ظلم نهیں کرے گا، میزان یعنی عدل الٰهی ، پلڑا وہ بهاری هوگا جس میں نیکیاں اور حسنات زیادہ هوں گے لیکن بُرائیوں کا پلڑا ہلکا هوگا، یعنی ترجیح عدل کے ساته هوگی، جس کے حسنات کے غلبہ اور زیادتی کی وجہ سے اعمال کو ترجیح هوگی تو وهی لوگ کامیاب هوں گے، اور جن لوگوں کے اعمال کو حسنات کی وجہ سے ترجیح نہ هوگی وهی لوگ خسارہ میں هوں گے-[176]

اسی دوسرے قول کی تائید امام صادق علیہ السلام سے مروی حدیث سے بهی هوتی هے کہ جب ایک زندیق نے امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا اعمال کا وزن نهیں هوگا؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

"لا ،ان الاعمال لیست باجسام ،و انما هی صفة ما عملوا وانما یحتاج الی وزن الشيء من جهل عدد الاشياء.ولا یعرف ثقلها اوخفتها، وان الله لایخفی علیہ شيء،قال فمامعنی المیزان؟، قال:"العدل"،قال فما معناہ فی کتابہ < فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُہُ>[177]؟قال:فمن رجح عملہ"-[178]

"نهیں، اعمال کا کوئی جسم نهیں هے، بلکہ اعمال اس صفت کانام هے جس کو لوگ انجام دیتے هیں، کسی چیز کا وزن کرنا اور تولنا تو اس شخص کے لئے ضروری هے جو چیزوں کی حقیقت سے جاہل هو اور اس کے وزن کو نہ جانتا هو، بے شک الله تعالیٰ پر کسی چیز کا علم مخفی نهیں هے، زندیق نے سوال کیا تو پهر میزان کے کیا معنی هیں؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: میزان کے معنی "عدل" کے هیں، پهر وہ بولا تو پهر قرآن مجید کی اس آیت کے کیا معنی هیں:"پهر تو جن کے (نیک اعمال کے)پلے بهاری هوں گے "،تو امام علیہ السلام نے فرمایا: جس کے عمل کی ترجیح هوگی "-

تیسرا قول: میزان کے معنی حساب کے هیں، اور میزان کا بهاری اور ہلکا هونا حساب کے کم یا زیادہ هونے کا کنایہ و اشارہ هے، جیسا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت هے :

"ومعنی قولہ :< فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُہُ>،< وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُہُ>فهو قلة الحساب و کثرتہ، والناس یومئذ علی طبقات ومنازل ،فمنهم من یحاسب حساباًیسیراو ینقلب الی اهلہ مسروراً، ومنهم الذین یدخلون الجنة بغیر حساب ،لانهم لم یتلبسوا من امرالدنیا بشيء ،وانما الحساب هناک علی من تلبس هاهنا،ومنهم من یحاسب علی النقیر والقطمیر،ویصیرالی عذاب السعیر،ومنهم ائمة الکفرو قادةالضلال،فاولئک لایقیم لهم وزناً ولایعبابهم،لانهم لم یعبأوابامرہ ونهیہ،فهم فی جهنم خا لد و ن ، تلفح وجوههم النار ،وهم فیها کالحون"-[179]

"ان دونوں آیتوں سے مرادحساب کا کم یا زیادہ هونا هے، کیونکہ لوگوں کی کئی قسمیں هیں ایک گروہ وہ هوگا جن کا حساب بہت آسان هوگا، اور وہ اپنے اہل و عیال کے پاس خوشحال واپس آئیں گے، ان میں سے ایک گروہ ایسا هوگا جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل هوجائے گا کیونکہ وہ دنیا کی کسی چیز میں مشغول نهیں هوئے هیں، بے شک حساب ان لوگوں کا هوگا جو دنیاوی کاموں میں مشغول رهے هیں، ان میں سے ایک گروہ وہ هوگا جس کا حساب سخت هوگا اور ان کو جهنم کے درد ناک عذاب میں بہت جلد بهیج دیا جائے گا، یہ گروہ گمراہ اور ضلالت کے سرداروں کا هوگا، پس یهی لوگ بے اهمیت هوں گے اور ان پر کوئی توجہ نهیں دی جائے گی کیونکہ انهوں نے خدا وندعالم کے احکام پر کوئی توجہ نهیں کی هے، یهی لوگ همیشہ کے لئے جهنم میں رهیں گے، اور ان کے چهرے جهنم کی آگ میں جلتے رهیں گے اور یهی لوگ جهنم کے دردناک عذاب میں گرفتارر هیں گے"-

چوتها قول: میزان اور موازین(صیغہ جمع) سے مراد انبیاء اور اوصیاء هیں جیسا کہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں بیان هوا هے:

تو امام علیہ السلام نے فرمایا:"الموازین :الا نبیاء والاوصیاء"-[180]

"موازین (جمع میزان) سے مراد انبیاء اور اوصیاء الٰهی هیں"-

پس انبیاء اور اوصیاء علیهم السلام وہ پیمانے هیں جن کے ذریعہ حق و عدل کی شناخت هوگی، اور وہ اعمال کے لئے رجحان هیں اور یہ رجحان ان کے ایمان کے برابر هوگا اور جتنا انبیاء و اوصیاء علیهم السلام سے محبت اور ان کی اطاعت و پیروی هوگی اسی لحاظ سے هوگا-

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

قارئین کرام! میزان کے سلسلے میں(چار) اھم قول اور احادیث تھیں کہ بعض مصادیق کو آپ حضرات نے سمجھ لیا ھے، لیکن میزان کی تفصیل کے بارے میں عقیدہ رکھنا ضروری نہیں ھے بلکہ کسی تفصیل اور حقیقت و ماھیت کے بغیرصرف اجمالی طور پر ”میزان“ کے اوپر عقیدہ رکھنا واجب ھے ۔
۷۔ صراط: صراط کے لغوی معنی راستہ یا واضح راستہ کے ھیں،جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:
[181]
”تو ھم کو سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ“۔[182]
صراط بھی آخرت کی ایک منزل ھے، اور صراط سے مقصود جہنم پر بچھایا جانے والا پُل ھے جس پر سے تمام مخلوق کو گزرنے کا حکم دیا جائے گا، جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ھوگا، اہل جنت بغیر کسی خوف و خطر کے وہاں سے گزر جائیں گے ، لیکن کفار خوف و عقاب میں زیادتی کی وجہ سے گزارے جائیں گے، اور جب وہ جہنم میں اپنی جگہ کے سامنے تک پہنچےں گے تو اسی پُل صراط سے گر پڑےں گے۔[183]
پُل صراط سے گزرنے کی رفتار، دنیا میں کئے گئے اعمال کی وجہ سے مختلف ھوگی ، اور مومنین بجلی کی طرح بہت تیز اس پُل سے گزرجائیں گے اور اور کفار پہلے ھی قدم سے لڑکھڑا جائیں گے اور جہنم میں گرجائیں گے، حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ھیں:
”الناس یمرون علی الصراط طبقات ،والصراط ادق من الشعرۃ، واحد من السیف ،فمنھم من یمر مثل البراق، ومنھم من یمرّ مثل عدوالفرس ،ومنھم من یمرحبواً،ومنھم من یمر مشیاً،ومنھم من یمر متعلقاً،قد تاخذ النار منہ شیئاً وتترک شیئاً“۔[184]
”پُل صراط سے گزرنے والوں کی قسمیں ھوں گی، پُل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ھے، پس بعض لوگ اس پر سے بجلی کی طرح گزر جائیں گے، ان میں سے کچھ لوگ گھوڑے کی چال کی طرح اور کچھ لوگ رینگتے ھوئے گزریں گے اور کچھ لوگ آہستہ گزریں گے،اور کچھ لوگ ھوں گے جو صراط کو پکڑے ھوئے چلیں گے جب کہ ان کے پیر ادھر ادھر ڈگمگاتے ھوں گے، جہنم کی آگ ان میں سے کچھ کو اپنے اندر کھینچ لے گی اور کچھ کو چھوڑ دے گی“۔
ایک قول یہ ھے کہ پُل صراط بھی دنیا کے پُلوں کی طرح ھے جو شخص اس دنیا میں صراط مستقیم پر قائم رھااس کے لئے پُل صراط سے گزرنا آسان ھے اور وہ نجات پاجائے گا، لیکن جو شخص دنیا میں صراط مستقیم پر نہیں چلا او راپنے کو گناھوں او رمعصیتوں سے سنگین کرلیا تو ایسا شخص پہلے قدم پر ھی ڈگمگاجائے گا اور (جہنم میں گرپڑے گا)[185]
حضرت امام صادق علیہ السلام پُل صراط کے معنی بیان کرتے ھوئے فرماتے ھیں:
”ھو الطریق الی معرفۃ اللہ عز وجل ،وھما صراطان: صراط فی الدنیا ،و صراط فی آلاخرۃ، واما الصراط الذی فی الدنیا فھو الامام المفترض الطاعۃ ،من عرفہ فی الدنیا و اقتدی بھداہ ،مر علی الصراط الذی ھو جسر جھنم فی الاخرۃ ،ومن لم یعرفہ فی الدنیا زلت قدمہ عن الصراط فی آلاخرۃ ، فتردی فی نار جھنم“۔[186]
”یہ خدا کی معرفت کا راستہ ھے ، اور وہ دو صراط ھیں ، ایک صراط دنیا میں اور ایک آخرت میں، لیکن وہ صراط جو دنیا میں ھے وہ امام واجب الاطاعۃ ھے، جس نے دنیا میں اس کو پہچان لیا اور اس کی پیروی کی تو ایسا شخص اس پُل صراط سے گزرجائے گا جو جہنم کے اوپر واقع ھوگا، لیکن جو شخص اس دنیا میں (امام کو)نہ پہچانے تو اس کے قدم پُل صراط پر لڑکھڑا جائیں گے اور وہ جہنم میں گرجائے گا“۔
اسی مطلب پر آنحضرت (ص)کی یہ حدیث (بھی) دلالت کرتی ھے:
”اذ اکان یوم القیامۃ ،ونصب الصراط علی شفیر جھنم ،لم یجز الا من معہ کتاب علی بن ابی طالب“۔[187]
”جب روز قیامت جہنم کے اوپر پُل بچھایا جائے گا، تو اس سے کوئی نہیں گزر سکتا مگر جس کے پاس (حضرت)علی بن ابی طالب کا خط ھوگا“۔
قارئین کرام! ائمہ معصومین علیھم السلام کا راستہ وہ واضح راستہ ھے جس کو ان کی محبت میں صراط مستقیم اور اعتدال سے تعبیر کیا گیا ھے ، جس میں نہ افراط ھو او رنہ تفریط، نہ غلو ھو اور نہ ھی تقصیر، کیونکہ خداوندعالم نے ان کی محبت کو ھم پر واجب کیا ھے اور ان پر عقیدہ رکھنا ضروری ھے اور اسی حال میں ھم خداوندعالم سے ملاقات کریں۔
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ھیں:
”الصراط المستقیم ھو صراطان :صراط فی الدنیا،وصراط فی آلاخرۃ،فاما الصراط المستقیم فی الدنیا ،فھو ما قصر عن الغلو،و ارتفع عن التقصیر،و استقام فلم یعدل الی شیء من الباطل،اما الصراط الآ خرۃ فھو طریق المؤمنین الی الجنۃ ،الذی ھو مستقیم لا یعدلون عن الجنۃ الی النار،ولا الی غیر النار سوی الجنۃ“۔[188]

”صراط مستقیم دوصراط ھیں : ایک صراط دنیامیں اور ایک صراط آخرت میں، لیکن وہ صراط جو دنیا میں ھے اس میں نہ غلو ھو اور نہ تقصیر (اور کمی) ، انسان اسی پر قائم رھے اور باطل کی طرف نہ مڑے، لیکن آخرت کی صراط ، سے مراد جنت تک جانے کے لئے مومنین کا راستہ ھے، جو سیدھا ھے جو جنت سے جہنم کی طرف نہیں مڑتا اور نہ ھی جہنم سے کسی دوسری طرف مڑتا ھے“۔
پُل صراط کی گھاٹیاں : پل صراط سے گزرنا بہت سخت اور دشوار منزل ھے،کیونکہ اس میں بہت خطرناک گھاٹیاں ھوں گی جن سے ہر انسان کو گزرنا ھوگا،جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ھیں:
”واعلموا ان مجازکم علی الصراط ،ومزالق دحضہ ،و اھاویل زللہ، وتارات اھوالہ “۔[189]
”یاد رکھوا! تمہاری گذرگاہ صراط اور اس کی ہلاکت خیز لغزشیں ھیں، تمھیں ان لغزشتوں کے ھولناک مراحل اور طرح طرح کی خطرناک منازل سے گذرنا ھے“۔
شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ھیں: ” پُل صراط پر گھاٹیانھوں گی جو اوامر و نواھی کے نام پر ھوں گی، جیسے نماز، زکوٰة، صلۂ رحم، امانت اورولایت، لہٰذا جس شخص نے ان چیزوں مینسے کسی میں بھی تقصیر کی ھوگی تو وہ شخص اس گھاٹی میں گِھر جائے گا ، اور وہاں پر حق خداوندی کا مطالبہ کیا جائے گا، اگر وہاں سے ان اعمال صالحہ کے ذریعہ جن کو پہلے سے بھیجا گیا ھے یا رحمت خدا کے ذریعہ وہاں سے گزرکر دوسری گھاٹیتک پہنچ جائے گا، اسی طرح تمام گھاٹیوں سے گذرنا پڑے گا، جب ان تمام سے صحیح و سالم گذرجائے گا تو ”دار بقاء“ (بہشت) تک پہنچ جائے گا اور اس کو ھمیشہ کے لئے زندگی مل جائے گی اور ایسی سعادت وخوشبختی نصیب ھوگی جس میں شقاوت کا ذرا بھی شائبہ نہ ھوگا، لیکن اگر وہ ان گھاٹیونسے نہ گذرپایا تو اس کے قدم لڑکھڑا جائیں گے اور وہ نارِجہنم میں گرپڑے گا“۔[190]
اسی طرح شیخ مفید علیہ الرحمہ پل صراط کی گھاٹیونکے بارے میں فرماتے ھیں:عقبات (یعنی گھاٹیوں) سے مراد واجب اعمال ھیں جن کے بارے میں سوال ھوگا، اور ان کی تائید ضروری ھے، اور ان گھاٹیونسے مراد پہاڑ نہیں ھیں جن سے گزرنا پڑے گا بلکہ یہ وھی اعمال ھےں جو گھاٹی کی طرح دکھائی دیں گے، لیکن ان کو یہ صفت دی گئی ھے چونکہ اگر انسان نے خدا کی اطاعت میں تقصیر کی ھو تو اس کو وہ گھاٹیوں کی طرح دکھائی دےں گی جن سے نکلنا اور گزرنا مشکل ھوتا ھے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ھوتا ھے:
[191]
”پھر وہ گھاٹی پر سے ھو کر(کیوں)نھیں گزرااور تم کو کیا معلوم کہ گھاٹی کیا ھے،کسی کی گردن کا (غلامی یا قرض سے) چھڑانا“۔
خدا وندعالم نے انسان پر واجب کردہ اعمال کو گھاٹی کا نام دیا ھے کیونکہ یہ بھی گھاٹیوں اور پہاڑوں سے شباہت رکھتے ھیں، اور انسان کو ان کے ادا کرنے میں اسی طرح زحمت ھوتی ھے جس طرح گھاٹیوں پر چڑھنے میں زحمت ھوتی ھے۔
حضرت علی علیہ السلام فرماتے ھیں:
”ان امامکم عقبة کؤوداً ومنازل مھولة ،لابد لکم من الممربھا، والوقوف علیھا،فاما برحمة من اللہ نجوتم ،واما بھلکة لیس بعد ھا انجبار “۔
”بندگان خدا! تمہارے سامنے گھاٹیاں ھیں جس طرح سخت وادی کی منزل ھوتی ھے، جن سے تمھیں گذرنا ھوگا، اور وہاں قیام کرنا ھوگا ، لیکن خدا کی رحمت سے وہاں سے نجات پاجاؤگے ، اوراگر انسان ان میں ہلاک ھوگیا (یعنی ان میں گھرگیا) تو اس کے بعد پھر نجات نہیں پاسکتے“۔
قارئین کرام! یہاں پر امام علیہ السلام کی گھاٹیوں سے مراد انسان کی قیامت کے روز سخت مشکلات ھیں۔[192]

پانچویں بحث: اہل جنت اور اہل جہنم
روز قیامت کے خوف و حشت اور حساب وکتاب اور میزان و صراط کی منزلوں کو طے کرنے کے بعد انسان کو ایک ھمیشگی جگہ پر پہنچادیا جائے گا اور وہ یا تو جنت کی نعمتوں میں ھوگا یا جہنم کے دردناک عذاب میں۔

اول: جنت کی صفت، اہل جنت اور اس کی نعمتیں
جنت کی صفت: جنت وہ جگہ ھے جس کو خدا کی معرفت حاصل کرنے والے اور اس کی عبادت کرنے والے مومنین ،متقین اور صالحین کے لئے خداوندعالم نے آمادہ کررکھا ھے، اس کی نعمتیں ھمیشہ ھمیشہ کے لئے ھیں اور یہ ھمیشہ باقی رہنے والی جگہ ھے، یھی ”دار البقاء“ اور ”دار السلامة“ ھے جہاں نہ موت ھے اور نہ کوئی پریشانی و مصیبت اور نہ ھی مرض و آفت، اور نہ ھی کوئی غم و غصہ ، نہ ھی کوئی حاجت ھے اور نہ ھی محتاجگی، یہ غنیٰ اور سعادت کا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

گھر ھے ،یہ عظمت و کرامت کا گھر ھے، یہاں نہ کوئی بیماری ھوگی اور نہ ھی تھکن،یہاں پر اہل بہشت کی خواہش کے مطابق ہر چیز موجود ھوگی، اور وہ یہاں ھمیشہ رھیں گے،اہل بہشت خدا کے ھمسایہ اور اس کے اولیاء اور اس کے دوست اور اہل کرامت ھوں گے-[193]

اہل جنت:< أُوْلَئِکَ ہُمْ الْوَارِثُونَ الَّذِینَ یَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ ہُمْ فِیہَا خَالِدُونَ >[194]

”درحقیقت یھی وہ وارثان جنت ھیں جو فردوس کے وارث بنیں گے اور اس میں ھمیشہ ھمیشہ رہنے والے ھیں “-

خداوندعالم نے جنت الفردوس میں جانے والوں کے صفات بیان کئے ھیں: وہ ایمان لانے والے اور عمل صالح کرنے والے ھیں، وہ اپنے خدا سے ڈرنے والے ھیں، وہ خداورسول پر ایمان لانے والے ھیں، وہ اللہ و رسول کی اطاعت کرنے والے ھیں، وہ مصیبتوں پر صبر کرنے والے ھیں، وہ نماز قائم کرنے والے ھیں، وہ خدا کے عطا کردہ رزق سے مخفی طور پر اور ظاہر بظاہر خیرات کرنے والے ھیں-

وہ شہدا اور صدیقین ھیں، وہ اپنے پروردگار کی عظمت کے سامنے ڈرنے والے اور ھوائے نفس پر کنٹرول کرنے والے ھیں، وہ کہتے ھیں کہ ھمارا رب اللہ ھے اور پھر اس پر قائم رہتے ھیں، وہ راہ خدا میں ہجرت کرتے ھیں اس کے بعد قتل ھوجاتے ھیں یا مرجاتے ھیں، وہ خدا کے مخلص بندے ھیں، وہ خدا کی آیات پر ایمان رکھتے ھیناور مسلمان ھیں، وہ لوگ اپنے مومن و صالح آباء و اجداد، ازواج اور ذریت کے ساتھ جنت میں رھیں گے ، وہ اپنے نفس کی حفاظت کرنے والے ھیں ، وہ از غیب اپنے پروردگار سے ڈرنے والے ھیں اور قلب سلیم رکھتے ھیں-[195]

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے درج ذیل آیت:

< وَسِیقَ الَّذِینَ اتَّقَوْا رَبَّہُمْ إِلَی الْجَنَّةِ زُمَرًا>[196]

(’ ’اور جو لوگ اپنے پر وردگار سے ڈرتے تھے وہ گروہ بہشت کی طرف (اعزازو اکرام)سے بلائے جائیں گے“)کے سلسلے میں اہل جنت کے دنیا میں صفات بیان کرتے ھوئے فرمایا:

”قد اُمِن العذاب ،وانقطع العتاب، وزُحزحوا عن النار،واطمأنّت بھم الدار ،ورضوا المثوی والقرار،الذین کانت أعمالھم فی الدنیا زاکیة،وأعینھم باکیة،وکان لیلھم فی دنیاھم نھاراً،تخشّعا واستغفاراً، وکان نھارھم لیلاً توحّشاً وانقطاعاً،فجعل اللہ لھم الجنة مآباً،والجزاء ثواباً،وکانوا أحق بھاوأہلہا، فی ملک دائم،ونعیم قائم “[197]

”جہاں عذاب سے محفوظ ھوں گے اور عتاب کا سلسلہ ختم ھوچکا ھوگا، جہنم سے الگ کردئے جائیں گے اور اپنے گھر میں اطمینان سے رھیں گے، جہاں اپنی منزل اور اپنے مستقر سے خوش ھوں گے یھی وہ لوگ ھیں جن کے اعمال دنیا میں پاکیزہ تھے اور جن کی آنکھیں خوف خدا سے گریاں تھیں ، جن کی راتیں خشوع اور استغفار کی بنا پر دن جیسی تھیں اور ان کے دن وحشت و گوشہ نشینی کی بنا پر رات جیسے تھے، اللہ نے جنت کو ان کی بازگشت کی منزل بنادیا ھے اور جزائے آخرت کو ان کا ثواب”یہ حقیقتاً اسی انعام کے حقدار اور اہل تھے“، جو ملک دائم او رنعیم ابدی میں رہنے والے ھیں“-

اہل بہشت کی قسمیں: شیخ مفید علیہ الرحمہ نے جنت میں رہنے والوں کی تین قسمیں بیان کی ھیں:[198]

۱- جو لوگ مخلصین خدا ھوں گے، یہ لوگ عذاب خدا سے محفوظ رہتے ھوئے جنت میں داخل ھونگے-

۲- جن لوگوں نے نیک اعمال کے ساتھ بُرے اعمال بھی انجام دئے ھیں ، اور وہ توبہ کرنے کا ارادہ رکھتے ھوں ، لیکن انھیں قبل اس کے کہ وہ توبہ کرتے موت نے آلیا، پس انھیں عذاب کا خوف دنیا و آخرت میں لاحق ھوا یا صرف دنیا میں،اس کے بعد خدا کی بخشش یااس کے عذاب کے بعد یہ لوگ جنت میں داخل ھوں گے-

۳- جس شخص نے دنیا میں عمل صالح انجام نھیں دئے ھیں ،لیکن ان پر خدا اپنا فضل و کرم کرے گا، جنت میں ھمیشہ رہنے والے لڑکے (غلمان) ھیں جنھیں خدا نے اہل جنت کے اعمال کے ثواب کے لئے ان کی خدمت اور ان کی حاجتیں پورا کرنے کے لئے مقرر کیاھے، جن کے تصرف میں انھیں کوئی زحمت و مشقت نھیں ھوگی، کیونکہ ان کی خلقت ھی مومنین کی خدمت اور ان کی مدد کرنے کے لئے ھوئی ھوگی-

جنت کی نعمتیں: جنت میں مختلف قسم کی نعمتیں اور لذتیں ھیں جن سے جنت میں رہنے والے ھمیشہ لذت حاصل کریں گے، جنت میں وہ جو چاھیں گے اورانھیں جس چیز کی خواہش ھوگی وہ موجود ھے، جیسا کہ خداوندعالم فرماتا ھے: [199]

”اور جس سے آنکھیں لذت اٹھائیں (سب موجود ھے)“-

< لَہُمْ مَا یَشَاؤُونَ فِیہَا وَلَدَیْنَا مَزِیدٌ>[200]

”اس میں یہ لوگ جو چاھیں گے ان کے لئے حاضر ھے اور ھمارے ہاں تو(اس سے بھی)زیادہ ھے “-

خداوندعالم نے اپنے متقین بندوں کے لئے جنت میں وہ نعمتیں آمادہ کررکھیں ھیں جن کی الفاظ کے ذریعہ توصیف بیان نھیں کی جاسکتی اور نہ ھی کسی انسان سے اب تک سنا ھے، جیسا کہ خداوندعالم کا ارشاد ھے:

< فَلاَتَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ>[201]

”ان لوگوں کی کار گذاریوں کے بدلے میں کیسی کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے ڈھکی چھپی رکھی ھے اس کو تو کوئی جانتاھی نھیں ھے“۔

حدیث قدسی میں بیان ہوا ھے:”قال اللہ تعالی :اعددت لعبادی الصالحین ما لاعین رات،ولااذن سمعت،ولاخطر علی قلب بشر“۔[202]

”خداوندعالم فرماتا ھے: میں نے اپنے صالح بندوں کے لئے وہ چیز آمادہ کر رکھی ھے جس کو کسی آنکھ نے (ابھی تک) نھیں دیکھا ھے، اور نہ ھی کسی کان سے سنا ھے، اور نہ ھی کسی انسان کے دل میں اس کا تصور آیا ھے“۔

حسی لذات: اہل جنت کھانے پینے کی چیزوں سے لذت حاصل کریں گے اور وہاں کے مناظر اور حوروں سے لذت حاصل کریں گے، اور جس چیز کی خواہش ھوگی وہ سب ان کے لئے حاضر ھوگا۔[203]

ھم یہاں پر قرآن مجید میں بیان شدہ بعض لذتوں کو بیان کرتے ھیں:

۱۔ کھانے پینے کی چیزیں: اہل جنت کو جنت میں کھانے پینے کی چیزیں بے حساب ملےں گی، اور وہ کبھی ختم نھیں ھوں گی، اور وہ جس طرح کی کھانے پینے کی چیزوں کی خواہش کریں گے وہ سب موجود ھوگی، اپنے مرضی سے چوپھل چاھےں گے مل جائے گا، ان کے سروں پر قریب ترین سایہ ھوگا اور اور میوے بالکل ان کے اختیار میں کردئے جائیں گے۔[204]

اہل بہشت کے لئے شراب طھور ھوگی، جن سے انھیں سیراب کیا جائے گاجن کے پیالے پر مشک کی مہر لگی ھوگی ،اس سے ان کی عقلیں زائل نہ ھونگی، اور نہ وہ بے ھودہ باتیں کریں گے، وہاں جام بہت خوبصورت اور دل پذیر ھوں گے، جن پر کافور اور زنجبیل کی خوشبو ھوگی ، جہاں بہت سی نہریں اور چشمے ھوں گے، صاف و شفاف پانی کی نہریں ھوں گی دودھ کی نہریں ھوں گی جس کا ذائقہ کبھی نھیں بدلے گا، شراب کی وہ نہریں ھوں گی جس سے پینے والوں کو مزہ آجائے گا، اور بہترین شہد کی نہریں ھوں گی، کوثر و تسنیم اور سلسبیل ھوں گی، اہل جنت سے کھاجائے گا کہ کھاؤ اور پیئو، ان اعمال کے بدلے میں جو تم انجام دیتے تھے[205]

۲۔ لباس اور حلّے: اہل بہشت کے لئے جنت الفردوس میں بہترین قسم کے نازک کپڑے ھوں گے جیسے حریر اور ریشم، جس میں انھیں سونے چاندی کے کنگن اور موتیوں سے سجائے ھوئے لباس پہنائے جائےں گے۔[206]

لذت بخش مناظر: اہل بہشت جنت میں نہروں کے کنارے بیٹھے لذت محسوس کریں گے اور ھمیشگی بہترین سایہ میں ھوں گے جہاں پر نہ سورج دکھائی دے گا اور نہ ھی سورج کی گرمی ھوگی، بہتی ھوئی نہروں اور جاری چشموں کو دیکھیں گے ، اور انگور، خرمہ اور انار کے باغات ھوں گے جو پھلوں سے لدے ھوں گے۔[207]

۴۔ جنت کے محلوں اور اس کے وسائل سے محظوظ ھونا:

مومنین اس جنت میں داخل ھوں گے جس کی وسعت زمین و آسمان کے برابر ھوگی، اس کے دروازے کھلیں ھوں گے، اور دروازوں پر ملائکہ استقبال کے لئے کھڑے ھوں گے، جنت میں بہت سے درجے ھوں گے جن میں سے بعض بعض پر فوقیت رکھتے ھوں گے دنیا میں جیسے اعمال انجام دئے ھوں گے ویسے ھی درجے ، محل اور مکانوں میں ان کو رکھا جائے گا، ھمیشہ کے لئے عالی وبہترین مسکن ھوں گے جن کے کمرے ایک دوسرے کے اوپربنے ھوں گے،جن کے نیچے نہریں جاری ھوں گے ، اہل بہشت بہترین اور خوبصورت بساط پھیلائے ھوئے بیٹھے ھوں گے،ان کے استبرق و حریر کے استر ھوں گے، بہترین اور اونچے تکیے لگائے ھوں گے، حالانکہ ایک دوسرے کے روبرو بیٹھے ھوں گے، اور خدام جنت اہل جنت کے گرد سونے اور چاندی کے بڑے بڑے پیالے، ظرف اور لوٹے لے کر طواف کرتے ھونگے،یعنی ان کی خواہش کے مطابق سب چیزیں مھیا ھوں گی۔[208]

۵۔ھمیشہ رہنے والے نوجوان: جنت میں اہل جنت کی خدمت کے لئے غِلمان (نوجوان لڑکے) ھوں گے جو بہترین حسن و جمال اور خوبصورتی کے مظہر ھوں گے جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:

< وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَنثُورًا>[209]

”اور ان کے سامنے ھمیشہ ایک حالت پر رہنے والے نوجوان لڑکے چکر لگاتے ھوں گے کہ جب تم ان کو دیکھو تو سمجھو کہ بکھرے ھوئے موتی ھیں“۔

۶۔ ازواج اور حور عین : اہل جنت کے لئے پاک و پاکیزہ ازواج ”حور عین“ ہوں گی جو خیموں میں تکیہ لگائے بیٹھی ہوں گی، خداوندعالم نے ان کو جوان خلق کیا ھے جو اپنے شوہروں کی منتظر اور چاہنی والی ہوں گی،صرف اپنے شوہر کی طرف دیکھتی ہوں گی، عمر میں اپنے شوہر کے برابر ہوں گی، وہ باکرہ او ردوشیزہ ہوں گی جن کو اس سے پہلے کسی جن و انس نے ہاتھ نہ لگایا ہوگا، اپنے جمال میں جادو رکھتی ہوں گی گویا وہ یاقوت اور مرجان ہوں گی، یا لولؤ اور سفید مکنون کی طرح ہوں گی۔[210]

روحی لذتیں: ان سب کے علاوہ اہل بہشت جنت میں روحانی یا عقلی نعمتوں سے محظوظ ہوں گے،جو خدا کی رضوان اوراس کی رحمت و مغفرت ہوگی اور وہ ملائکہ اور حوروں کی ہمراھی میں خوشی و مسرت کا احساس کریں گے، اور ان کی یہ سعادت و خوشبختی ھمیشگی ہوگی، اور وہ وہاں پر عذاب ، حزن و ملال اور ہر طرح کے لغو و بے ہودہ چیزوں سے امان میں ہوں گے۔[211]

دوم: جہنم کے صفات ،اہل جہنم اور اس کے صفات

جہنم کے صفات: جہنم کفار اور گناہگاروں کے لئے انتقام اور خوف و وحشت کی جگہ ھے قرآن کریم نے اس کی ایک قید کی طرح توصیف کی ھے جو کافروں پر محیط اور ان کو گھیرے ہوئے ھے، اس میں پردے ہوں گے جو ان کو گھیرے ہوئے ہوں گے، وہ آگ لمبے لمبے ستون کے ساتھ ان کو گھیرے ہوگی،وہاں پر کسی طرح کا سایہ نہ ہوگا، اور وہ عذاب کی شدت میں گرفتار ہوں گے، اس میں آگ کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، اس کی شدت کبھی ختم نہ ہوگی، اور جب آگ خاموش ہونا چاھے گی تو اس میں اور اضافہ ہوجائے گا، دردناک عذاب کے فرشتے غیض و غضب کے ساتھ ان پر عذاب کرتے رھیں گے، یہ فرشتے امر خدا کی معصیت نھیں کریں گے اور جو انھیں حکم دیا جائے گا اس کو انجام دیں گے، جہنم کے سات دروازے ہوں گے جس سے ایک گروہ داخل ہوگا۔[212]

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ھیں:

”ان جهنم لها سبعة ابواب اطباق بعضها فوق بعض۔۔فاسفلها جهنم، وفوقهالظی،و فوقها الحطمة،و فوقها سقر، وفوقها الجحيم ،و فوقها السعير،و فوقها الهاويہ“۔و فی رواية :”اسفلها الهاوية،واعلاها جهنم“۔[213]

”جہنم کے سات دروازے ھیں، اس کے چند طبقہ ھیں جس کا سب سے نیچے کا طبقہ جہنم ھے، اس کے اوپر ”لظی“ ھے اس کے اوپر ”حطمہ“ ھے ”اس کے اوپر ”سقر“ ھے، اس کے اوپر ”جحیم“ ھے اس کے اوپر ”سعیر“ ھے اور اس کے اوپر ”ہاویہ“ ھے“

ایک روایت میں اس طرح آیا ھے کہ سب سے نیچے والے حصہ کا نام ”ہاویہ“ ھے اور سب سے اوپر والے طبقہ کا نام ”جہنم“ ھے“۔

نیز حضرت جہنم کی وصف کرتے ہوئے فرماتے ھیں:

”فاحذروا ناراً قعرها بعيد،و حرها شديد،و عذابها جديد ،دارليس فيها رحمة،ولا تسمع فيها دعوة ، ولا تفرج فيها كربة“۔[214]

” اس جہنم سے ڈرو جس کی گہرائی بہت دور تک ھے اور اس کی گرمی بے حد شدید ھے اور اس کا عذاب بھی برابر تازہ ہوتا رھے گا، وہ ایساگھر ھے جہاں نہ رحمت کا گذر ھے اور نہ وہاں کوئی فریاد سنی جاتی ھے، اور نہ کسی رنج و غم کا کوئی امکان ھے۔۔۔“۔

اہل نار: < أُوْلَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوْا الضَّلاَلَةَ بِالْهُدَى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَا أَصْبَرَہُمْ عَلَى النَّارِ>[215]

”یھی وہ لوگ ھیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراھی مول لی اور بخشش (خدا)کے بدلے عذاب ،پس وہ لوگ دوزخ کی آگ کوکیونکر برداشت کریں گے“۔

قرآن کریم کی آیات سے یہ بات واضح ہوجاتی ھے کہ خداوندعالم نے جہنم کو کفار،راہ خدا کو مسدود کرنے والے اور کفر کی حالت میں مرنے والوں کے لئے آمادہ کررکھا ھے، نیز ان مشرکین کے لئے جنھوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا ھے، اور منافقین، متکبرین، ظالمین، طغیان کرنے والے، خدا و رسول کی تکذیب کرنے والے اور خدا و رسول کی نافرمانی کرنے والے، اور حدود خدا سے تجاوز کرنے والے، اس کی عبادت سے منھ موڑنے والے، اور خدا کے راستہ کو مسدود کرنے والے، ذکر خدا سے اعراض کرنے والے،اس کے حضور میں پیش نہ ہونے کی امیدنہ رکھنے والے، روز قیامت کا انکار کرنے والے، دنیاوی زندگی اس کی زرق و برق اور اس پر اطمینان کرنے والے، اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والے، برائیوں اورخطاؤں سے بھرے ہوئے، دین خدا سے پھرنے والے اور کفر پر مرنے والے، مال حرام کھانے والے، یا یتیموں کا مال کھانے والے، کسی مرد مومن کو ناحق قتل کرنے والے، سونے چاندی (اور مال دو لت) جمع

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کرکے ان کو راہ خدا میں خرچ نہ کرنے والے، ظلم و ستم کے بانی اور سردار اور نماز کو ترک کرنے والوں کے لئے جہنم تیار کررکھا ھے۔[216]
حضرت علی علیہ السلام فرماتے ھیں:
”انی سمعت رسول اللہ یقول:یوتی یوم القیامہ بالامام الجائر ولیس معہ نصیر ولا عاذر فیلقی فی نار جھنم ۔فیدورفیھا کما تدورالرحی ،ثم یربط فی قعرھا“۔[217]
”میں نے رسول اکرم (ص)کو یہ فرماتے ھوئے سنا ھے کہ روز قیامت ظالم رہنما کو اس عالَم میں لایا جائے گا کہ نہ کوئی اس کا مددگار ھوگا اور نہ عذر خواھی کرنے والا، اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا ، اور وہ اس طرح چکر کھائے گا جس طرح چکّی ، اس کے بعد اسے قعر جہنم میں جکڑدیا جائے گا“۔
اسی طرح امام علیہ السلام اپنے اصحاب کو وعظ کرتے ھوئے فرماتے ھیں:
”تعاھدوا امرالصلاۃ،وحافظوا علیھا،واستکثروامنھا،وتقربوا بھا ، فانھا کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتاً،الا تسمعون الی جواب اھل النار حین سئلوا: ؟ ! ‘ ‘۔[218]
”دیکھو ! نماز کی پابندی اور اس کی نگہداشت کرو، زیادہ سے زیادہ نمازیں پڑھو اور اسے تقرب الٰھی کا ذریعہ قرار دو، کہ یہ صاحبان ایمان کے لئے وقت کی پابندی کے ساتھ واجب کی گئی ھے، کیا تم نے اہل جہنم کا جواب نہیں سنا ھے کہ جب ان سے سوال کیا جائے گا کہ تمھیں کس چیز نے جہنم تک پھونچادیا ھے تو کھیں گے: ”ھم نمازی نھیں تھے“۔
جہنم میں ھمیشہ رہنے والے: جہنم میں ھمیشہ ، صرف کفار و مشرکین رھیں گے، لیکن اہل توحید کے گناہگار لوگ جہنم سے رھاھوجائیں گے یا تو رحمت خدا ان کے شامل حال ھوجائے گی یا اس کی شفاعت ھوگی۔[219]
حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ھیں:
”لا یخلد فی النار الا اھل الکفر والجحود ،واھل الضلال والشرک“۔[220]
”جہنم میں ھمیشہ رہنے والے صرف کفار و ملحد اور اہل شرک اور اہل گمراھی ھوں گے“۔
عذاب جہنم: اہل جہنم کے لئے مختلف روحی اور حسی عذاب ھوگا جس کو خداوندعالم نے عذاب مھین، عذاب غلیظ، عذاب الیم، عذاب عظیم اور عذاب شدید سے توصیف کیا ھے، جس وقت مجرمین کو گروہ درگروہ جہنم میں لے جایا جائے گا، تو عذاب کے فرشتے ان کو گھیر لیں گے اور ان کو جہنم میں ھمیشہ کے لئے ڈال دیا جائے گا، واقعاً متکبرین کا بُرا ٹھکانا ھے،جہنم کی آگ دور ھی سے ان کے انتظار میں ھوگی، جب ان کو دیکھے گی تو شیر کی طرح اپنا منھ کھولے ھوئے غیظ و غضب کا اظہار کرے گی جس طرح شیر اپنے شکار پر ٹوٹ پڑتا ھے۔
ان کے لئے دروازے کھول دئے جائیں گے، ان کو شیاطین اور وہ جس کی عبادت کیا کرتے تھے ان کے ساتھ جہنم میں ڈال دیا جائے گا، پس یہ لوگ ایک دوسرے کے لئے ایندھن کا کام کریں گے، اور جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کی چیخ سنیں گے اور وہ جوش مارھاھوگا،بلکہ قریب ھوگا کہ جوش کی وجہ سے پھٹ پڑے، اور جہنم کی آگ بھڑک اٹھے گی، اس کے شعلے بھڑک اٹھیں گے اور شرارہ تند ھوجائیں گے اور اپنی شدت کے ساتھ جہنمیوں کو اپنے اندر سمیٹ لے گی، ان کا کھانا ، پینا اور لباس بھی جہنم ھوگا ، جہنم ھی ان کا گھوارہ اور یھی ان کی چھت ھوگی ، اور اوڑھنا بچھونا بھی یھی جہنم ھوگا،وہ طبقات جہنم میں چیختے چلاتے ھوں گے، لیکن عذاب ان کو نیچے اور اوپر سے گھیرے ھوگا، جہنم کے مختلف طبقات میں تارکول کے کپڑے ھوں گے، ان کی پیشانی پر ذلت کے نشان ھوں گے ،ان کے چھرے جل رھے ھوں اور اور وہ آگ میں منقلب ھورھے ھوں گے، ان کے چھرے کالے پڑجائیں گے ان کے سر سے پیپ نکل رھی ھوگی۔
وہ ھمیشہ اسی دردناک عذاب میں رھیں گے، ہر طرف سے موت آتی دکھائی دے گی لیکن نھیں مریں گے، اور نہ ھی ان کے مرنے کی تمنا پوری ھوگی تاکہ وہ مرجائیں ، نہ ھی ان کے عذاب میں کچھ کمی آئے گی اور نہ ھی ان کو مہلت دی جائے گی، جب ان کی جِلد (کھال) جل جائے تو اس کی جگہ دوسری کھال پیدا ھوجائے گی تاکہ ان کے عذاب میں ایک تازگی پیدا ھوجائے، اور جب وہ اس شدت عذاب سے گھبراکر بھاگنا چاھیں گے تو ان کو واپس لوٹا دیا جائے گا، اور ان سے کھاجائے گا: بھڑکتی ھوئی آگ کے عذاب کا مزہ چکھو۔
یہ سب ایک طرف ، دوسری طرف ان کو ہتھکڑیوں، بیڑیوں اور طوق میں جکڑدیا جائے گا، ان کو تنگ جگہ میں رکھا جائے گا،کھولتا ھوا پانی ان کے اوپر ڈال دیا جائے گا،پھر پیشانی اور پیروں سے پکڑلئے جائیں گے، اس کے بعد آگ بھڑک اٹھے گی،لوھے کے درّوں سے پیشانی پھٹ جائے گی، ان کے سروں پر گرما گرم پانی ڈالا جائے گاجس سے ان کے پیٹ کے اندر جو کچھ ھے اور ان کی جلدیں سب گل جائیں گی۔
اور اگر وہ لوگ پیاس کی شدت سے استغاثہ بلند کریں گے تو ان کو جواب میں پیپ دار پانی پلایا جائے گا جس کے بعد سے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

پھر استغاثہ بلند نھیں کریں گے، یا گرما گرم پانی پلایا جائے گا جس سے ان کے اندر کا سب کچھ گل جائے گا، یا پگھلتے ھوئے تانبے کی طرح کھولتے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی ، ان کو نہ ٹھنڈا پانی پلایا جائے گا اور نہ ھی شربت ،سوائے گرما گرم کھولتے پانی اور پیپ کے، لیکن وہ اس کو پیاسے اونٹ کی طرح پی جائیں گے۔
اور اگر بھوک کی شدت سے کھانا طلب کریں گے تو ان کو درخت زقوم کا دھوون دیا جائے گا، یہ ایسا درخت ھے جو جہنم کی تہہ سے نکلتا ھے اس کے پھل ایسے ھوں گے جیسے شیاطین کے سر، لیکن اس کے باوجود بھی یہ لوگ اسی کو کھائیں گے ، اسی سے اپنا پیٹ بھریں گے اور اسی ماء حمیم کو پئیں گے۔
وہاں پر خوف و وحشت ھوگا اور طبقات جہنم میں چیختے چلاتے رھیں گے ، ان کے اوپر کھولتا ھوا پانی ڈالا جائے گا،ان کے نالہ و فریاد اور چیخنے چلانے کی آوازیں بلند ھوں گی لیکن (اس دن) ان کی کوئی بات نھیں سنی جائے گی۔[221]
حضرت علی علیہ السلام جہنم کے عذاب کے بارے میں فرماتے ھیں:
”اما اهل المعصية فانزلهم شر دار ،وغل الايدى الى الأعناق و قرن النواصى بالاقدام، والبسهم سرابيل القطران ،و مقطعات النيران ،فى عذاب قد اشتد حره و باب قد اطبق على اهله ـفى نار لها كلب ولجب، ولهب ساطع ،و قصيف هائل ،لا يظعن مقيمها،ولا يفادى اسيرها ،ولا تفصم كبولها ،لا مدة للدار فتفنى ولا اجل للقوم فيقضى“۔ [222]
”لیکن اہل معصیت کے لئے بدترین منزل ھوگی جہاں ہاتھ گردن سے بندھے
ھوں گے اور پیشانیوں کو پیروں سے جوڑدیا جائے گا، تارکول اور آگ کے تراشیدہ لباس پہنائے جائیں گے اس عذاب میں جس کی گرمی شدید ھوگی اور جس کے دروازے بند ھوں گے اور اس جہنم میں جس میں شرارہ بھی ھوں گے اور شور و غوغا بھی، بڑھکتے ھوئے شعلے بھی ھوں گے اور ھولناک چیخیں بھی، نہ یہاں کے رہنے والے کوچ کریں گے اور نہ ھی یہاں کے قیدیوں سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ یہاں کی بیڑیاں جدا ھوسکتی ھیں نہ اس گھر کی کوئی مدت ھے جو تمام ھوجائے اور نہ اس قوم کی کوئی اجل ھے جو ختم کردی جائے۔
روحانی عذاب: اس روحانی عذاب کی مختلف صورتیں ھیں، جن میں سے خسارہ، ندامت،خوف و وحشت کا احساس ھوگا، جنت اور اس کی نعمتوں سے محرومی کی حسرت ھوگی، اور لقاء اللہ اور اس کی رضا کے فوت ھونے کا افسوس ھوگا، رحمت و مغفرت کے بدلے ناامیدی اور مایوسی ھوگی، اپنے کو ذلت و ندامت ھوگی جس وقت ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا اور ذلت کی وجہ سے نظریں جھکائے ھوں گے[223]
جس وقت ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا اور عذاب جہنم کو دیکھیں گے تو حسرت و یاس اور ندامت سے ان کی سانسیں رک جائیں گی اس وقت وہ اپنے سرداروں اور رہبروں سے برائت کا اظہار کریں گے، اور ان کی زبان پر ”اے کاش اے کاش“ ھوگا او رکھیں گے:
< يَالَيْتَنَا أَطَعْنَا اللهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُول>[224]
”اے کاش ھم نے خدا کی اطاعت کی ھوتی اور رسول کا کہنا مانا ھوتا“۔
ان میں سے ہر ایک کھے گا:
[225]
”کاش میں نے اپنی اس زندگی کے واسطے کچھ پہلے بھیجا ھوتا“۔
< يَاوَيْلَتَىٰ لَيْتَنِى لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا>[226]
”ہائے افسوس کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا بے شک یقینا اس نے ھمارے پاس نصیحت آنے کے بعد مجھے بہکایا“۔
بے شک یہ لوگ ندامت کے عالم میں بڑی پریشانی کا سامنا کریں گے۔
دنیا میں لوٹنے کی حسرت کرتے ھوئے چلائیں گے کہ ھمیں دنیا میں لوٹادیا جائے تاکہ ھم نیک اعمال انجام دیں اور مومنین میں سے ھوجائیں اور پکاریں اور چلائیں گے:
< فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ>[227]
”تو کاش ھمیں اب دنیا میں دوبارہ جانے کا موقع ملتا تو ھم (ضرور)ایمان داروں مینسے ھوتے “۔
< رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِى كُنَّا نَعْمَل>[228]
”پروردگار اب ھم کو (یہاں سے)نکال دے تو جو (برے کام)ھم کیا کرتے تھے اسے چھوڑ کر نیک کام کریں گے“۔
لیکن ان کی یہ آرزوئیں سراب ھوجائیں گی کیونکہ آخرت میں اطاعت ، توبہ اور اظہار پشیمانی کا کوئی فائدہ نھیں ھوگا، اگر وہ صادق ھوتے تو دنیا میں جہاں اعمال کی جگہ تھی توبہ اور ندامت کا اظہار کرتے:

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

< وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُہُوا عَنْہُ وَإِنَّہُمْ لَکَاذِبُونَ>[229]
”اور (ھم جانتے ھیں کہ) یہ لوگ (دنیا میں)لوٹا بھی دیئے جائیں تو بھی جس چیز کی مناھی کی گئی ھے اسے کرینگے(اور ضرور کریں گے)اور اس میں شک نھیں کہ یہ لوگ ضرورجھوٹے ھیں “۔
لیکن اس موقع پر جواب دیا جائے گا:
< فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنتُمْ تَکْفُرُونَ>[230]
”ہاں(بالکل سچ) ھے تب خدا فرمائے گا چونکہ(دنیا میں) اس سے انکار کرتے تھے“۔
اور ان سے کھاجائے گا:
[231]
”خدا فرمائے گا دور ھو جاؤاسی میں (تم کورہنا ھوگا)اور (بس)مجھ سے بات نہ کرو“۔
اس وقت ان کے دل میں حسرت رسوائی میں اضافہ ھوجائے گا اور رحمت و مغفرت سے محرومی اور ناامیدی ھوگی پس اس وقت جھنم میں مذمت، ملامت اور مردود کی حالت میں داخل ھوں گے۔
اور جیسے ھی ملائکہ ان کو جھنم کی طرف لے کر چلیں گے تو ان کے دل میں خوف و وحشت طاری ھوگا، اور اپنے ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔
ارشاد خداوندی ھوتا ھے۔
[232]
”جب کسی گروہ کو اس میں ڈالا جائے گا تو اس کے داروغہ ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نھیں آیا تھا؟“۔
اور وہ اعتراف و اقرار کریں گے:
< بَلَی قَدْ جَاءَ نَا نَذِیرٌ فَکَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللهُ مِنْ شَیْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلاَّ فِی ضَلاَلٍ کَبِیرٍ #وَقَالُوا لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِی أَصْحَابِ السَّعِیرِ# فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِہِمْ فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِیرِ>[233]
”ہاں ھمارے پاس ڈرانے والا تو ضرور آیا تھامگر ھم نے اس کو جھٹلادیا اور کھاخدا نے تو کچھ نازل نھیں کیا تم تو بڑی (گہرائی کے ساتھ)گمراھی میں(پڑے)ھواور (یہ بھی)کھیں گے کہ اگر(ان کی بات)سنتے یا سمجھتے تب تو (آج)دوزخیوں میں نہ ھوتے ۔غرض وہ اپنے گناہ کا اقرار کر لیں گے تو(تب بھی) دوزخیوں کو خدا کی رحمت سے دوری ھے“۔
اور جس وقت وہ یاس و ناامید میں گھر جائیں گے تو داروغہ جہنم سے کھیں گے:
< یَامَالِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ>فیقول لھم< إِنَّکُمْ مَاکِثُونَ>[234]
”اے مالک اگر تمہارا پروردگار ھمیں موت دیدے تو بہت اچھا ھو، لیکن جواب ملے گا کہ تم اب یھیں رہنے والے ھو“۔
خداوندعالم ھم سب کو روز قیامت کے خوف و وحشت اور آتش جھنم کے شر سے محفوظ رکھے، اور اپنی رحمت واسعہ کے دائرہ میں لے لے اور ھمارے نبی اکرم اور آپ کی عترت اطہار علیھم السلام کی شفاعت نصیب فرمائے۔
(آمین یا رب العالمین، بحق محمد و آلہ الطاہ (

................................تمام شد.................................

[1] من لا یحضرہ الفقیہ ،شیخ صدوقبش،ج۱ص۳۶۲/۸۰۔دارالکتب الاسلامیہ ۔تہران ۔
[2] کنزل العمال / متقی ہندی ۴۲۱۲۳/۱۵:۵۴۸۔
[3] غررالحکم ۳ الامدی ۱:۲۳ /۱/ ۳۷۱۔
[4] سورۂ غافر آیت۶۸۔
[5] سورۂ سجدۃ آیت۱۱۔
[6] سورۂ انعام آیت ۶۱۔
[7] سورۂ زمر آیت ۴۲۔
[8] من لا یحضرہ الفقیہ ،شیخ صدوقبش۸۲:۱/۳۷۱۔
[9] سورۂ جمعہ آیت۸۔
[10] نہج البلاغہ / صبحی الصالح :۳۴۱۔خطبہ نمبر (۲۲۱)۔
[11] خصال شیخ صدوق ، ص ۱۱۹، ۱۰۸، بحار الانوار ج ۶ص ۱۵۹ حدیث ۱۹۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

[12] سورۂ نحل آیت۳۲۔

[13] سورۂ انفال آیت ۵۰۔۵۱۔ اسی طرح درج ذیل آیات کو بھی ملاحظہ فرمائیں:

< الَّذِینَ تَتَوَفَّاہُمْ الْمَلاَئِکَةُ ظَالِمِی أَنفُسِہِمْ فَأَلْقَوْا السَّلَمَ مَا کُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءٍ بَلَی إِنَّ اللهَ عَلِیمٌ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُونَ فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَہَنَّمَ خَالِدِینَ فِیہَا فَلَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِینَ > (سورۂ نحل آیت۲۸۔۲۹)

"یہ وہ لوگ ھیں کہ جب فرشتے ان کی روح قبض کرنے لگتے ھیں (اور یہ لوگ کفر کر کرکے)آپ اپنے اوپر ستم ڈھاتے رھے تو اطاعت پر آمادہ نظر آتے ھیں اور (کہتے ھیں کہ)ھم تو (اپنے خیال میں)کوئی برائی نھیں کرتے تھے (تو فرشتے کہتے ھیں)ہاں جو کچھ تمہاری کر تو تیں تھیں خدا اس سے خوب اچھی طرح واقف ھے (اچھا تو لو) جہنم کے دروازوں میں داخل ھو جاؤاور اس میں ھمیشہ رھوگے غرض تکبر کرنے والوں کا بھی کیا برا ٹھکانا ھے"۔

< ذَلِکَ بِأَنَّہُمْ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللهَ وَکَرِہُوا رِضْوَانَہُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَہُمْ >(سورۂ محمد آیت۲۸)

"یہ اس سبب سے کہ جس چیز سے خدا ناخوش ھوتا ھے اس کی تو یہ پیروی کرتے ھیں اور جس میں خدا کی خوشی ھے اس سے بیزار ھیں تو خدا نے ان کی کارستانیوں کو اکارت کر دیا "۔

[14] سورہ ٔ ق آیت ۱۹۔

[15] نہج البلاغہ / صبحی الصالح :۱۱۳۔خطبہ نمبر (۸۳)۔ترجمہ علامہ جوادی ؒ ص ۱۴۵۔

[16] کنزل العمال ،متقی ہندی ۴۲۲۰۸/۱۵:۵۶۹۔

[17] سورۂ واقعہ آیت ۸۳۔۸۷۔

[18] نہج البلاغہ / صبحی الصالح : ۱۶۰ اخطبہ نمبر ۱۰۹۔(ترجمہ علامہ جوادی، ص ۲۱۵)

[19] امالی شیخ طوسی ؒ :۹۶۷/۴۳۲۔

[20] من لایحضرہ الفقیہ ،شیخ صدوقؒ ۳۶۶/۱:۸۱،الکافی ۳ الکلینی ۱۱/۳:۱۳۴۔

[21] رجوع فرمائیں :تصحیح الاعتقاد / الشیخ المفید :۹۵۔

[22] معانی الاخبار ،شیخ صدوقؒ ،ج۱،ص۲۸۷،علل الشرائع ،شیخ صدوقؒ ۱:۲۹۸۔باب (۲۳۵)/ ح۲، العقائد ،شیخ صدوق:۵۴۔

[23] سورۂ ق آیت ۲۲۔

[24] مسند احمد ۲:۵۱۔دارالفکر ،بیروت ،احیاء التراث العلوم /الغزالی ۵:۳۱۶۔دار الوعی ۔حلب ،کنزل العمال ۳ المتقہ الہندی ۱۵:۶۴۱/ ۴۲۵۲۹۔ مسند احمد ۲:۵۱۔دارالفکر ،بیروت ،احیاء التراث العلوم /الغزالی ۵:۳۱۶۔دار الوعی ۔حلب ،کنزل العمال ۳ المتقہ الہندی ۱۵:۶۴۱/ ۴۲۵۲۹۔

[25] الامالی / المفید :۲۶۳۔۲۶۴۔

[26] من الایحضرہ الفقیہ ،شیخ صدوق۱:۸۲۔۳۷۳/۸۳،الکافی الکلینی ۱/۳:۲۳۱، یہ اس روایت اور اس کے مثل روایت کے لحاظ سے ھے، اس سلسلہ میں میں دوسری بحثیں بھی ھیں کہ جن کو ھم اختصار کی وجہ سے ذکر نھیں کرسکتے۔

[27] مزید احادیث کے سلسلہ میں رجوع فرمائیں: الکافی / الکلینی۳:۱۲۸۔۱۳۵۔باب مایعاین المؤمن والکافر ،بحارالانوار /علامہ مجلسیؒ۶:۱۷۳۔۲۰۲۔باب(۷)۔

[28] اوائل المقالا ت / الشیخ المفید :۷۳۔۷۴۔نشر مؤتمر الشخ المفید ۔قم

[29] سورۂ نساء آیت۱۵۹۔

[30] شرح ابن ابی الحدید ۱:۲۹۹۔۳۰۰(خطبہ نمبر ۲۰)۔

[31] لسان العرب / ابن منظور ۔برزخ ،۳:۸۔

[32] تفسیر المیزان ۳ طباطبائی ۱:۳۴۹۔

[33] سورۂ مومنون آیت۱۰۰۔

[34] تفسیرقمی ،ج۱،ص۱۹،بحارالانوار ۳ علامہ مجلسیؒ،ج۶،ص۱۲/۲۱۸۔

"برزخ سے مراد قبر ھے جس میں انسان کو قیامت تک کے لئے ثواب یا عذاب دیا جائے گا"۔

[35] امالی شیخ طوسی ؒ :۳۱/۲۸،بحارالانوار ۱۳/۶:۲۱۸۔

[36] نہج البلاغہ / صبحی الصالح : ۳۴۰ /خطبہ نمبر (۲۲۱)۔

[37] اصول کافی /اکلینی۳:۲۳۶/۶۔

[38] علل الشرائع :۴/۳۰۹،امالی الصدوق :۶۲۳/۴۶۸،امالی شیخ طوسی ش :۹۵۵/۴۲۷.
[39] ثواب الاعمال ،شیخ صدوق:۱۹۷ـمنشورات الرضی ـقم ،علل الشرائع ،شیخ صدوق:۳/۳۰۹،امالی الصدوق :۸۴۵/۶۳۲.
[40] اصول کافی /الکلینی۲۳۲:۳/۱و۷/۲۳۶و ۱۰/۲۳۸و ۱۲/۲۳۹،الاعتقاد ات ،شیخ صدوق:۵۸ ،تصحیح الاعتقاد / المفید :۹۹ـ۱۰۰،شرح الموقف / الجرجانی ۳۱۷:۸ـ۳۲۰.
[41] امالی شیخ صدوق:۴۶۴/۳۷۰.
[42] کشف المراد / العلامه الحلی :۴۵۲،المسائل السرویه /المفید :۶۲ـمسالة (۵)،الاربعین ۳ ،البهائی: ۲۸۳ و۳۸۷،حق الیقین ۳ عبد الله شبر ۶۸:۲.
[43] سورة غافر آیت ۴۵ـ۴۶.
[44] تفسیر المیزان / علامه طباطبائی ۳۳۵:۱۷.
[45] مجمع البیان ۳ الطبرسی ۸۱۸:۸.
[46] سورة طه آیت۱۲۴.
[47] ا ربعین ، شیخ بہائی :۴۸۸.
[48] شرح ابن ابی الحدید ۶۹:۶ـداراحیاء الکتب العربیه ـمصر ،امالی شیخ طوسی ش :۳۱/۲۸.
[49] اصول کافی /الکلینی ۲۳۱:۳ـ۲۴۴،۲۳۹ـ۲۴۵و۱۰/۲۵۳،المحاسن / البرقی :۱۷۴ـ۱۷۸ـ دارالکتب الاسلامیه ـقم ،بحارالانوار / مجلسی ۲۰۲:۶باب(۸)،سنن النسائی ۹۷:۴ـ۱۰۸ـکتاب الجنائز ـ دارالکتاب العربی ـبیروت ،کنزل العمال/ المتقی الہندی ۶۳۸:۱۵و غیرھا.
[50] سنن الترمذی ۶۴۰:۴/۴۶۰ـکتاب صفة القیامة ـداراحیاء التراث العربی ـبیروت ،حیاء علوم الدین/ الغزالی ۳۱۶:۵.
[51] امالی شیخ طوسی ش :۳۱/۲۸.
[52] سورة مومنون آیت۱۰۰.
[53] الخصال ،شیخ صدوق:۱۰۸/۱۲۰.
[54] درالمنثور ۳ ا،سیوطی ،ج۵،ص۲۸.
[55] ا صول کافی ،شیخ کلینی،ج ۳ص۳/۲۳۴.
[56] ا صول کافی /الکلینی ۱۲/۳:۲۳۹.
[57] اربعین ،شیخ بہائی :۴۹۲.
[58] اوائل المقالات ،شیخ مفید :۷۷،تصحیح الاعتقاد ،شیخ مفید۸۸ـ۸۹،المسائل السرویه،شیخ مفید: ۶۳ـ ۶۴ـ المسالة (۵)،الاربعین ، شیخ بہائی :۵۰۴.
[59] تہذیب ، شیخ طوسی ش،ج ۱،ص۱۷۲/۴۶۶.
[60] تہذیب ، شیخ طوسی ش ۴۶۶:۱/۱۷۱،الکافی /الکلینی ۳۴۵:۳/۶.
[61] اصول کافی /الکلینی ۲۵۵:۳/۱
[62] اصول کافی /الکلینی ۲۴۴:۳/۳و۷/۳۴۵.
[63] دائرة معارف القرن العشرین /وجدی ۳۷۵:۴.
[64] حق الیقین /عبد الله شبر ۵۰:۲،الاربعین / البهائی :۵۰۵،بحارالانوار ۲۷۱:۶و۲۷۸.
[65] اصول کافی /الکلینی ۲۴۴:۳/۴.
[66] ا صول کافی /الکلینی ۲۴۵:۳/۲.
[67] الاعتقادات ،شیخ صدوق:۷۹.
[68] سورة آل عمران آیت۱۳۳.
[69] سورة بقرة آیت۲۴.
[70] سورة بقرة آیت۳۵.
[71] سورة نجم آیت۱۵.
[72] سورة قصص آیت۸۸.

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

[73] سورۂ رعد آیت۳۵۔
[74] کشف المراد / العلامہ الحلی :۴۵۳،رجوع کریں: شرح المواقف / الجرجانی ۸:۳۰۱۔۳۰۳۔
[75] سورۂ محمد آیت۱۸۔
لسان العرب، ابن منظور ۔شرط ۔۷:۳۲۹۔۳۳۰،مجمع البیان ، طبرسیش،ج۹،ص۱۵۴،تفسیر المیزان، علامہ طباطبائی ش،ج۱۸،ص۲۳۶۔
[76] سورۂ اعراف آیت۱۸۷۔
[77] سورۂ اعراف آیت۱۸۷۔
[78] سورۂ انعام آیت۱۵۸۔
[79] تفسیرقمی ۲:۳۰۳،بحار الانوار ۶:۳۰۶/۶۔
[80] خصال شیخ صدوق:۱/۵۰۰و۲۔
[81] سورۂ نمل آیت۸۲۔،مزید تفصیل کے لئے رجوع فرمائیں: ”کتاب الرجعة“، مرکز الرسالة: ۲۷ ۔ ۳۲ ۔
[82] مسند احمد ۳:۳۶،صحیح ابن حبان ۸:۲۹۰/۶۲۸۴،امستدرک علی اصحیحین ۴:۵۵۷۔
[83] خصال شیخ صدوق:۵۲/۴۴۹،جامع الاصول / ابن الاثیر ۱۱:۸۷۔داراحیاء التراث العربی ، بیروت۔
[84] سورۂ زخرف آیت۶۱۔
[85] معالم التنزیل / البغوی ۵:۱۰۵۔دارالفکر ۔بیروت ،الکشاف / الزمخشری ۴:۲۶،تفسیر الرازی ۲۷: ۲۲۲، تفسیر القرطبی ۱۶:۱۰۵۔داراحیاء التراث العربی ۔بیروت ،تفسیر ابی السعود ۸:۵۲۔داراحیاء التراث العربی۔بیروت۔
[86] راجع:الخصال ، شیخ صدوق :۱۳/۴۳۱،الدرالمنثور / السیوطی ۶:۳۸۰۔
[87] سورۂ الانبیاء آیت۹۶۔۹۷۔
[88] سورۂ دخان آیت ۱۰۔۱۱
[89] تفسیر الطبری ۲۵:۶۸۔دارالمعرفة ۔بیروت۔
[90] الخصال ،شیخ صدوق:۱۳/۴۳۱،الدرالمنثور / السیوطی ۶:۳۸۰،مسند احمد ۲:۲۰۱،جامع الاصول / ابن الاثیر ۱۱:۸۷۔
[91] اصول کافی / الکلینی ۳۹/۳:۲۶۱۔
[92] تفسیر القمی ۲:۳۰۴و۳۰۶۔
[93] بحارالانوار ۶:۳۱۵/۲۴۔
[94] لسان العرب /ابن منظور ۔قوم ۔۱۲:۵۰۶۔
[95] علل الشرائع ،شیخ صدوق:۴۷۰۔
[96] سورۂ حج آیت۱۔۲۔
[97] نہج البلاغہ / صبحی الصالح :۱۷۰/خطبہ نمبر (۱۱۴)۔
[98] الکافی /الکلینی ۸:۱۴۳/۱۰۸،امالی شیخ طوسی ش :۳۸/۳۶،، سورہ معارج ،آیت۴۔
[99] سورۂ زمر آیت۶۸۔
[100] سورۂ یس آیت۴۹۔۵۰۔
[101] مجمع البیان / الطبر سی ۶:۷۶۶۔
[102] تفسیر قمی ۲:۲۵۷،بحار الانوار ۶:۳۲۴/۲۔
[103] سورۂ قصص آیت۸۸۔
[104] نہج البلاغہ /صبحی الصالح :۲۷۶/خطبہ نمبر (۱۸۶)
[105] سورۂ ابراھیم آیت۴۸۔
[106] امالی شیخ طوسی ش :۳۱/۲۸۔
[107] سورۂ یس آیت۵۱۔۵۳۔
[108] سورۂ ق آیت۲۰۔۲۱۔
[109] الامالی ،شیخ صدوق:۶۸۱/۴۹۷۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

[110] سورۂ معارج آیت۴۳۔۴۴۔
[111] سورۂ کہف آیت۴۷۔
[112] سورۂ تکویر آیت۵۔
[113] سورۂ انعام آیت۳۸۔
[114] نہج البلاغہ ،ص۱۴۷/خطبہ نمبر (۱۰۲)۔
[115] اصول کافی ۳/الکلینی۱۴۳:۸/۱۱۰۔
[116] سورۂ حاقة آیت۱۸۔
[117] سورۂ طارق آیت۹۔
[118] سورۂ غافر آیت۱۶۔
[119] سورۂ مریم آیت۸۵۔
[120] سورۂ عبس آیت۳۸۔۳۹۔
[121] سورۂ حدید آیت۱۲۔
[122] سورۂ مریم آیت۶۸۔
[123] سورۂ فرقان آیت۱۷۔
[124] سورۂ عبس آیت۴۰۔۴۱۔
[125] سورۂ اسراء آیت۹۷۔
[126] سورۂ زمر آیت۶۹ ۔ ۷۰ ۔
[127] سورۂ حجر آیت۹۲۔۹۳۔
[128] سورۂ اعراف آیت۶۔
[129] الا عتقادات ، شیخ صدوق :۷۴۔
[130] سورۂ اسراء آیت۳۶۔
[131] تفسیر العیاشی ۲۹۲:۲/۷۵۔
[132] خصال،شیخ صدوق:۲۵۳/۱۲۵،الامالی / شیخ طوسی ش :۵۹۳/۱۲۳۷، معجم الکبیر / طبرانی ۱۱:۳ ۸ / ۷ ۷ ۱ ۱ ۱ ۔ داراحیاء التراث العربی ۔بیروت ،مجمع الزوائد /ہیثمی ج۱۰، ص۳۴۶، دار الکتاب العربی ۔بیروت۔
[133] سورۂ ا حزاب آیت۳۳۔
[134] سورۂ آل عمران آیت۶۱۔
[135] سورۂ شوریٰ آیت۲۳۔
[136] سنن الترمذی ۶۶۴:۵/۳۷۸۹۔دار احیاء التراث العربی۔بیروت،حلیة الاولیاء/ابونعیم ۳: ۲۱۱ ۔ دار الکتاب العربی ۔بیروت ،تاریخ بغداد / الخطیب ۱۵۹:۴۔دار الکتب العلمیہ ۔بیروت ،اسد الغابہ / ابن الاثیر ۱۳:۲۔دار احیاء التراث العربی ۔بیروت ،المستدرک / الحاکم ۱۵۰:۳و صححہ ۔دارالمعرفة ۔ بیر وت۔
[137] سورۂ صافات آیت۲۴۔
[138] عیون اخبار الرضا علیہ السلام ، شیخ صدوق ۳۱۳:۱/۸۶،معانی الا خبار ، شیخ صدوق :۶۷/ ۷ الصواعق المحرقہ / الیتمی :۱۴۹باب ۱۱فصل ۱قال :اخرجہ الیلمی ،الامالی /شیخ طوسی ش :۲۹۰/۵۶۴،تفسیر الحبری: ۳۱۲/۶۰مؤ سسہ آل البیت ۔قم ،المنا قب / ابن شہر آشوب ۱۵۲:۲دارالاضواء۔بیروت ،مناقب علی بن ابی طالب / الخوارزمی :۱۹۵،تذکرة الخواص /سبط ابن الجوزی:۱۷۔
[139] سورۂ غاشیة آیت ۲۶۔
[140] تصحیح الاعتقاد / المفید :۱۱۳۔
[141] الا عتقادات ، شیخ صدوق:۷۵۔
[142] سورۂ بقرة آیت ۲۰۲۔
[143] مجمع البیان / الطبرسی ۵۳۱:۲۔

[144] سورۂ معارج آیت ۴۔
[145] مجمع البیان / الطبرسی ۱۰:۵۳۱۔
[146] نہج البلاغہ / صبحی الصالح :۵۲۸/ خطبہ نمبر (۳۰۰)۔
[147] اصول کافی / الکلینی ۴/۳:۲۶۸،التہذیب / شیخ طوسی ش ۹۴۶/۲:۲۳۹۔
[148] نہج البلاغہ / صبحی الصالح:۱۲۳/ خطبہ نمبر (۹۰)۔
[149] سورۂ یونس آیت۶۱۔
[150] سورۂ مجادلة آیت ۷۔
[151] نہج البلاغہ / صبحی الصالح :۵۳۲/ الحکمة (۳۴۳)۔
[152] سورۂ نساء آیت ۴۱۔
[153] سورۂ نحل آیت ۸۹۔
[154] مجمع البیان ، علامہ طبرسی ش، ج ۶،ص۵۸۴۔
[155] سورۂ بقرة آیت ۱۴۳۔
[156] سورۂ آل عمران آیت ۱۱۰۔
[157] تفسیر العیاشی ۱۱۴/۶۳:۱۔
[158] اصول کافی / الکلینی ۲/۱:۱۴۶و ۴/۱۴۷،بصائر الدرجات / الصفار :۱۱/۱۸۳و ۳/۱۰۲۔مؤ سسہ الاعلمی۔ تہران ،تفسیر العیاشی ۱۱۰/۱:۶۲۔
[159] سورۂ ق آیت ۱۷۔۱۸۔
[160] سورۂ ق آیت ۲۰۔۲۱۔
[161] نہج البلاغہ / صبحی الصالح :۱۱۶/خطبہ نمبر (۸۵)۔
[162] سورۂ نور آیت ۲۴۔
[163] تفسیر المیزان / الطباطبائی ۱۵:۹۴۔
[164] سورۂ انفطار آیت ۱۰۔۱۲۔
[165] سورۂ جاثیہ آیت ۲۸۔۲۹۔
[166] سورۂ اسراء آیت ۱۳۔۱۴۔
[167] سورۂ کہف آیت ۴۹۔
[168] سورۂ زلزال آیت ۶۔
[169] سورۂ آل عمران آیت ۳۰۔
[170] مجمع البیان / الطبرسی ۲:۷۳۲،تفسیر الرازی ۸:۱۶۔
[171] المیزان ،علامہ طباطبائی ۳:۱۵۶و ۱۳:۵۵۔
[172] سورہٴ انبیاء آیت۴۷۔
[173] سورۂ کہف آیت ۱۰۵۔
[174] الکافی/ ۸:۲۹،الامالی ،شیخ صدوق:۸۲۲/۵۹۵۔مؤ سسہ البعثة ۔قم
[175] رجوع فرمائیں:کشف المراد / العلامہ الحلی:۴۵۳،تفسیر المیزان / الطباطبائی ۸:۱۴،حق الیقین / عبداللہ شبر ۲:۱۰۹۔
[176] راجع:تصحیح الاعتقاد / المفید :۱۱۴، تفسیر المیزان / الطباطبائی ۸:۱۲۔۱۳۔
[177] سورہ اعراف آیت ۸۔
[178] الاحتجاج / الطبرسی:۳۵۱۔
[179] الاحتجاج / الطبرسی :۲۴۴۔
[180] اصول کافی/ الکلینی ۳۶/۱:۳۴،معانی الاخبار / الصدوق:۱/۳۱،الاعتقادات / الصدوق:۷۴۔
[181] سورہٴ فاتحہ آیت ۶۔
[182] لسان العرب ۔سرط ۔۷:۳۱۳۔۳۱۴۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

[183] کشف المراد / العلامہ الحلی :۴۵۳۔
[184] الامالی ،شیخ صدوق:۲۷۵/۲۴۲،تفسیر القمی ۱:۲۹۔
[185] احیا ء علوم الدین / الغزالی ۵:۳۶۳۔
[186] معانی الاخبار ی،شیخ صدوق:۱/۳۲۔
[187] الصواعق المحرقہ /ابن حجر :۱۴۹،مناقب علی ابن ابی طالب / ابن المغازلی :۲۴۲/ ۲۸۹،فرائد السمطین/ الجوینی۲۸۹:۲۲۸/۱،الامالی / شیخ طوسی ش ۔۵۶۴/۲۸۹۔
[188] معانی الاخبار ،شیخ صدوق:۴/۳۳۔
[189] نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر (۸۳) ص۱۴۱۔
[190] الا عتقادات ،شیخ صدوق:۷۱۔۷۲۔
[191] سورۂ بلد آیت ۱۱۔۱۲۔
[192] تصحیح الاعتقاد ،شیخ مفید :۱۱۲۔۱۱۳۔
[193] الا عتقادات،شیخ صدوق:۷۶،تصحیح الاعتقاد /المفید :۱۱۶۔
[194] سورہٴ مومنون آیت ۱۰۔۱۱۔
[195] رجوع فرمائیں:سورۂ بقرہ آیت۳۸،۲۵ ،سورہٴ آل عمران : آیت۱۹۸، سورۂ نساء : آیت۱۳و۶۹، سورۂ توبہ: آیت ۲۰،سورۂ رعد : آیت۲۲۔۲۴،سورۂ طہ: آیت۷۵،سورۂ حج: آیت۵۸،،سورۂ صافات : آیت۴۰،سورۂ غافر (مومن): آیت ۸،سورۂ زخرف : آیت۶۹،سورۂ احقاف : آیت۱۳۔۱۴،سورۂ فتح : آیت۱۷،سورۂ ق: آیت۳۱۔۳۳،سورۂ طور : آیت۲۱،سورۂ حدید : آیت۲۱،سورۂ نازعات : آیت۴۰۔
[196] سورہٴ زمر آیت ۷۳۔
[197] نہج البلاغہ خطبہ نمبر (۱۹۰)، ص ۳۷۳۔
[198] تصحیح الا عتقاد / المفید :۱۱۶۔۱۱۷۔
[199] سورہٴ زخرف آیت ۷۱۔
[200] سورۂ ق آیت ۳۵۔
[201] o سورۂ سجدہ آیت ۱۷۔
[202] کنزل العمال / المتقی الہندی ۷۷۸:۴۳۰۶۹/۱۵،بحا رالانوار / علامہ مجلسیش۱۹۱:۸ / ۱۶۸۔
[203] تصحیح الاعتقاد / المفید :۱۱۷۔
[204] رجوع کریں : سورۂ رعد:آیت۳۵،سورۂ حج:آیت۵۰،سورۂ یٰس:آیت۵۷،سورۂ ص:آیت۵۴، سورۂ غافر: آیت۴۰،سورۂ فصلت :آیت۳۱،سورۂ محمد: آیت۱۵، سورہٴطور:آیت۲۲، سورہٴرحمن:آیت ۵۲ سورۂ واقعہ: آیت۳۳،۲۸،۲۱، سورہٴدہر: آیت۱۴،سورۂ مرسلات: آیت۴۲،۔
[205] رجوع کریں :سورۂ صافات : آیت۴۵، سورۂ محمد : آیت۱۵،سورۂ طور :آیت۱۹و۲۳،سورۂ واقعہ : آیت۱۷۔۱۹،سورۂ انسان: آیت۵۔۶و۱۷۔۱۸و۲۱،سورۂ مرسلات : آیت۳ ۴،سورۂ مطففین : آیت۲۵۔۲۸۔
[206] سورۂ حج : آیت۲۳،سورۂ کہف : آیت۳۱،سورۂ فاطر۔ آیت ۳۳،سورۂ دخان : آیت۵۳،سورۂ دہر : آیت۱۲و ۲۱۔
[207] رجوع کریں : سورۂ رعد: آیت۳۵،سورۂ یٰس : آیت۵۶،سورۂ رحمن : آیت۶۸،سورۂ واقعہ : آیت۳۰،سورۂ دہر : آیت۱۳،سورۂ مرسلات : آیت۴۱،سورۂ نباء : آیت۳۲۔
[208] سورۂ آل عمران : آیت۱۳۳،سورۂ انفال : آیت۴،سورۂ توبہ : آیت۷۲،سورۂ مومنون : آیت ۳ ۰ ۱ ، سورۂ عنکبوت:آیت۵۸، سورۂ صافات: آیت۴۳۔۴۴،سورۂ ص:آیت ۵۰۔۵۱،سورۂ زمر آیت: ۲۰، سورۂ زخرف : آیت۷۱،سورۂ طور:آیت۲۰،سورہٴرحمن:آیت۵۴،سورۂ واقعہ:آیت۱۵۔۱۸۔ و۳۴، سورۂ صف : آیت۱۲،سورۂ دہر : آیت۱۴۔۱۶،سورۂ غاشیہ : آیت۱۰۔۱۶۔
[209] سورۂ دہر :آیت ۱۹۔
[210] رجوع کریں : سورۂ یٰس :آیت۵۶،سورۂ صافات :آیت۴۸۔۴۹،سورۂ ص:آیت۵۲،سورۂ دخان :آیت۵۴،سورۂ طور :آیت۲۰،سورۂ رحمن :آیت۵۶۔۵۸و۷۲،سورۂ واقعہ:آیت۲۲۔ ۲۳ و ۳۵۔ ۳۷،سورۂ نساء:آیت ۳۳۔
[211] رجوع کریں:سورۂ آل عمران :آیت۱۵و۱۳۶،سورۂ توبہ :آیت۷۲،سورۂ حجر:آیت۴۷۔ ۴۸، سورۂ مریم :آیت۶۲،سورۂ

فاطر:آیت۳۴۔۳۵سورۂ یٰس:آیت۵۵،سورۂ زمر:آیت۷۳، سورۂ دخان:آیت۵۶،سورۂ محمد:آیت۱۵،سورۂ طور:آیت۱۸،سورۂ مجادلہ:آیت۲۲،سورۂ نباء: آیت۳۵، سورۂ غاشیہ:آیت۱۱۔
[212] رجوع کریں: سورۂ بقرہ:آیت۲۴،سورۂ توبہ:آیت۴۹،سورۂ حجر:آیت۴۳،۴۴،سورۂ اسراء:آیت ۸و۹۷،سورۂ کہف:آیت۲۹،تحریم:آیت۶،سورۂ مرسلات:آیت۳۰۔۳۱،سورۂ ہمزہ:آیت۸۔۹۔
[213] مجمع البیان / علامہ طبرسی، ۵ج۵۱۹:۶۔
[214] نہج البلاغہ / صبحی الصالح:۳۸۴۔الکتاب (۲۷)۔
[215] سورۂ بقرہآیت ۱۷۵۔
[216] رجوع کریں: سورۂ بقرہ:آیات۸۱و۸۶و ۱۶۱۔۱۶۲و۲۱۷،سورۂ نساء:آیات۱۰، و۱۴و۵۶و ۹۳و ۱۴۵،سورۂ توبہ:آیات۳۴و۶۳،سورۂ یونس:آیات۷۔۸و ۵۲،سورۂ ہود:آیات ۱۵۔۱۶،سورۂ نحل: آیت۸۵،سورۂ کہف:آیت۱۰۲۔۱۰۶،سورۂ طہٰ: آیت۷۴و۱۲۴۔۱۲۷،سورۂ فرقان:آیت۱۱،سورۂ سجدہ : آیت۱۲۔۱۴، سورۂ زمر: آیت۵۰و۷۲،۷۱،سورۂ غافر: آیت ۶۰و ۷۰۔ ۷۲،سورۂ ق: آیت۲۴۔ ۲۶، سورۂ جن : آیت۱۷و۲۳،سورۂ مدثر : آیت۴۱۔۴۶،سورۂ نازعات : آیت۳۷۔۳۹۔
[217] نہج البلاغہ /صبحی الصالح :۲۳۵۔خطبہ نمبر (۱۶۴)۔
[218] نہج البلاغہ / صبحی الصالح :۳۱۶۔خطبہ نمبر (۱۹۹)، سورہ مدثر : آیت۴۲۔
[219] الاعتقاد ات ،شیخ صدوق:۷۷۔
[220] التوحید / الصدوق:۶/۴۰۷جامع مدرسین۔قم۔
[221] مزید تفصیلات کے لئے رجوع فرمائیں :سورۂ بقرہ:آیات۹۰و۱۰۴و۱۱۴و۱۶۲،سورۂ نساء:آیت ۵۶،سورۂ انعام : آیت۷۰،سورۂ اعراف: آیت۴۱،سورۂ ابراھیم: آیات۱۶، ۱۷ و۴۹۔۵۰،سورۂ کہف : آیت ۲۹، سورۂ طہٰ: آیت۷۴،سورۂ انبیاء : آیت۹۸۔۱۰۰،سورۂ حج: آیت۱۰۔۲۲،سورۂ مومنون آیت۱۰۴،سورۂ فرقان: آیت۱۲۔۱۴،سورۂ عنکبوت : آیت۵۴۔۵۵،سورۂ احزاب : آیت۶۴ ۔ ۶۸، سورۂ فاطر: آیت۳۶۔۳۷،سورۂ صافات : آیت۶۲۔۶۸،سورۂ ص: آیت۵۵۔۶۴،سورۂ زمر: آیت۷۱،سورۂ غافر: آیت۷۰۔۷۶،سورۂ دخان: آیت۴۳۔۵۰،سورۂ محمد: آیت۱۵،سورۂ طور: آیت۱۳۔۱۶،سورۂ قمر: آیت۴۷۔۴۸،سورہ ٔ رحمن : آیت۴۱۔۴۴،سورۂ واقعہ: آیات۴۱۔ ۴۴ و ۵۱ ۔ ۵۶،سورۂ ملک: آیت۵۔۱۱،سورۂ حاقہ: آیت۳۱،سورۂ مزمل: آیت۱۲۔۱۳سورۂ دہر: آیت۴،سورۂ مرسلات: آیت۳۰۔۳۳،سورۂ نباء: آیت۲۱۔۳۰سورۂ لیل: آیت۱۴۔۱۶،سورۂ ہمزہ: آیت۴۔۹۔
[222] نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۱۰۹،ص ۲۱۷۔
[223] سورۂ بقرہ:آیات۱۶۱و۱۶۶۔۱۶۷،سورۂ انعام :آیات۲۷۔۳۱و۱۲۴،سورۂ اعراف:آیت۵۳، سورۂ ابراھیم:آیت۴۴،سورۂ اسراء:آیت۱۸و ۳۹،سورۂ مومنون:آیت۱۰۳۔ ۱۰۸، سورۂ شعراء:آیت
۹۵۔۱۰۲،سورۂعنکبوت:آیت۲۳،سورۂاحزاب:آیت۶۶۔۶۸،سورۂسباء:آیت۳۳،سورۂ فاطر: آیت ۳۶۔ ۳۷، سورۂ زمر:آیت۷۱،سورۂ غافر:آیت ۷۳۔ ۷۶، سورۂ شوریٰ:آیت۴۵،سورۂ زخرف:آیت۷۷،سورۂ ملک: آیت۱۵،سورۂ مطففین: آیت۱۵۔۱۷۔
[224] سورۂ احزاب آیت ۶۶۔
[225] سورۂ فجرآیت۲۴۔
[226] سورۂ فرقان آیت۲۸۔
[227] سورۂ شعراء آیت۱۰۲۔
[228] سورۂ فاطرآیت ۳۷۔
[229] سورۂ انعام آیت۲۸۔
[230] سورۂ انعام آیت۳۰۔
[231] سورۂ مومنون :آیت ۱۰۸۔
[232] سورۂ ملک آیت ۸۔۱۱۔
[233] سورۂ تحریم آیت ۸۔۱۱۔
[234] سورۂ زخرف: آیت ۷۷۔ چونکہ اس آخری بحث کے مضامین(جنت و دوزخ کے اوصاف) قرآن کریم کی روشنی میں بیان کئے ھیں اور ذیل میں قرآن مجید کے حوالے بھی نقل کئے ھیں، اس سلسلے میں بیان شدہ احادیث کے لئے پر رجوع فرمائیں : بحار الانوار ، علامہ مجلسی ج۸،ص ۱۱۶تا۲۲۲، ۳۲۹ تا۳۸۰، احیاء علوم الدین ، تالیف غزالی ج۵ص ۳۸۵،

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

۳۹۲، و ۳۷۴تا ۳۸۱ .

Presented by http://www.alhassanain.com &   http://www.islamicblessings.com